حیات القلوب

جلد 2

10/11

صفحہ 476 سے 889

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَالسَّلَامُ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰى وَمَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى۔

پیشِ لفظ!

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے اس بے بضاعت کو اس کتاب حیات القلوب جلد دوم مؤلفہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے اُردو ترجمہ کی توفیق عطا فرمائی اور اس دینی خدمت کی تکمیل کا شرف بخشا جو جلد اوّل کتاب ہذا کے ترجمہ سے فارغ ہونے کے بعد تھوڑا تھوڑا کر کے مکمل ہو گیا۔ والحمد للہ علےٰ ذالک۔

اس جلیل القدر اور کثیر الفوائد کتاب میں جناب سرورِ کائنات فخرِ آدمؑ و بنی آدم باعثِ خلقتِ عالم، پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مقدسہ کے تمام و کمال حالات درج ہیں۔ ابتدائے خلقتِ نور اور آپ کی ولادتِ باسعادت سے وفات حسرت آیات تک کے واقعات نہایت شرح و بسط کے ساتھ جمع کیئے گئے ہیں۔ یعنی آپؐ کے اور آپؐ کے اہلبیت علیہم السلام کے نور کی خلقت؛ آپ کا نسب؛ آپ کے آباؤ اجداد میں جناب ہاشمؑ سے جناب ابو طالبؑ تک کے حالات اور اُن حضرات کی زندگی کے اہم واقعات؛ آنحضرتؐ کے متعلق پیشین گوئیاں؛ آپ کی ولادت؛ رضاعت؛ جناب ابو طالب کی آپ سے محبت اور مربیانہ سپارانہ حمایت؛ آنحضرتؐ کے اخلاقِ حسنہ اور خصائلِ حمیدہ؛ حضرتؐ کے معجزات بالتفصیل یعنی جمادات و نباتات و حیوانات و اجرام و سماوی وغیرہ وغیرہ سے متعلق معجزات؛ غزوات؛ معراج اور مباہلہ کے مکمل حالات؛ اصحاب اور اُمت کے فضائل؛ آپ کی تبلیغ؛ اسلام کی خوبیاں؛ آپ کے خاص خاص اصحاب یعنی جناب سلمان و ابو ذر و مقداد و عمار وغیرہم رضوان اللہ علیہم کے حالات؛ اُن حضراتؓ کی دینداری اور حمایت اہل بیتؑ؛ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی روئیداد نہایت تشریح و تفصیل کے ساتھ مسطور و مرقوم ہیں۔

یہ کتاب صحیح اسلامی تعلیم و تبلیغ کا دفتر ہے جو نہ صرف عام مومنین کی دینی معلومات کی ضامن ہے بلکہ اُن کی تہذیب و اخلاق؛ عادات و اطوار اور اعمال و کردار کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی ذمہ دار ہے بشرطیکہ خلوص سے عمل کیا جائے۔ یہ کتاب عام واعظین کے لیئے خصوصاً صرف اُردو دان ذاکرین کے لیئے ایک انمول تحفہ اور معلومات کا بیش بہا خزانہ ہے۔

مجھے اپنی بے بضاعتی اور علمی سرمایہ کی کمی کا اعتراف ہے۔ مَیں نے احادیث کا صرف لفظی ترجمہ کر دینے پر اکتفا نہیں کی ہے بلکہ اپنی اُردو زبان میں محاورات کے مطابق مفہوم ادا کرنے کی

جنگ اُحد میں شہید ہوئے اور فرشتوں نے اُن کو غسل دیا۔ اس کے بعد اُس ملعون نے مدینہ کے منافقوں کو پیغام بھیجا کہ تیار رہو اور ایک مسجد بناؤ جس میں جمع ہوا کرو۔ مَیں بادشاہِ رُوم قیصر کے پاس جاتا ہوں اور اُس سے لشکر لے کر مدینہ پر چڑھائی کرتا ہوں تاکہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو مدینہ سے نکال دوں۔ غرض مدینہ کے منافقین اُس ملعون کے آنے کے منتظر تھے جیساکہ خدا نے اس طرف اشارہ کیا ہے۔ اور وُہ ملعون قبل اس کے کہ بادشاہِ روم تک پہنچے جہنم واصل ہو گیا۔ پھر خداوندتعالیٰ نے جنابِ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ممانعت فرمائی اس سے کہ ان کی مسجد میں نماز پڑھیں اور فرمایا لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ہ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّاۤ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ہ (پ۱۱ آیت ۱۰۸ تا ۱۱۰ سورۃ توبہ) یعنی ہرگز اُس مسجد میں نماز کے لیے مت کھڑے ہونا لیکن وُہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ اور پرہیزگاری پر روزِ اوّل سے رکھی گئی ہے یعنی مسجد قبا۔ وُہ زیادہ سزاوار ہے اس کے لیئے کہ اُس میں نماز ادا کرو۔ اُس میں چند اشخاص وُہ ہیں جو اس بات کو دوست رکھتے ہیں کہ اپنے تئیں پاک رکھیں اور خدا پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ کیا جو شخص اپنے امُورِ دین کی بنیاد خدا کے ڈر اور خوف اور اس کی خوشنودی کی طلبگاری کے ساتھ مضبوط کرتا ہے وُہ بہتر ہے یا وُہ شخص جو اپنے امُورِ دین کی بنیاد دریا کے ایسے کنارہ پر رکھتا ہے جس کے نیچے حصّہ کو پانی نے کاٹ کر خالی کر دیا ہو اور گرنے کے قریب ہو تو وُہ زمین اپنی عمارت کے ساتھ جو اُس پر تعمیر کی گئی ہو جہنم کی آگ میں گر جائے گی اور خدا ظالموں کو ان کے فاسد مقصدوں میں کامیاب نہیں کرتا جو ہمیشہ شک ونفاق کے سبب جو ان کے دلوں میں ہے عمارتیں تعمیر کرتے ہیں مگر یہ کہ اُن کے قلوب ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں اور خدا ان کے مکروفریب اور اُن کے گفتار و کردار سے بخوبی واقف اور حکیم ہے۔

کلینیؒ، ابن بابویہؒ، شیخ طوسیؒ اور عیاشیؒ بسند ہائے معتبر امام محمد باقر وامام جعفر صادق علیہما السّلام سے روایت کرتے ہیں کہ جس مسجد کے بارے میں خداوندکریم ارشاد فرماتا ہے کہ اُس کی بنیاد روزِ اوّل ہی سے تقویٰ پر رکھی گئی وُہ مسجد قبا ہے جو مدینہ میں واقع ہے۔ اس سبب سے خدا نے ان لوگوں کی مدح کی ہے جو پانی سے استنجا کرتے تھے۔ اور علی بن ابراہیم نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ وُہ عمارت جس کے بارے میں خدا نے فرمایا کہ جہنم کے کنارہ پر ہے مسجد ضرار ہے جس کو منافقین نے مکروفریب سے تعمیر کیا تھا۔ جب یہ آیتیں نازل ہوئیں جنابِ رسُولِ خدا نے مالک بن دخشم خزاعی اور عامر بن عدی کو جو عمرو بن عوف کے قبیلہ سے تھے بھیجا کہ مسجد کو مسمار کر دیں اور جلا دیں۔ جب وُہ اُس مسجد کے قریب پہنچے مالک نے عامر سے کہا کہ ٹھہرو میں اپنے گھر سے آگ لاتا ہوں اور آگ لا کر اُس مسجد میں جلائی جس سے اُس کی چھت اور ستونوں میں آگ لگ گئی اور وُہ گر پڑی اور وُہ منافقین بھاگ گئے۔ پھر اس کی دیواروں کو منہدم کر دیا اور واپس آئے۔ دُوسری روایت کے مطابق عمّارؓ بن یاسر اور وحشی کو بھیجا اور اُن دونوں نے اُس کو تباہ و برباد کر دیا۔

چھیالیسواں باب (۴۶)

نزولِ سُورۃ براءت

شیخ مفید اور شیخ طبرسی بلکہ تمام مفسّرین ومحدثین خاصہ وعامہ نے متواتر طور پر روایت کی ہے کہ چونکہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مشرکین سے (صلح حدیبیہ میں) عہد وپیمان کیئے تھے اور مشرکین نے عہد شکنی کی تو سورۃ برأت کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں اور آنحضرتؐ کو خدا کا حکم ہوا کہ اپنے عہد وپیمان کو بھی توڑ دیں اور اُن سے بیزاری اختیار کریں جیساکہ فرمایا ہے بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ہ فَسِيْحُوْا فِى الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِى الْكٰفِرِيْنَ ہ (آیات ۱ و ۲ سورۃ توبہ پ۱۰) (اے مسلمانو!) جن مشرکین سے تم لوگوں نے عہد وپیمان کیا تھا اب خدا اور اُس کے رسُولؐ کی طرف سے ان سے بیزاری ہے تو اے مشرکو تم چار مہینے رُوئے زمین پر اور سیر وسیاحت کر لو اور جان لو کہ تم خدا کو کسی طرح عاجز نہیں کر سکتے اور بلاشبہ خدا کافروں کو رُسوا کرنے والا ہے۔" واضح ہو کہ ان چار مہینوں میں جن میں مشرکوں کو مہلت دی گئی ہے اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وُہ روزِ نحر سے شروع ہو کر ماہ ربیع الثانی کی دسویں تاریخ تک تھے اور اس قول پر حضرت صادقؑ سے معتبر حدیثیں وارد ہوتی ہیں۔ اور بعض کا قول ہے کہ یہ چار مہینے پہلی شوال سے تھے، بعض کہتے ہیں کہ دسویں ماہ ذی القعدہ سے شروع ہوئے کیونکہ ان دنوں کفار ذی القعدہ میں حج کیا کرتے تھے اور یہ بھی ان کی بدعتوں میں سے ایک بدعت تھی کہ حج کو ماہ بماہ گھماتے پھراتے رہتے تھے۔ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِىْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ہ (سورۃ توبہ پ۱۰) خدا ورسُولؐ کی جانب سے حج اکبر کے دن تم لوگوں کو منادی کی جاتی ہے کہ خدا اور اُس کا رسُولؐ مشرکوں سے بیزار ہے تو اے مشرکو تم نے اگر اب بھی توبہ کر لی تو تمہارے حق میں یہی بہتر ہے اور اگر تم نے رُوگردانی کی تو سمجھ لو کہ تم لوگ خدا کو ہرگز عاجز نہیں کر سکتے اور کافروں کو دردناک عذاب کی خوشخبری دے دو۔ جاننا چاہیئے کہ روزِ حج اکبر کے معنی میں مفسروں کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وُہ روزِ عرفہ ہے۔ اور امیر المومنینؑ کی روایت میں بھی یہی وارد ہوا ہے اور بہت سی معتبر حدیثیں کلینی اور تہذیب وغیرہا معتبر کتابوں میں امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادق علیہما السّلام سے وارد ہوئی ہیں کہ روزِ حج اکبر روزِ نحر ہے۔ پھر حج اکبر کے معنی میں بھی اختلاف ہے۔ بعضوں نے اسی کے مطابق کہا ہے جو شیعوں کی معتبر حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ حج اکبر عمرہ کے مقابلہ پر ہے اور عمرہ حج اصغر ہے۔ یوں تو ہر حج کو حج اکبر کہتے ہیں۔ بعضوں کا قول ہے کہ خصوصیت سے اُس سال کے حج کو حج اکبر کہتے ہیں جس سال مسلمان و

مشرکین سب کے سب حج کے لیئے آئے اُس کے بعد مشرکوں کو حج کرنے کی ممانعت کردی گئی اور حج مسلمانوں سے مخصوص ہوگیا۔ اس کے بعد خدا نے فرمایا ہے کہ اِلَّا الَّذِیۡنَ عٰهَدۡتُّمۡ مِّنَ الۡمُشۡرِكِیۡنَ ثُمَّ لَمۡ یَنۡقُصُوۡكُمۡ شَیۡـًٔا وَّلَمۡ یُظَاهِرُوۡا عَلَیۡكُمۡ اَحَدًا فَاَتِمُّوۡۤا اِلَیۡهِمۡ عَهۡدَهُمۡ اِلٰی مُدَّتِهِمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الۡمُتَّقِیۡنَ ۝ (آیت ۴ سورۃ توبہ پ۱۰) لیکن جن مشرکوں سے تم نے عہد وپیمان کیا تھا پھر اُن لوگوں نے اُس کو توڑا نہیں اور نہ تمہارے خلاف کسی کی مدد کی تو تم بھی ان کے عہد وپیمان کو جتنی مدت کے لیئے کیا ہے پُورا کردو بیشک خدا پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس گروہ سے مراد بنی کنانہ و بنی ضمرہ تھے کہ ان کی مدت سے نو مہینے باقی رہ گئے تھے تو خدا نے حکم دیا کہ ان کی مدت کو پُورا کرو۔ کیونکہ اُن سے کوئی عہد شکنی صادر نہیں ہوئی تھی جو عہد توڑنے کا سبب ہوتا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ ہر گروہ کے بارے میں یہ حکم عام ہے جنہوں نے حضرتؐ سے عہد کیا تھا اور عہد کو توڑا نہیں تھا۔ فَاِذَا انۡسَلَخَ الۡاَشۡهُرُ الۡحُرُمُ فَاقۡتُلُوا الۡمُشۡرِكِیۡنَ حَیۡثُ وَجَدۡتُّمُوۡهُمۡ وَخُذُوۡهُمۡ وَاحۡصُرُوۡهُمۡ وَاقۡعُدُوۡا لَهُمۡ كُلَّ مَرۡصَدٍ ۚ فَاِنۡ تَابُوۡا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوۡا سَبِیۡلَهُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ۝ (آیت ۵ سورۃ مذکور) تو جب حرمت کے مہینے (جن کا احترام کیا جاتا ہے کہ جن میں جنگ کرنا ممنوع ہے) گزر جائیں جو ماہ ذی القعدہ و ذی الحجہ و محرم و رجب ہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ حرام مہینوں سے وہی مہینے مُراد ہیں جو پہلے بیان ہوچکے تو مشرکین کو جہاں پاؤ بے تامل قتل کردو اور ان کو گرفتار کرلو اور اُن کو قید کرلو اور مکہ میں داخل ہونے سے ان کو روک دو اور ہر کمینگاہ میں ان کی تاک میں بیٹھو۔ تو اگر وُہ شرک سے باز آجائیں، توبہ کرلیں، اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کی راہ چھوڑ دو۔ بیشک خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔"

روایت میں ہے کہ جب ہجرت کے نویں سال یہ آیتیں اور اس کے بعد کی چند آیتیں دس ۱۰ تک نازل ہوئیں پیغمبرؐ خدا نے ان آیتوں کو جناب ابوبکر کو دے کر مکہ معظمہ روانہ کیا تاکہ حج کے موقع پر مشرکین کو سُنا دیں۔ جب حضرت ابوبکر کچھ دُور گئے جبریلؑ نازل ہوئے اور آنحضرتؐ سے کہا خداوند عالم آپؐ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ سوائے تمہارے یا اُس کے جو تم سے ہو اور دُوسری روایت کے مطابق سوائے تمہارے یا علیؑ کے کوئی میری رسالت پہنچانے کا اہل نہیں۔ یہ فرمانِ خداوندی سُنکر آنحضرتؐ نے امیرالمومنینؑ کو طلب کیا اور فرمایا کہ میرے ناقہ عضبا پر سوار ہوکر جاؤ اور ابوبکر سے سُورۂ براءت لے لو اور جاکر اہلِ مکہ کو سُنا دو اور مشرکین کے عہد وپیمان کو توڑ دو اور ابوبکر کو واپس بھیج دو۔ اور دُوسری روایت کے مطابق ابوبکر کو اختیار ہے چاہے وُہ تمہارے ساتھ جائیں یا واپس آجائیں۔ امیرالمومنینؑ حضرتؐ کے ناقہ پر سوار ہوکر تیزی کے ساتھ رَوانہ ہوئے اور ذی الحلیفہ میں اور بروایت دیگر روحا میں ابوبکر کے پاس پہنچ گئے جب انہوں نے دیکھا کبیدہ خاطر ہوتے اور استقبال کیا اور پُوچھا اے ابوالحسنؑ کس لیئے آئے ہو؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ جناب رسُولِ خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ سورۂ براءت تم سے لے لوں اور میں جاکر اہل مکہ کو سُناؤں۔ جناب ابوبکر نے سورۃ دے دیا اور جناب رسُولؐ خدا کی خدمت میں مدینہ واپس آئے اور کہا یا رسُولؐ اللہ مجھے آپ نے اُس عہدہ کے لائق قرار دیا جس کی طرف لوگوں کی للچائی ہوئی نگاہیں اُٹھی ہوئی تھیں اور سب بیحد خواہش مند تھے۔ جب میں اُس کی تعمیل کے لیئے متوجہ ہوا آپ نے معزول کردیا اور واپس بُلا لیا۔ کیا اس بارے میں میرے متعلق کوئی آیت نازل ہوئی ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ جبریلؑ امین

خدا کی جانب سے نازل ہوئے اور ایسا ایسا حکم دیا۔ اسی مضمون کو عیاشی اور دُوسرے محدثین نے متعدد طریقوں سے روایت کی ہے اور عامہ کی کتابوں میں بہت سی سندوں سے منقول ہے۔

احادیث معتبرہ میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام آیتیں لے کر روانہ ہوئے اور عرفات میں روز عرفہ اور شب عید الضحیٰ مشعر الحرام میں اور روز عید الضحیٰ جمرات کے نزدیک اور تمام ایام تشریق میں منیٰ میں سُورۃ براءت کی ابتدائی دس ۱۰ آیتیں مشرکوں کو بآواز بلند سُنائیں۔ اپنی تلوار نیام سے نکالے ہوئے تھے اور ندا دیتے رہتے تھے کوئی شخص برہنہ طوافِ کعبہ نہ کرے اور کوئی مشرک خانہ کعبہ کا حج نہ کرے اور جو شخص اپنے عہد وپیمان پر قائم ہے وُہ امان میں ہے جبتک کہ اُس کی مدت ختم نہ ہو اور جس کی مدت ختم ہوچکی ہے تو اس کو چار مہینوں کی مدت اور دی جاتی ہے دُوسری روایت میں امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسُولؐ خدا نے مجھے چار اُمور بتانے کے لیئے بھیجا ہے۔ اوّل یہ کہ کوئی شخص سوائے مومن کے خانہ کعبہ میں داخل نہ ہو۔ دوّم یہ کہ کوئی شخص برہنہ طواف نہ کرے۔ سوّم یہ کہ اس سال کے بعد مسجد الحرام میں مومنین و کافرین جمع نہ ہوا کریں۔ چہارم یہ کہ جس شخص کا آنحضرتؐ کے ساتھ عہد وپیمان رہا ہو تو وُہ اپنے عہد پر آخری مدت تک باقی رہے اور جس شخص کا کوئی عہد نہ ہو تو اُس کے لیئے چار مہینے تک امان ہے۔

بہت سی حدیثوں میں خاصہ و عامہ کے طریقوں سے منقول ہے کہ امیرالمومنینؑ کا ایک نام قرآن میں اذان ہے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ کیونکہ آنحضرتؑ خدا و رسُولؐ کی جانب سے ان احکام کو اہل مکہ تک پہنچانے والے تھے۔

شیخ طوسیؒ نے روایت کی ہے کہ ماہ ذی الحجہ کی پہلی تاریخ کو آنحضرتؐ نے سورۃ براءت دے کر ابوبکر کو مکہ بھیجا اُس وقت آنحضرتؐ پر جبریلؑ نازل ہوئے کہ پیغامِ الٰہی ادا نہیں کرسکتا مگر تم یا وُہ جو تم سے ہو۔ آنحضرتؐ نے امیرالمومنینؑ کو بُلایا اور ابوبکر کے عقب میں روانہ کیا۔ حضرت علیؑ تیسرے روز منزل روحا میں اُن کے پاس پہنچے اور سُورۃ اُن سے لے لیا اور روز عرفہ و نحر مکہ میں لوگوں کو سُنایا۔

سید ابن طاؤسؒ نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ فتح کیا اور چاہا کہ دُوسری مرتبہ ان پر حجت کی تاکید فرمائیں اور دوبارہ ان کو خدا کے دین کی طرف دعوت دیں، تو اُن کے پاس خط لکھا اور اُن کو عذاب الٰہی سے ڈرایا اور دُنیا کے مکروہات سے پرہیز کی تاکید فرمائی اور اُن سے معافی کا وعدہ کیا اور اُن کو خدا کی مغفرت کی اُمید دلائی اور سورۃ براءت کی ابتدائی دس آیتیں لکھیں کہ اُن کو سُنائیں پھر تمام صحابہ کے سامنے اُس خط کو پیش کیا کہ لے جاکر اہل مکہ کو سُنائیں سب نے ایک بوجھ سمجھا اور معذرت کی پھر حضرت نے ابوبکر کو طلب کیا تاکہ ان کو بھیجیں اسی وقت جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کی طرف سے رسالت ادا نہیں کرسکتا مگر وُہ جو آپ سے ہو۔ تو امیرالمومنین علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ مجھ کو رسُولؐ اللہ نے خبر دی کہ حق تعالیٰ نے یہ وحی فرمائی اور مجھ کو خط اور اپنی رسالت کے ساتھ اہل مکہ کی طرف بھیجا اور مجھ سے اہل مکہ کی دشمنی ظاہر ہے۔ اگر اُن سے ہوسکتا تو وُہ میرے ہر عضو کو کاٹ کاٹ کر ایک ایک پہاڑ پر پھینک دیتے کیونکہ وُہ اپنی جان و مال و اولاد صرف کرکے میرے قتل کردینے پر راضی تھے۔ غرض میں نے پیغمبرؐ خدا کی رسالت ان تک پہنچائی اور حضورؐ کا خط ان کو سنایا اور ہر ایک اُن میں سے مجھ سے دھمکی اور سختی اور عداوت و دُشمنی ظاہر کرتا ہُوا ملتا تھا۔ ان کے مرد اور ان کے زن و فرزند کے چہرے دل

سے میرے ساتھ عداوت اور کینہ ظاہر ہوتا تھا اور میں نے ان باتوں کی مطلق پروانہ کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم کو بجا لایا اور حضرتؐ کی رسالت اُن سب کو پہنچا دی۔

طبری نے سال ہشتم کے واقعات میں ذکر کیا ہے جو عامہ کے ایک مشہور مؤرخ ہیں کہ جب آنحضرتؐ نے عمرہ حدیبیہ میں حضرت عمرؓ کو پیغام دے کر اہلِ مکہ کی طرف بھیجنا چاہا۔ وہ اہلِ مکہ سے خوفزدہ ہوئے اور جانے سے انکار کر دیا اور عذر کیا کہ میں اہلِ مکہ سے ڈرتا ہوں۔ پھر ہجرت کے نویں سال فتح مکہ کے بعد حضرتؐ نے اُن کو بلایا کہ حضرتؐ کا پیغام مکہ جا کر اشراف قریش کو پہنچا دیں۔ عمر نے کہا یا رسولؐ اللہ میں قریش سے ڈرتا ہوں حالانکہ انہوں نے قریش کے کسی ایک متنفس کو قتل نہیں کیا تھا اور بباطن اُن کے موافق رہا کیے تھے، پھر بھی آنحضرتؐ کی رسالت نہیں پہنچائی۔ اور امیر المومنینؑ نے جن کی ضربت سے مکہ کا کوئی شخص نہ تھا جس کا دل زخمی نہ ہوا ہو پروانہ کی اور تنہا گئے اور لاکھ مشرکین کے درمیان کھڑے ہو کر ان کے عہد و پیمان کو توڑ دیا اور اُن کے دین اور آئین کو باطل کیا۔
ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

سید ابن طاؤس نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے ابوبکر کو سورۃ برائت کی ابتدائی آیتیں دے کر مکہ کی طرف روانہ کیا۔ جبریلؑ نازل ہوئے اور عرض کی حق تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ ابوبکر کو نہ بھیجیے بلکہ علی بن ابی طالب کو بھیجیے کہ سوائے ان کے آپ کا پیغام کوئی نہیں پہنچا سکتا۔ پیغمبرؐ نے امیر المومنینؑ کو حکم دیا، وہ جا کر ابوبکر سے ملے اور نامہ لے لیا۔ اور فرمایا کہ پیغمبرؐ کی خدمت میں واپس جایئے۔ پوچھا کیا میرے بارے میں کچھ نازل ہوا ہے؟ فرمایا آنحضرتؐ آپ کو بتائیں گے جو کچھ نازل ہوا ہے۔ جب حضرت ابوبکر حضرت رسولؐ خدا کی خدمت میں واپس آئے، عرض کی یا رسولؐ اللہ کیا آپ نے یہ گمان کیا کہ میں آپ کی طرف سے پیغام نہ پہنچاؤں گا۔ حضرتؐ نے فرمایا بلکہ خدا نے نہ چاہا کہ سوائے علیؑ بن ابی طالبؑ کے کوئی دوسرا یہ رسالت پہنچائے۔ جب ابوبکر نے اس بارے میں بہت کچھ کہنا شروع کیا تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم سے کیسے ممکن تھا کہ میری یہ رسالت اہلِ مکہ تک پہنچاؤ حالانکہ تم غار میں میرے ساتھ تھے وہاں خوف سے تمہاری بےقراری اور گریہ و زاری میں نے بہت زیادہ مشاہدہ کی باوجودیکہ غار کے اندر کافروں سے پوشیدہ تھے۔

غرض امیر المومنینؑ مکہ گئے اور عرفات میں حاضر ہوئے وہاں سے مشعر الحرام آئے اور وہاں سے منیٰ میں پہنچے، اور اپنے ہدیہ کی قربانی کی اور سر منڈوایا اور ایک بلند ٹیلہ پر جس کو شعب کہتے ہیں تشریف لے گئے اور تین مرتبہ ندا کی کہ گروہ مردمان میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بھیجا ہوا ہوں۔ پھر سورۃ برائت کی ابتدائی آیتیں سنائیں اور اپنی تلوار نکال کر گھماتے رہے اور علیحدگی اور بیزاری کی ندا دیتے رہے جس سے خون کی بو آتی تھی لوگوں نے کہا یہ کون ہے جو یوں تن تنہا ایسے مجمع میں للکار رہا ہے اور کچھ خوف نہیں کھاتا۔ دوسروں نے کہا یہ علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں۔ جو حضرتؐ کو پہچانتا تھا اُس نے کہا یہ محمدؐ کے چچازاد بھائی ہیں۔ اور سوائے محمدؐ کے خاندان والوں کے کوئی ایسی جرأت نہیں کر سکتا۔ غرض امیر المومنین نے ایامِ تشریق کے تینوں روز صبح و شام باواز بلند یونہی منادی کی۔ آخر مشرکوں نے حضرتؐ سے کہا کہ اپنے پسرِ عم سے کہدو کہ ان کے واسطے ہمارے پاس تلوار کی ضربت اور نیزوں کے وار کے سوا کچھ نہیں ہے۔ امیر المومنینؑ وہاں سے نہایت عجلت کے ساتھ آنحضرتؐ کے پاس آئے

اس مدت میں اس بارے میں آنحضرتؐ پر کوئی وحی نازل نہیں ہوئی۔ اور سرورِ کائنات امیر المومنین کے بارے میں نہایت غمگین تھے یہانتک کہ رنج و ملال کے آثار حضرتؐ کے چہرۂ اقدس سے ظاہر ہوئے اور اس بےچینی و بےقراری کے سبب حضرتؐ اپنی بیبیوں کے پاس نہیں جاتے تھے۔ لوگوں کو گمان ہوا کہ شاید خداوند عالم نے حضرتؐ کی وفات کی خبر دے دی ہے یا حضرتؐ کسی مرض میں مبتلا ہو گئے ہیں جس کی لوگوں کو اطلاع نہیں ہوگی پھر صحابہ نے جناب ابوذرؓ سے کہا کہ آپ کی قدر و منزلت جو آنحضرتؐ کے نزدیک ہے ہم کو معلوم ہے۔ ہم کو نہایت غم و الم کے آثار حضرتؐ میں نظر آتے ہیں اس کا کیا سبب ہے حضرتؐ سے معلوم تو کیجیے؟ ابوذرؓ آنحضرتؐ کے پاس آئے اور رنج و اندوہ کا سبب دریافت کیا اور کہا کہ صحابہ کا گمان ہے کہ آپ کی وفات کی خبر آئی ہے یا اس اُمت کے بارے میں کوئی بُری خبر جبریلؑ لائے ہیں یا کوئی مرض حضورؐ کو لاحق ہو گیا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ میری وفات کی خبر نہیں آئی ہے میں جانتا ہوں کہ مجھے مرنا ہے اور مرنے سے خوف نہیں کرتا۔ اور اپنی اُمت میں بھلائی کے سوا اور کچھ نہیں جانتا اور نہ مجھے کوئی بیماری عارض ہوئی ہے۔ لیکن میرے غم و رنج کی شدت علیؑ بن ابی طالبؑ کے لیے ہے کیونکہ اُن کے بارے میں کوئی وحی مجھ پر نازل نہیں ہوئی اور نہ یہ معلوم ہوا کہ اُن کا کیا حال ہے۔ بیشک خداوند عالم نے علیؑ کے بارے میں نو باتیں عطا کی ہیں تین باتیں دُنیا سے اور تین آخرت سے، اور دو باتیں ایسی ہیں جن سے مطمئن ہوں لیکن ایک کے بارے میں ڈرتا ہوں۔ تین باتیں جو دُنیا سے متعلق ہیں اوّل یہ کہ وہ مجھے دفن کریں گے، دوسرے یہ کہ میرے بعد میرے اہل و عیال کے اُمور کے محافظ ہوں گے، تیسرے یہ کہ میری اُمت میں میرے وصی ہوں گے اور تین اُمور جو آخرت سے تعلق رکھتے ہیں یہ ہیں کہ جب روزِ قیامت لوائے حمد دیا جائے گا میں اُن کو دوں گا کہ وہ میرے لیے قائم کریں اور میں مقام شفاعت میں اُن پر اعتماد کروں گا؛ اور وہ بہشت کی کنجیوں کے رکھنے میں میری مدد کریں گے۔ اور وہ دو باتیں جن کے بارے میں مطمئن ہوں یہ ہیں کہ وہ میرے بعد گمراہ نہ ہوں گے اور کافر نہ ہوں گے۔ اور وہ ایک امر جس کے متعلق اُن کے بارے میں مجھے خوف ہے وہ یہ کہ میرے بعد قریش اُن سے مکر و فریب کریں گے۔

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ معمول تھا کہ جب نماز صبح سے فارغ ہوتے قبلہ کی طرف رُخ کیے ہوتے اوراد و وظائف میں مشغول رہتے یہانتک کہ آفتاب نکلتا اور خداوند عالمین کا ذکر کرتے رہتے اور امیر المومنین آپ کے پیچھے لوگوں کی طرف رُخ فرما کر اُن کو اجازت دے دیتے تو وہ اپنے اپنے کاموں میں جا کر مشغول ہوتے تھے آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو اس کام پر متعین فرمایا تھا۔ لیکن جب جناب امیرؑ کو مکہ روانہ کیا حضرتؐ نے کسی کو اس کام پر مقرر نہ فرمایا تھا خود ہی نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف رُخ کر کے اُن کو رخصت کرتے تو صحابہ اپنے اپنے کاموں میں جا کر مصروف ہوتے۔ ایک روز جناب ابوذرؓ نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسولؐ اللہ اجازت ہو تو اپنے کاموں کے لیے جاؤں۔ جب حضرتؐ سے رخصت ہوئے مدینہ سے باہر نکلے اور جناب امیرؑ کے استقبال کے لیے روانہ ہوئے تھوڑی دور گئے تھے کہ جناب امیرؑ کو ناقہ پر سوار آتے ہوئے دیکھا۔ جناب ابوذرؓ ان کے پاس گئے اور بغل گیر ہوئے اور آپؑ کی پیشانی اقدس کو بوسہ دیا۔ اور عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ میرے پیچھے آیئے تا کہ میں پہلے آنحضرتؐ کی خدمت اقدس میں پہنچ کر آپ کی تشریف آوری کی خوشخبری دوں کیونکہ وہ آپ کے لیے بہت غمگین اور بےچین ہیں حضرت علیؑ نے فرمایا بہت بہتر ہے جاؤ۔ ابوذرؓ نہایت تیزی کے ساتھ آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ

آپ کو خوشخبری ہو۔ حضرتؐ نے پُوچھا کیسی خوشخبری؟ عرض کی امیرالمومنینؑ خیریت سے واپس آرہے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اس خوشخبری کے عوض بہشت تمہارے واسطے ہے۔ پھر حضرتؐ مع صحابہ کے سوار ہوکر مدینہ کے باہر نکلے جب امیرالمومنین کی نظر آنحضرتؐ کے جمال مبارک پر پڑی ناقہ سے اُتر آئے۔ اور آپؐ نے دست مبارک امیرالمومنین کی گردن میں ڈال دیئے اور اپنے چہرۂ اقدس کو جناب امیرؑ کی گردن پر رکھ دیا اور ملاقات کی بے انتہا مسرت کے سبب بہت روتے، حضرت علیؑ بھی روتے۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا میرے باپ ماں تم پر فدا ہوں کس طرح تم نے تعمیل حکمِ خدا کی کیونکہ تمہارے بارے میں وحی دیر میں میرے پاس آئی۔ امیرالمومنین نے جس طرح عمل کیا تھا سب بیان کیا حضرتؐ نے فرمایا خدا تمہارے متعلق مجھ سے بہتر جانتا تھا اس لیئے مجھے حکم دیا کہ تم کو اس کام کے لیئے بھیجوں۔

سید کہتے ہیں کہ ابن اشناس بزاز نے اپنی کتاب میں اہل غلاف کے طریقہ سے روایت کی ہے کہ جب امیرالمومنین سورۂ براءت کی آیتیں لے کر مکہ پہنچے۔ خراش برادر عمرو بن عبدود جس کو جناب امیرؑ نے بروز خندق قتل کیا تھا اور اُس کا دُوسرا بھائی شعبہ، یہ دونوں حضرت علیؑ کے پاس پہنچے جبکہ آپ اہل مکہ کے سامنے آیتیں باآواز بلند پڑھ رہے تھے۔ اور کہا کہ تم ہی ہو کہ ہم کو چار مہینے کی مہلت دیتے ہو۔ ہم تم سے اور تمہارے چچازاد بھائی محمدؐ سے بیزار ہیں۔ تمہارے واسطے ہمارے پاس ضربت شمشیر اور نیزے کے وار کے سوا کچھ نہیں شعبہ نے بھی یہی کہا۔ اور کہا کہ اگر تم چاہو تو ابھی تمہارے ساتھ ہم اس کی ابتدا کردیں اور تم کو قتل کردیں۔ حضرتؑ نے فرمایا اگر تم چاہتے ہو تو آؤ دوبارہ پھر میرے وار دیکھو۔ اور دُوسری روایت اُسی کتاب میں ہے کہ حضرتؑ نے اہل مکہ کے درمیان یہ ندا کی کہ اس کے بعد آیندہ کوئی مشرک مکہ میں داخل نہ ہو اور نہ برہنہ کوئی طواف کرے۔ اور یاد رکھو کہ مسلمان کے سوا کوئی بہشت میں داخل نہیں ہوسکتا۔ اور جس کے اور رسولِ خدا کے درمیان کوئی عہد تھا تو وُہ اپنی مدت تک قائم رہے گا مگر شرک کرنے والوں کے ساتھ، نہ کوئی عہد ہے نہ کوئی امان ہے۔

دُوسری حدیث میں روایت ہے کہ جاہلیت میں اہل عرب کا یہ طریقہ تھا کہ برہنہ کعبہ کا طواف کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ہم اُن کپڑوں کے ساتھ طواف نہیں کرنا چاہتے جو حرام سے حاصل کیا ہو یا جس کو پہن کر گناہ کیا ہو بلکہ اُس طرح طواف کرتے ہیں جس طرح ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہیں۔[1]

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ سورۂ براءت کی تبلیغ پر ابوبکر کو مقرر کرنے پھر معزول کرکے امیرالمومنین کو دینے کی حکمت و مصلحت کسی صاحب عقل سے پوشیدہ نہیں کہ سوائے اس کے کوئی مصلحت نہ تھی کہ جبکہ اُن میں چند آیتوں کی تبلیغ کی قابلیت اور اہلیت نہیں ہے تو وُہ ساری اُمت کے دین و دُنیا کی امارت و ریاست عامہ کے قابل کیسے ہوسکتے ہیں۔ یہ تقرری اور معزولی دو وجہوں سے خالی نہیں ہوسکتی۔ اوّل یہ کہ آنحضرتؐ نے خود ہی ان کو مقرر کیا تھا لیکن یہ صورت باوجودیکہ عیاں ہے مگر باطل ہے اس لیئے کہ آنحضرتؐ کوئی کام بغیر وحی خدائے تعالیٰ کے نہیں کرتے تھے خاص طور سے ایسے اہم اور عظیم کام۔ پھر وہی بات ثابت اور معلوم ہوتی ہے کہ اُن کا تقرر مناسب عمل میں نہ آیا تھا۔ دوم یہ کہ آنحضرتؐ نے خدا کے حکم سے ایسا کیا تھا اور یہی حق ہے اور خدائے جلیل و حکیم کو اپنے حکم میں کوئی پشیمانی اور اختلاف نہیں ہوتا لہٰذا معلوم ہُوا کہ تقرری و معزولی مامور کے واقع ہونے سے پہلے کسی مصلحت سے ہوتی ہے اور (باقی بر صفحہ ۷۵۳)

سینتالیسواں باب

ذکرِ مباہلہ

واضح ہو کہ قصۂ مباہلہ متواترات سے ہے اور خاصہ و عامہ نے تمام تفسیروں، تواریخ اور حدیثوں کی کتابوں میں اس کے خصوصیات میں تھوڑے اختلاف کے ساتھ اس کا تذکرہ کیا ہے شیخ طبرسی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ نصارائے نجران کے شرفا کی ایک جماعت حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئی جن کے سربرآوردہ تین اشخاص تھے۔ اوّل عاقب جو ان کا سردار اور صاحب علم ورائے تھا۔ دُوسرے عبدالمسیح جس سے ہر مشکل اُمور میں مدد لی جاتی تھی۔ تیسرے ابوحارثہ جو اُن کا پیشوا اور عالم تھا۔ اُس کے واسطے بادشاہانِ روم نے گرجے تعمیر کیئے تھے۔ اور اس کے واسطے اُس کے علم کی زیادتی کے سبب ہدیئے اور تحفے بھیجا کرتے تھے۔ جب وُہ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ابوحارثہ ایک خچر پر سوار تھا جس کو اُس کا بھائی کرز بن علقمہ برابر سے ہنکا رہا تھا کہ خچر سرُور میں آیا کرز نے آنحضرتؐ کی شان میں ناسزا الفاظ استعمال کیئے۔ ابوحارثہ نے کہا جو تُو نے کہا وُہ تیرے ہی لیئے ہو۔ اُس نے کہا اے بھائی کیوں؟ ابوحارثہ نے کہا یہ وُہی پیغمبرؐ ہے جس کا ہم کو انتظار تھا تو کرز نے کہا پھر کیوں اُس کی متابعت تم نہیں کرتے۔ اُس نے کہا شاید تجھ کو نہیں معلوم کہ اس گروہِ نصاریٰ نے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیئے ہیں۔ ہم کو اپنا بڑا اور بزرگ قرار دیا ہے مالدار بنا دیا ہے اور ہماری عزت بڑھا رکھی ہے اور اُس رسُولؐ کی متابعت پر رضامند نہیں ہیں۔ اگر ہم اُس کی متابعت کرلیں تو یہ لوگ ہم سے سب کچھ واپس لے لیں۔ کرز کے دل میں یہ بات جاگزیں ہوگئی۔ اور جب وُہ حضرتؐ کی خدمت میں پہنچا تو مسلمان ہوگیا۔

وُہ لوگ نمازِ عصر کے وقت مدینہ میں پہنچے ریشمی لباس اور نفیس کپڑے پہنے ہوئے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ اہل عرب میں کوئی ایسی آراستگی کے ساتھ نہ آیا تھا اور سلام کیا۔ آپؐ نے اُن کا جواب نہ دیا اور نہ اُن سے گفتگو کی۔ وہاں سے عثمان اور عبدالرحمٰن بن عوف کے پاس آئے اس لیئے کہ اُن سے پہلے سے ملاقات تھی اور کہا کہ تمہارے پیغمبرؐ نے ہم کو خط لکھا ہم نے ان کی خواہش منظور کی اور آئے، اب وُہ ہمارے سلام کا جواب نہیں دیتے اور نہ ہم سے کلام کرتے ہیں۔ وُہ اُن کو امیرالمومنینؑ کے پاس لائے اور اس بارے میں حضرتؑ سے مشورہ کیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ یہ ریشمی کپڑے اور سونے کی انگوٹھی اُتار دو اور معمولی لباس میں حضرتؐ کے پاس جاؤ۔ اُن لوگوں نے ایسا ہی کیا اور آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ سلام کیا، حضرتؐ نے اُن کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا اُسی

بقیہ از صفحہ ۷۵۲: اور اس مقام پر اس کے سوا کوئی مصلحت نہیں متصور ہوسکتی جیسا کہ احادیث صحیحہ وصریحہ اس پر حجت ہیں اور اکثر حدیثیں اس سے متعلق ابواب فضائل امیرالمومنینؑ میں علیحدہ باب میں انشاء اللہ مذکور ہوں گی ۱۲

خدا کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ یہ لوگ جب پہلی بار میرے پاس آئے تو ان کے ساتھ شیطان بھی تھا اس وجہ سے میں نے ان کے سلام کا جواب نہیں دیا۔ غرض تمام اُس دن حضرتؐ سے سوالات اور مناظرہ کرتے رہے آخر ان کے عالم نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مسیحؑ کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ فرمایا وُہ خدا کے بندہ اور اُس کے رسُولؐ تھے۔ اُنہوں نے کہا کبھی دیکھا ہے کہ کوئی بچہ بغیر باپ کے پیدا ہوا ہو اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی:- اِنَّ مَثَلَ عِيسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۵۹ (آیت ۵۹ پ۳ سورۃ آل عمران) بیشک خدا کے نزدیک عیسیٰؑ کی مثال آدمؑ کی سی ہے جنکو خدا نے مٹی سے بنایا پھر فرمایا کہ ہو جا تو وُہ ہو گیا۔" غرض جب مناظرہ کو طول ہوا اور ان لوگوں کی آنحضرتؐ کے ساتھ عداوت میں ترقی ہی ہوتی گئی، تو خداوند عالم نے یہ حکم نازل فرمایا: فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ۝ (پ۳ آیت ۶۱ سورۃ آلعمران) اے رسُولؐ جو بھی تمہارے ساتھ عیسیٰؑ کے بارے میں علم و بینہ اور دلائل کے بعد جو تمہارے پاس آچکے ہیں جھگڑا کرتا ہے تو اُس سے کہہ دو کہ ہم دعوت دیتے ہیں اپنے لڑکوں کو اور تمہارے لڑکوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنے نفسوں کو اور تمہارے نفسوں کو اور بارگاہِ الٰہی میں تضرع اور دُعا کرتے ہیں اور خدا کی لعنت چاہتے ہیں اُس پر جو جھُوٹ کہتا ہے وُہ ہم ہوں یا تم ہو۔" جب یہ آیۃ نازل ہوئی تو طے ہوا کہ دُوسرے روز مباہلہ کریں گے اور نصاریٰ اپنے جائے قیام پر واپس گئے۔ ابوحارثہ نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ دیکھنا اگر کل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی اولاد اور اہلبیتؑ کو لے کر آئیں تو عذاب الٰہی سے ڈرو اور اُن سے مباہلہ مت کرو۔ اور اگر اپنے اصحاب اور پیروی کرنے والوں کے ساتھ آئیں تو کچھ پروا نہ کرنا اور مباہلہ کرنا۔

دوسرے روز جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیرالمومنینؑ کے دولت کدہ پر تشریف لائے امام حسنؑ کا ہاتھ پکڑا، امام حسینؑ کو گود میں لیا اور امیرالمومنینؑ آنحضرتؐ کے آگے آگے چلے۔ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا آنحضرتؐ کے پیچھے ہوئیں اور سب بزرگوار مدینہ سے باہر نکلے جب نصاریٰ کے سامنے پہنچے ابوحارثہ نے پُوچھا کہ یہ لوگ کون ہیں جو اُن کے ہمراہ ہیں۔ کہا گیا کہ جو شخص آگے آگے آرہا ہے اُن کا چچا زاد بھائی ہے اور اُن کی بیٹی کا شوہر اور اُن کے نزدیک دُنیا میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اور وُہ دونوں لڑکے اُسی کے فرزند ہیں اور وُہ بی بی اُن کی بیٹی فاطمہؑ ہیں جو اُن کو دُنیا میں سب سے زیادہ پیاری ہیں۔ غرض حضرتؐ تشریف لائے اور مباہلہ کے لیے دو زانو بیٹھے۔ اُدھر سید و عاقب نے اپنے لڑکوں کو لیا اور مباہلہ کے لیے آنا چاہا ابوحارثہ نے کہا محمدؐ اس طرح بیٹھے ہیں جس طرح انبیاء مباہلہ کے لیے بیٹھتے ہیں۔ غرض وُہ لوگ واپس ہوئے اور مباہلہ کی جرأت نہیں کی۔ سید نے کہا کہاں جاتے ہو ابوحارثہ نے کہا اگر وُہ حق پر نہ ہوتے تو ایسی جرأت مباہلہ کی نہ کرتے۔ اگر ہمارے ساتھ مباہلہ کریں گے سال گزرنے نہ پائے گا کہ رُوئے زمین پر ایک نصرانی بھی باقی نہ رہے گا۔ دُوسری روایت کے مطابق اُس نے کہا کہ میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر وُہ خدا سے دُعا کریں کہ پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا دے تو بیشک ہٹا دے گا۔ لہٰذا مباہلہ مت کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور ایک نصرانی زمین پر باقی نہ رہے گا۔ پھر ابوحارثہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا اے ابوالقاسم

نصارائے نجران کا مباہلہ سے گریز اور جزیہ دینا منظور کرنا

مباہلہ سے باز آیئے اور ہمارے ساتھ صلح کر لیجئے اُن اشیاء پر جن کے ادا کرنے کی طاقت ہم میں ہو۔ غرض آنحضرتؐ کے ساتھ صلح کر لی کہ ہر سال دو ہزار حُلّے دیں گے کہ ہر حُلّے کی قیمت چالیس درہم ہو گی۔ اور یہ کہ اگر کسی سے جنگ ہو تیس زرہ، تیس نیزے اور تیس گھوڑے عاریت دیں گے۔ پھر حضرتؐ نے اُن کے لیے صلحنامہ لکھ دیا اور واپس آئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اُس خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ ہلاکت اُن کے قریب ہو چکی تھی اگر وُہ لوگ مباہلہ کرتے بیشک سب کے سب بندر اور سُور ہو جاتے اور یقیناً یہ تمام وادی آگ سے بھر جاتی اور وُہ سب جل کر خاکستر ہو جاتے' اور حق تعالیٰ تمام اہل نجران کو نیست و نابود کر دیتا یہاں تک کہ ان کے درختوں پر کوئی پرندہ باقی نہ رہتا اور سال ختم ہونے سے پہلے تمام نصاریٰ مر جاتے۔ غرض سید و عاقب واپس گئے، اور تھوڑے دنوں کے بعد حضرتؐ کی خدمت میں آکر مسلمان ہوئے۔

صاحب کشاف نے روایت کی ہے کہ اُسقُف نجران نے کہا کہ اے گروہِ نجران میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر دُعا کریں گے تو خدا پہاڑ کو اُس کی جگہ سے ہٹا دے گا۔ لہٰذا ان سے مباہلہ مت کرو کیونکہ ہلاک ہو جاؤ گے اور جب مباہلہ سے انکار کیا حضرتؐ نے فرمایا کہ پھر مسلمان ہو جاؤ اور اُن لوگوں نے اسلام قبول کرنے سے بھی انکار کیا، تو حضرتؐ نے اُن سے صُلح کر لی کہ ہر سال دو ہزار حُلّے ماہِ صفر میں اور ہزار حُلّے ماہِ رجب میں اور تیس قدیم زرہیں دیا کریں۔

صاحبِ کشاف اور تمام اہلسنّت نے صحاح میں عائشہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ روزِ مباہلہ اس صورت سے چلے کہ کالے بالوں کی بنی ہوئی ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے اُس میں امام حسنؑ و امام حسینؑ اور فاطمہؑ اور علی بن ابی طالب علیہم السلام کو داخل کر کے اس آیت کی تلاوت فرمائی:- اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا (پ۲۲ سورۃ احزاب آیت ۳۳) اے اہلبیتِ رسُولؐ یقیناً خدا چاہتا ہے کہ تم کو تمام نجاساتِ کفر و گناہ سے پاک رکھے جو حق ہے پاک رکھنے کا۔"

علی بن ابراہیم نے بسندِ حسن حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب نصاریٰ نجران حضرت سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے جنکے سربرآوردہ اہتم، عاقب اور سید تھے اور اُن کی عبادت کا وقت آیا تو ناقوس بجانے لگے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ آپ دیکھ رہے ہیں اور یہ ناقوس بجا رہے ہیں اور آتش پرستوں کی طرح نماز پڑھ رہے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اُن سے تعرض نہ کرو تاکہ وُہ میرے طریقہ کو دیکھیں اور اُن پر حجتِ خدا تمام ہو۔ جب وُہ لوگ فارغ ہوئے حضرتؐ کے پاس آئے اور پُوچھا کہ آپ ہم کو کس چیز کی دعوت دیتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا کی وحدانیت اور اپنی رسالت کی طرف اور یہ کہ عیسیٰؑ بندۂ خدا اور اُس کے پیدا کیئے ہوئے ہیں۔ وُہ کھاتے پیتے تھے اُن کا حدث صادر ہوتا تھا۔ اُن لوگوں نے کہا اُن کے باپ کون تھے اُسی وقت حضرتؐ پر وحی نازل ہوئی کہ آدمؑ کے حق میں کیا کہتے ہو جو خدا کے بندہ اور اُس کی مخلوق تھے۔ وُہ بھی کھاتے پیتے تھے اور عورتوں کے ساتھ مقاربت کرتے تھے۔ حضرتؐ نے ان لوگوں سے پُوچھا کیا ایسا نہیں ہے انہوں نے کہا ہاں درست ہے تو فرمایا کہ اُن کا باپ کون تھا تو وُہ لوگ خاموش ہو گئے اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ مَثَلَ عِيسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ الخ (مباہلہ کی آخر آیت تک پ۳ سورۃ آلعمران آیت ۵۹ تا ۶۱) پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ

آؤ مباہلہ کریں۔ اگر میں سچّا ہوں گا تو تم پر خدا کی لعنت ہوگی اور اگر میں جھُوٹا ہوں گا تو مجھ پر ہوگی۔ ان لوگوں نے کہا آپ نے ہمارے ساتھ انصاف اختیار کیا اور مباہلہ پر معاملہ طے پایا۔ جب وُہ لوگ اپنی قیامگاہ پر آئے سیّد عاقب اور اہتم نے کہا کہ اگر اپنی قوم کو لے کر وُہ آئیں گے تو ہم مباہلہ کریں گے کیونکہ یہ معلوم ہو جائے گا کہ وُہ پیغمبر نہیں ہیں کیونکہ وُہ اپنے حق ہونے پر اعتماد نہیں رکھتے کہ لشکر اور جماعت کثیر کے ساتھ آئے اور اگر اپنے اہلبیتؑ اور مخصوص لوگوں کے ساتھ آئیں تو ہم ان سے مباہلہ نہ کریں گے کیونکہ اگر وُہ سچّے نہ ہوتے تو اپنے اہلبیتؑ اور مخصوص عزیزوں کو لعنت و نفرین کی زد پر نہ لاتے۔ صبح ہوتی تو وُہ حضرتؐ کے پاس آئے دیکھا کہ آنحضرتؐ خود اور امیرالمومنینؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ علیہم السّلام کو مباہلہ کے لیئے لاتے ہیں۔ صحابہ سے ان لوگوں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں کہا ایک اُن کا چچا زاد بھائیؑ اور وصیؑ اور حبیبؑ علیؑ بن ابی طالبؑ ہے۔ ایک اُن کی بیٹی فاطمہؑ ہے اور دو اُن کے بیٹے حسنؑ اور حسینؑ علیہم الصّلوٰۃ والسّلام ہیں۔ یہ سُنکر وُہ لوگ ڈرے اور کہا کہ ہم کو مباہلہ سے معاف رکھیئے اور جو کچھ فرمایئے ہم اُس کے لیئے حاضر ہیں۔ آخر جزیہ دینا منظور کیا اور واپس چلے گئے۔

سیّد ابن طاؤس نے ذکر کیا ہے کہ محمّد بن العباس بن ماہیار نے حدیث مباہلہ کو اکیاون مختلف سندوں کے ساتھ خاصہ و عامہ کے طریقہ سے نقل کیا ہے۔ ان میں ایک کا تذکرہ میں کرتا ہوں جو سب سے زیادہ جامع ہے اور اس کی منکدر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ جب سیّد و عاقب نجران کے ترسا (آتش پرستوں) کے سردار ستّر سواروں کے ساتھ جو اکابر و اشراف سے تھے تیار ہوئے کہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آئیں میں بھی اُن کے ساتھ ہمسفر تھا ایک روز کرز کا خچر سُر و میں آیا جس کے پاس ان کے رسد کا سامان تھا تو کرز نے کہا وُہ ہلاک ہو جائے جس کے پاس ہم جا رہے ہیں اس سے اُس کی مراد آنحضرتؐ کی ذات اقدس تھی۔ عاقب نے کہا بلکہ تو خود ہلاک اور سرنگوں ہو۔ کرز نے کہا کیوں؟ عاقب نے کہا تُو نے احمدؐ کی شان میں گستاخی کی جو پیغمبرؐ اُمّی ہیں۔ کرز نے کہا تم کو کیسے معلوم ہوا کہ وُہ پیغمبرؐ ہیں۔ عاقب نے کہا شاید تُو نے انجیل میں مصباح چہارم نہیں پڑھا کہ خداوند عالم نے جناب مسیحؑ کو وحی فرمائی کہ بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ تم کس قدر جاہل اور نادان ہو کہ اپنے کو خوشبو سے معطر کرتے ہو تاکہ دُنیا والوں کے پاس خوشبو سے آراستہ رہو اور تمہارے قلوب میرے نزدیک گندہ مردار کے مانند ہیں اے بنی اسرائیل میرے اُس رسُولؐ پر ایمان لاؤ جو پیغمبرؐ اُمّی ہے اور آخری زمانہ میں مبعوث ہوگا جس کا چہرہ نورانی چمکدار اور درخشاں ہوگا جس کی پیشانی روشن ہوگی۔ وُہ صاحبِ حُسن و خُلق ہوگا، موٹے لباس پہنے گا، گزشتہ لوگوں میں میرے نزدیک سب سے بہتر اور آیندہ لوگوں میں گرامی تر ہوگا۔ میری سُنّتوں پر عمل کرے گا اور میری خوشنودی کے لیئے سختیوں میں صبر کرے گا اور میرے لیئے مشرکوں کے ساتھ اپنے ہاتھ سے جہاد کرے گا۔ لہٰذا بنی اسرائیل کو اُس کے آنے کی خوشخبری دے دو اور اُن کو حکم دو کہ اُس کی تعظیم کریں اور مدد کریں تو جناب عیسیٰؑ نے کہا اے مقدّس اور منزّہ وُہ بندہ شائستہ کون ہے جس کی محبت میرے دل میں پیدا ہو گئی قبل اس کے کہ اُس کو دیکھوں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰؑ وُہ تم سے ہے اور تم اُس سے ہو۔ اور تمہاری والدہ بہشت میں اُس کی زوجہ ہوں گی۔ اس کے لڑکے کم ہوں گے بیویاں زیادہ ہوں گی اُس کا مسکن مکّہ ہوگا جو اُس مکان کی بنیاد کی جگہ ہے جس کی تعمیر ابراہیمؑ نے کی ہے اور اُسکی نسل ایک بابرکت خاتون سے قائم ہوگی جو بہشت میں تمہاری والدہ کی دوست ہوگی اور اُس پیغمبرؐ کی شان بہت بلند ہے اُسکی آنکھ سوتی ہے مگر

اُس کا دل نہیں سوتا۔ وُہ ہدیہ کی چیزیں کھاتا ہے صدقہ نہیں قبول کرتا۔ قیامت کے روز اس کے لیئے وُہ حوض ہوگا جو زمزم کے کنوئیں سے آفتاب کے غروب ہونے کی جگہ تک لمبا ہوگا۔ اُس حوض میں دو طرح کے پانی ہوں گے، ایک رحیق کا اور ایک تسنیم کا۔ اس کے کنارے ستاروں کی تعداد کے مطابق پیالے ہوں گے۔ جو شخص اُس میں سے ایک گھونٹ پیئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا اور یہ اُن فضائل میں سے ہے جو دُوسرے پیغمبروں سے میں نے زیادہ اس کو عطا کیئے ہیں۔ اس کا قول اُس کے عمل کے موافق ہوگا اُس کا باطن اُس کے ظاہر کے مطابق ہوگا۔ تو کیا کہنا اُس کا اور اُس کی اُمّت میں سے اُن لوگوں کا جو اُس کے طریقہ پر زندگی بسر کریں گے اور اُس کی سُنّت پر مریں گے اور اُس کے اہلبیتؑ سے جُدا نہ ہوں گے۔ اور ہمیشہ بے خوف مطمئن اور امن میں اور بابرکت رہیں گے۔ اور وُہ پیغمبرؐ اس زمانہ میں ظاہر ہوگا جبکہ قحط اور خشک سالی دُنیا کو گھیرے ہوتے ہوگی تو وُہ لوگ مجھ سے دُعا کریں گے اور میں اُس رسُولؐ کے لیئے بارانِ رحمت بھیجوں گا جس کی برکتوں کے آثار زمین کے چاروں طرف ظاہر ہوں گے۔ وُہ جس چیز پر ہاتھ پھیر دے گا میں اُس میں برکت عطا کروں گا۔ جناب عیسیٰؑ نے کہا خداوندا اُس کا نام مجھے بتا دے خدا نے فرمایا اُس کا ایک نام احمدؐ اور ایک محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اور وُہ تمام عالمین کی طرف میرا بھیجا ہوا اور رسُولؐ ہے اور تمام خلق سے اُس کی قدر و منزلت میرے نزدیک زیادہ ہے اور سب سے زیادہ میرے نزدیک اُس کی شفاعت مقبول ہے۔ وُہ لوگوں کو حکم نہیں دے گا مگر میری خوشنودی کی باتوں کا اور کسی بات سے منع نہیں کرے گا مگر وُہ جن کو میں پسند نہیں کرتا۔ جب عاقب ان باتوں سے فارغ ہوا کرز نے اس سے کہا کہ جب وُہ بزرگؐ ایسے ہیں جیسا کہ تم بیان کرتے ہو تو کیوں ہم کو ان کے پاس لے چلتے ہو کہ ہم ان سے بحث و مباحثہ کریں۔ اُس نے کہا کہ میں اُن کے پاس اس لیئے چلتا ہوں کہ اُن کی باتیں ہم سُنیں اور اُن کے طور و طریقے مشاہدہ کریں اگر وُہ وُہی ہیں جن کے اوصاف ہم نے پڑھے ہیں تو ہم اُن سے صُلح کرلیں گے تاکہ وُہ ہمارے دین پر حملہ نہ کریں اس طرح کہ وُہ نہ سمجھ سکیں کہ ہم نے ان کو پہچان لیا ہے اور اگر وُہ جھوٹا ہے تو ہم اُس کے شر سے بچیں گے۔ کرز نے کہا جبکہ تم جانتے ہو کہ وُہ حق پر ہیں تو کیوں اُن پر ایمان نہیں لاتے اور ان کی پیروی نہیں کرتے اور اُن سے صلح نہیں کرلیتے۔ عاقب نے کہا شاید تو نہیں دیکھ رہا ہے کہ یہ گروہِ نصاریٰ نے ہمارے ساتھ کس قدر سلوک کیا ہے ہما کس قدر احترام کرتے ہیں اور ہم کو کتنا مالدار بنا دیا ہے اور ہمارے لیئے کیسے کیسے بلند و مستحکم گرجے بنائے ہیں اور ہمارا نام کس قدر بلند کر رکھا ہے کسی طرح ہمارا نفس راضی نہیں ہوتا ہے کہ ہم ایسے دین میں داخل ہو جائیں جس میں محتاج و رئیس برابر ہیں۔ غرض وُہ لوگ اس ہیئت سے مدینہ میں داخل ہوئے کہ نہایت بیش قیمت لباس سے آراستہ تھے صحابہ میں سے جو شخص ان کو دیکھتا کہتا کہ عرب کے وفود میں کسی کو اس شان و شوکت سے نہیں دیکھا تھا بال سر کے آراستہ لٹکے ہوئے تھے، عمدہ لباس پہنے ہوئے تھے۔ جب وُہ لوگ مسجد میں داخل ہوئے سرورِ کائنات مسجد میں موجود نہ تھے۔ جب اُن لوگوں کی نماز کا وقت آیا اُٹھے اور مشرق کی طرف رُخ کرکے نماز پڑھنے لگے بعض صحابہ نے چاہا کہ ان کو منع کریں اسی اثناء میں آنحضرتؐ مسجد میں داخل ہوئے اور فرمایا ان کو چھوڑ دو جو چاہیں کریں غرض جب وُہ لوگ نماز سے فارغ ہوئے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مناظرہ کرنے لگے۔ انہوں نے کہا اے ابوالقاسمؐ عیسیٰؑ کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں۔ حضرتؐ نے کہا کہ وُہ خدا کے بندہ اور اُس کے رسُولؑ تھے۔ وُہ کلمۂ خدا تھے جس کو خدا نے

مریمؑ کی طرف القا فرمایا تھا۔ وُہ ایک پاک وپاکیزہ رُوح تھے جو مریم کو ودیعت کیئے گئے تھے۔ غرض جناب عیسیٰؑ اس طرح مخلوق ہوئے۔ یہ سُنکر اُن میں سے کسی نے کہا نہیں بلکہ وُہ خدا کے بیٹے تھے اور وُہ دُوسرے خدا ہیں۔ بعض نے کہا نہیں وُہ خدائے سوم ہیں یعنی باپ بیٹے اور رُوح القدس۔ اور اس بارے میں بیہودہ باتیں بیان کیں۔ تو خدا نے سُورۃ آل عمران کی آیتیں اُن کے جواب میں بھیجیں۔ اور چُونکہ حق کے ظاہر ہونے اور حجت تمام ہونے کے بعد بھی وُہ ہٹ دھرمی اور کٹ حجتی کرتے رہے تو آیتِ مباہلہ نازل ہوئی اور انہوں نے طے کیا کہ دوسرے روز حضرتؐ سے مباہلہ کریں۔ جب واپس آئے تو مشورہ کیا کہ کل دیکھیں گے کہ وُہ کن لوگوں کو لے کر مباہلہ کے لیئے آتے ہیں۔ عوام اور ذلیلوں کو لے کر بڑی جماعت کے ساتھ آتے ہیں یا پیغمبروں کی رَوِش کے مطابق نیکوں اور برگزیدہ لوگوں کی قلیل جماعت کو لے کر آتے ہیں۔

دُوسرے روز آنحضرتؐ نے جناب امیرؑ کو اپنے داہنی جانب لیا اور امام حسنؑ وامام حسینؑ کو بائیں طرف اور جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو اپنے پیچھے۔ وُہ سب بزرگوار یمنی حُلّے پہنے ہوئے تھے اور خود آنحضرتؐ کے دوشِ مُبارک پر ایک چھوٹی چادر تھی۔ جب مدینہ سے باہر نکلے آپؐ کے حکم سے دَو درختوں کے درمیان زمین صاف کی گئی۔ آپؐ نے اپنی چادر ان دونوں درختوں سے باندھ دی اور آلِ عبا کو اُسی عبا کے اندر داخل فرمایا اور خود اُن کے آگے کھڑے ہو گئے اور اپنے بائیں کندھے کو عبا کے اندر رکھا اور ایک کمان پر ٹیک لگائی جو آپؐ کے ہاتھ میں تھی اور اپنے داہنے ہاتھ کو آسمان کی طرف بلند کیا۔ لوگ دُور سے دیکھ رہے تھے کہ حضرتؐ اب کیا کریں گے۔ جب سیّد وعاقب نے یہ حال دیکھا ان کے چہرے زرد ہو گئے اور پیر کانپنے لگے، اور نزدیک تھا کہ بے ہوش ہو جائیں پھر ایک نے دُوسرے سے کہا کیا ہم ان سے مباہلہ کریں؟ دُوسرے نے کہا شاید تم کو نہیں معلوم کہ جس گروہ نے اپنے پیغمبرؐ سے مباہلہ کیا یقیناً اس کے سب چھوٹے بڑے ہلاک ہو گئے۔ لیکن اپنے کو اس طرح اُن پر ظاہر کرو کہ ہم کو تمہارے مباہلہ کی پروا نہیں ہے لیکن جو کچھ وہ چاہیں مال وہتھیار وغیرہ اُن کو دینا منظور کر لو کیونکہ اُن کا دارو مدار جنگ پر ہے اُن کو ہتھیاروں کی ضرورت ہے اور حقارت ولاپرواہی کے ساتھ اُن سے کہو کہ تم اس جماعت کے ساتھ آئے ہو کہ ہم سے مباہلہ کرو۔ تاکہ وُہ یہ نہ سمجھ سکیں کہ ہم پہلے سے اُن کی اور اُن کے اہلبیت کی فضیلت سے واقف ہیں۔ پھر اُن لوگوں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ نے مباہلہ کے لیئے ہاتھ بلند کیئے تو ایک نے دوسرے سے کہا کہ رہبانیت زائل ہو چکی جلد اُن کے پاس پہنچو ایسا نہ ہو کہ ایک لفظ بھی بددُعا کا اُن کے مُنہ سے نکل جائے تو ہم اپنے اہل وعیال اور مال ودولت کے ساتھ واپس نہ ہو سکیں گے اور یہیں فنا ہو جائیں گے۔ غرض آنحضرتؐ کی خدمت میں دوڑے ہوئے آئے اور کہا آپ اس جماعت کے ساتھ مباہلہ کرنے آئے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں یہ لوگ میرے بعد خدا کے نزدیک تمام خلق سے زیادہ مقرب ہیں۔ یہ سُنتے ہی وُہ لوگ کانپنے لگے اور اُن کے بدنوں پر رعشہ غالب ہو گیا اور کہا اے ابوالقاسم ہم آپؐ کو ہزار تلواریں ہزار زرہیں، ہزار سپر اور ہزار اشرفیاں ہر سال دیا کریں گے اس شرط کے ساتھ کہ یہ اسلحے آپ کے پاس عاریت رہیں گے اُس وقت تک کہ ہماری قوم کے وُہ لوگ جنہوں نے آپ کو نہیں دیکھا ہے ہم اُن کے پاس جاتے ہیں اور آپؐ کے اطوار واخلاق کا تذکرہ اُن سے کرتے ہیں اور اُن سے اتفاق کر کے یا ہم سب کے سب مسلمان ہو جائیں گے یا جزیہ دینا منظور کریں گے کہ ہر سال جو کچھ آپ چاہیں گے ہم دیا کریں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ مَیں نے قبول کیا اور اُس خدا کی قسم جس نے مجھے کرامت و

منزلت کے ساتھ بھیجا ہے اگر تم لوگ میرے اور اُن کے ساتھ جو زیرِ چادر ہیں مباہلہ کرتے تو بے شبہ یہ تمام میدان تمہارے لیئے آگ سے بھر جاتا اور وُہ آگ آنکھ جھپکتے تمہاری تمام قوم تک پہنچ جاتی، وُہ جہاں جہاں ہوتے سب کو ہلاک کر دیتی اُسی وقت جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا یا رسُولؐ اللہ آپ کو حق تبارک وتعالیٰ سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ اپنے عزت وجلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر ان کے ذریعہ سے جو زیرِ چادر کھڑے ہیں تم تمام اہل آسمان و زمین کے ساتھ مباہلہ کرتے تو بیشک سب ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے اور زمین آپس میں ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہو جاتی اور پانی پر جاری ہو جاتی۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ نے اپنے دستِ مبارک آسمان کی طرف بلند کیئے اس قدر کہ زیرِ بغل کی سفیدی ظاہر ہو گئی اور فرمایا کہ وائے ہو اُس پر جو تم پر ظلم کرے تمہارے حق کو غصب کرے اور میری رسالت کا اجر جو خدا نے تمہاری مودت قرار دی ہے کم کرے اُس پر خدا کی لعنت وپھٹکار قیامت تک مسلسل نازل ہوتی رہے۔

سید ابن طاوّس رحمۃ اللہ نے بیان کیا ہے کہ ہم کو صحیح سندوں کے ساتھ کتاب ابوالمفضل شیبانی سے روایت ملی ہے جو اُس نے مباہلہ کے تذکرہ میں لکھا ہے اور کتاب ابن اشناس بزاز سے جو اعمالِ ذی الحجہ میں لکھی ہے اور انہوں نے معتبر سندوں کے ساتھ روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے مکّہ فتح کیا اور تمام عرب آنحضرتؐ کے مطیع ومنقاد ہو گئے اور حضرتؐ نے نامہ وپیام تمام اہل عالمین کے لیئے بھیجے خصوصاً بادشاہِ عجم اور قیصرِ روم کے پاس اور ان لوگوں کو دعوتِ اسلام دی اور خط میں لکھا کہ یا تو اسلام قبول کریں یا جزیہ دیں اور ذلیل رہیں یا جنگ کے لیئے تیار ہو جائیں جب یہ اطلاع نصارائے نجران کو ملی اور اس جماعت کو جو ان کے اطراف میں تھی اور وُہ بنی عبدالدان اور اولادِ حارث ابن کعب اور مختلف مذاہب کے لوگ تھے جو ان سے ملحق ہو گئے تھے اور سالویہ اور دین الملک کے اصحاب اور مارونیہ اور عُبّاد ونسطوریہ سب کے سب خوفزدہ اور مرعوب ہوئے باوجودیکہ اُن کی جمعیت اور کثرت تھی مگر اُن کے قلوب بے انتہا خائف وترساں تھے ناگاہ پیغمبرِ خدا کے قاصد اُن کے پاس حضرتؐ کا خط لیئے ہوئے پہنچے اور وُہ عتبہ بن غزوان، عبداللہ بن ابی امیہ، ہدیر بن عبداللہ تیمی اور صہیب بن سنان نمری تھے جو اُن لوگوں کو دعوتِ اسلام دینے کی غرض سے آئے تھے۔ آنحضرتؐ کے خط میں لکھا تھا کہ سب کے سب اسلام قبول کریں اگر منظور کر لیں تو وُہ دین میں ہمارے بھائی ہیں اور اگر انکار کریں اور تکبّر کا اظہار کریں اور مسلمان نہ ہوں تو چاہیئے کہ ذلت وخواری کے ساتھ اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں۔ اور اگر اس سے بھی انکار کریں اور دشمنی ظاہر کریں تو جنگِ عظیم کے لیئے تیار رہیں۔ اور اُن کے خطوط میں یہ آیت لکھی تھی:۔ قُلْ يَاأَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ (آیت ۶۴ سورۃ آل عمران پ ۳)۔ یعنی اے رسُولؐ اُن لوگوں سے کہدو کہ اے اہلِ کتاب اُس کلمہ کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مساوی ہے اور ہم دونوں جانتے ہیں کہ وہ کلمۂ حق ہے اور وُہ یہ ہے کہ ہم اور تم کسی غیرِ خدا کی عبادت نہ کریں اور کسی چیز کو بندگی میں اُس کا شریک قرار نہ دیں اور ہم یا تم خدا کے سوا کوئی خدا نہ قرار دیں۔ تو اگر وُہ لوگ حق سے رُو گردانی کریں تو تم اُن سے کہدو کہ تم لوگ گواہ رہو کہ ہم لوگ خدا کے فرمانبردار ہیں"۔ اہلِ مذاہب کو لوگوں نے بتایا تھا کہ آنحضرتؐ کسی سے جنگ نہیں کرتے جب تک اُن کو دعوتِ اسلام نہیں دے لیتے تو جب آنحضرتؐ کے قاصد ان لوگوں کے پاس پہنچے اور حضرتؐ کے خطوط اُن کو سُنائے اور پیغام پہنچائے ان کی حق سے

نفرت زیادہ ہوئی۔ وُہ سب کے سب اپنے سب سے بڑے گرجے میں جمع ہوتے۔ زمین پر فرش بچھاتے اس کی دیواروں کو حریر و دیبا کے پردوں سے آراستہ کیا اور بڑی صلیب کو سیدھا کیا جو سونے کی تھی اور جواہرات سے مرصع کی ہوئی تھی اور رُوم کے بادشاہِ اعظم نے ان کے واسطے بھیجا تھا۔ اُس مجلس میں اولادِ حارث بن کعب حاضر تھے جو سب کے سب شجاعانِ روزگار اور شیرانِ بیشۂ کارزار تھے اور قدیم الایام سے عرب کے درمیان جاہلیت کے زمانہ میں مشہور تھے۔ وُہ سب مشورہ کے لیئے جمع ہوتے تاکہ اس معاملہ میں غور و فکر کریں۔ جب یہ خبر بنی مدحج، عک، حمیر اور انمار کے عرب قبیلوں کو اور ان لوگوں کو پہنچی جو نسب میں ان کے قریب تھے یا اُن کے نزدیک رہتے تھے مثل قوم سبا کے۔ تو سب کے سب اپنی قوم کے غیظ و غضب کے سبب غضبناک ہوتے اور اُن کے قرب و جوار میں ایک گروہ جو مسلمان ہو چکا تھا ان لوگوں نے بھی جب یہ خبر سُنی جاہلیت کے تعصب کے سبب مرتد اور کافر ہو گئے۔ غرض تمام قبیلوں نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ ہم سب کے سب قبیلے مدینہ میں چل کر رسُولِ خدا سے جنگ کریں چونکہ ابوحامد حصین بن علقمہ نے دیکھا جو اُن کے عالموں میں سب سے بڑا عالم اور سب کا اُستاد بکر بن وائل کے قبیلہ سے تھا کہ سب کے سب لڑائی پر آمادہ ہیں۔ اپنا عمامہ منگا کر سر پر باندھا تاکہ اپنے ابروؤں کو آنکھ کے اُوپر باندھ لے کیونکہ کمال ضعیفی کے سبب اُس کے ابرو اُس کی آنکھوں پر لٹک آتے تھے اس کی عمر ایک سو بیس سال کی تھی پھر وُہ اپنی قوم سے نکل کر کھڑا ہوا اور اپنے عصا پر تکیہ کر کے خطبہ پڑھا۔ وُہ خداوند عالمین پر ایمان رکھتا تھا اور بقیۂ علوم پیغمبران سے بہرہ مند تھا۔ موحد تھا اور جناب عیسیٰؑ پر ایمان رکھتا تھا اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی ایمان لایا تھا جس کو اپنی قوم کے کافروں سے اور اپنے اصحاب سے بھی پوشیدہ رکھتا تھا۔ اُس نے تقریر شروع کی کہ اے فرزندانِ عبدالمدان نرمی اختیار کرو اور جو نعمت و عافیت و سعادت خدائے پاک و بے نیاز نے تم کو عطا کی ہے اُسکو ہمیشہ باقی رکھو اور زائل نہ ہونے دو کیونکہ یہ دونوں نعمتیں صلح میں مضمر ہیں جنگ میں نہیں۔ غور و فکر کے ساتھ تاخیر کرو اور چیونٹیوں کے مانند ایک دُوسرے کے پیچھے مت چلو۔ بغیر سمجھے بُوجھے ہرگز تیزی نہ کھاؤ کیونکہ بے فکری اور لاپرواہی کا اچھا نتیجہ نہیں ہوتا۔ خدا کی قسم جو کچھ تم نے ابھی تک نہیں کیا آخر کر سکو گے اور جو کچھ کر چکے ہو اُس کو واپس نہیں کر سکتے۔ بیشک غور و فکر اور تاخیر میں نجات ہے۔ بیشک بہت سے معاملات کو عمل میں لانے کے بجائے ملتوی کر دینے میں بہتری ہے اور بیشتر امُور گفتگو سے طے کر لینا حملہ کرنے اور جنگ کرنے سے بہتر ہوتا ہے۔ وُہ یہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔ یہ سُنکر کرز بن سیرہ حارثی نے اسکی طرف رُخ کیا جو وہاں بنی حارث بن کعب کا سردار اور ان کے گروہ کا امیر جنگ اور سب سے بزرگ و شریف تھا اور کہا اے ابوحارثہ تیرے باطن میں سودا سمایا اور تیرا دل ٹھکانے نہیں رہا کہ یہ خبر تُو نے سُنی، اور اُس شخص کے مانند ہو گیا جس نے کوئی شیر دیکھا ہو اور وُہ عقل سے ہاتھ دھو بیٹھا ہو۔ تو ہم سے ایسی مثالیں بیان کرتا ہے اور ہم کو جنگ سے ڈراتا ہے یقیناً تُو خدائے منّان کے حق کے ساتھ حمایت و حفاظت کی فضیلت جنگ میں سبقت کرنے کو جانتا ہے اور یہ بڑی بات ہے اور خدا کے لیئے جنگ کرنا کمیاب ہے اور دینِ خدائے جبار کی خرابیوں کی اصلاح کا سبب ہے۔ حالانکہ ہم سب ریاست کے ارکان اور نور و بادشاہی ہیں تو ہماری لڑائیوں کے کس زمانہ سے انکار کر سکتا ہے کہ ہم نے اپنے دشمنوں پر غلبہ حاصل نہیں کیا یا کون سا عیب تو ہم پر لگا سکتا ہے ابھی اُس کا کلام پُورا نہیں ہوا تھا کہ اُس تیر کا پیکان جو وُہ ہاتھ میں لیئے ہوتے تھا غصہ کے سبب اُسکے ہاتھ میں چُبھ گیا مگر اُسے

خبر نہ ہوئی۔ جب کرز بن سیرہ کا مزاج کچھ ٹھنڈا ہوا تو عاقب نے اُس کی طرف رُخ کیا جس کا نام عبدالمسیح بن شرجیل تھا اور وُہ اُس روز بزرگِ قوم اور سردار اور صاحبِ رائے تھا کہ بغیر اُس کی رائے اور مشورہ کے اُس کی قوم کوئی کام نہیں کرتی تھی۔ غرض عاقب نے کرز سے کہا کہ تُو سرخرو ہو تیرے پاس پناہ لینے والے عزیز و سربلند ہوں اور جس کو تو امان دے دے اُس پر کسی کا دستِ ظلم نہ پہنچے تو نے گرد آلود پیشانیوں کے حق سے حسب نجیب اور نسب کریم اور عزّت قدیم کو یاد کیا لیکن اے ابوسیرہ ہر کلام کے لیئے ایک مناسب موقع اور بہادری کے لیئے ایک وقت ہوتا ہے اور ہر شخص آیندہ دن کے بارے میں اپنے موجودہ وقت کا شبیہ ہوتا ہے۔ اور ایام حرب مختلف ہوتے ہیں۔ ایک جماعت کو ہلاک کرتے ہیں اور ایک گروہ کو غلبہ دیتے ہیں۔ لیکن عافیت بہترین لباس ہے اور مصائب و آلام کے کچھ اسباب ہوتے ہیں اور سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ انسان خود بلا و مصیبت کی راہ اختیار کرے یہ کہہ کر عاقب خاموش ہو گیا اور سر جُھکا لیا۔ پھر سیّد نے اُس کی طرف رُخ کیا جس کا نام اہتم بن نعمان تھا اور نجران والوں کا عالم اور بلندی مراتب میں عاقب کا مثل و مانند تھا اور اہلِ علم کے قبیلہ سے تھا اور قبیلۂ لخم سے ملحق ہو گیا تھا اُس نے کہا اے ابو واثلہ تیری کوشش بارآور ہو اور تیرا ستارہ بلند ہو ہر چمکنے والی چیز میں روشنی ہوتی ہے اور ہر صحیح بات میں ایک نُور ہوتا ہے لیکن عقل بخشنے والے خدا کی قسم اُس نُورِ کلام کو ادراک وہی کرتا ہے جو بینا ہوتا ہے بے شبہ تم تینوں حضرات نے مراتبِ کلام میں ایسی راہ اختیار کی ہے جو بعض ہموار ہے اور بعض ناہموار ہے اور تم میں سے ہر ایک کی رائے اُس کی عقل کے مطابق خوش آیند ہوتی ہے اور کبھی امرِ محکم اپنے محل پر قائم ہو جاتا ہے بیشک قریش کے سردار و بزرگ نے امرِ عظیم اور ایک اہم غرض کے لیئے بلایا ہے لہٰذا تمہاری رائے اس کے بارے میں جو ہو وُہ بیان کرو۔ یا تو اُس کی اطاعت پر متفق ہو جاؤ یا اُس کی مخالفت و انکار پر مشورہ کر لو۔ یہ سُنکر پھر کرز اپنی بات پر قائم و مستحکم رہا اور نہایت سخت و درشت انداز میں بولا کہ کیا ہم اپنا دین جس پر ہماری ہر رگ و ریشہ مضبوط ہوا ہے ترک کر دیں گے حالانکہ ہمارے آباؤ اجداد اسی پر قائم رہے ہیں اور بادشاہانِ عالم اسی دین کے سبب سے ہم کو پہچانتے اور ہماری عزت کرتے ہیں اور ہم ذلت و خواری کے ساتھ جزیہ دینا منظور کریں گے؟ نہیں خدا کی قسم! ہم ان دونوں باتوں میں سے کسی ایک کو منظور نہیں کر سکتے جب تک کہ تلواریں نیام سے باہر نہ نکال لیں اور بیشمار عورتوں کو بیوہ نہ کر لیں یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سامنے ہمارے خون بہہ جائیں۔ ہم اُن سے جنگ کرینگے یہانتک کہ خداوند عالم جس کو چاہے فتح عطا فرمائے۔ یہ سُنکر سیّد نے کہا اے ابوسیرہ اپنے اُوپر اور ہم سب پر رحم کر کیونکہ اگر ہم محمدؐ کے خلاف ایک تلوار نیام سے نکالیں گے تو ان کی طرف سے بے شمار تلواریں نکل آئیں گی کیونکہ تمام عرب اُن کا تابع و فرمانبردار ہو گیا ہے اور سارے قبیلے اُن کی اطاعت کر چکے ہیں، اور اُن کی حکومت تمام شہروں اور جنگلوں پر چھا گئی ہے۔ بادشاہِ عجم اور قیصرِ روم اُن سے عاجز ہیں تمہاری کیا ہستی ہے کہ اُن سے مقابلہ کرو گے۔ بہت جلد تم اور وُہ لوگ جو تمہاری مدد میں اُن سے جنگ کریں گے اس طرح برباد ہو جاؤ گے کہ پھر کوئی تمہارا نام نہ لے گا۔ تم اس تنکے کے مانند ہو جاؤ گے جو سیلاب میں بہہ جاتا ہے یا گوشت کا ایک ٹکڑا ہو گے جو پتھر پر ڈال دیا جاتا ہے۔

ان کے ہمراہ ایک شخص نصاریٰ کے زندیقوں میں سے جہیز بن سراقۂ بارقی تھا جو نصاریٰ کے بادشاہوں

کے نزدیک بڑا صاحبِ عزت تھا اور نجران میں رہتا تھا۔ سید نے کہا کہ اے ابوسعاد تو بھی اس معاملہ میں اپنی رائے ظاہر کر کیونکہ اس مجمع میں عظیم واقعات طے کیے جاتے ہیں۔ اُس نے کہا میری رائے تو یہ ہے کہ محمدؐ کے پاس چل کر اُن کی اطاعت قبول کر لو اور وہ چیزیں جو وُہ تم سے چاہتے ہیں دینا منظور کر لو۔ پھر بادشاہانِ نصاریٰ سے خط و کتابت کرو خاصکر سب سے بڑے بادشاہ سے جو قیصر روم ہے اور بادشاہان سیاہاں بادشاہ نوبہ و حبشہ وعلوہ و رعادراحت و مریس و قبط کہ یہ سب نصرانی ہیں۔ اسی طرح شام اور اُس کے اطراف و جوانب کے نصرانی بادشاہوں غسان، لخم، جذام اور قضاعہ وغیرہ کہ وُہ بھی تمہارے دین میں ہیں اور تمہارے دوست و ہمدرد ہیں اسی طرح اہل حیرہ وغیرہ کے عابدوں کو اور اُن لوگوں کو جو محمدؐ کے دین پر مائل ہو گئے ہیں مثل قبائل تغلب اور بنت وائل وغیرہ کے اور جو ربیعہ بن نزار سے ہیں ان سب کے پاس خطوط اور قاصد روانہ کرو اور ان کو اپنے دین کی مدد کے لیے بلاؤ۔ تاکہ روم سے لشکر آئے اور سیاہاں اصحاب فیل کے مانند متوجہ ہوں اور عرب کے نصرانی جو ربیعہ کے قبیلے سے ہیں اور یمن میں سکونت پذیر ہیں تمہارے پاس آئیں۔ جب ہر طرف سے مدد تمہارے پاس آجائے پھر اپنے قبیلے کے لوگوں کو جمع کرو جو تمہاری مدد پر آمادہ ہو جائیں۔ پھر سب کے سب مل کر جو مقابلہ کی قوت رکھتے ہو محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جانب رُخ کرو۔ پھر اُن کے لشکر کو تم سے مقابلہ کی مجال نہ ہو گی اور وُہ سب مغلوب اور مقہور ہوں گے۔ تم ان کو جلد برباد و فنا کر دو گے اور آتشِ فتنہ بجھ جائے گی۔ پھر تم اہل عالم میں سب سے بڑے مانے جاؤ گے کعبہ کے مانند جو تہامہ میں ہے کہ تمام عالم والے اُس کی طرف حج کو جاتے ہیں۔ میری رائے یہی ہے اسی کو غنیمت سمجھو زیادہ غور و فکر اور رائے زنی مناسب نہیں ہے۔ جہیز بن سراقہ کی یہ رائے سب کو پسند آئی اور یہی طے پایا کہ اسی پر عمل کریں۔ اور سب منتشر ہونا چاہتے تھے کہ ایک شخص فرزندان قیس بن ثعلبہ میں سے قبیلہ ربیعہ بن نزار کا جس کا نام حارثہ بن آثال تھا کھڑا ہو گیا وُہ بھی عیسائی تھا۔ اُس نے جہیز کی طرف رُخ کر کے مثال کے طور پر چند شعر پڑھے جن کا مضمون یہ تھا کہ کب تک تو کوشش کرتا رہے گا کہ راہِ حق کو باطل سے روکے۔ حالانکہ حق چھُپا نہیں رہتا اگر تو حق کے ساتھ چاہتا ہے کہ پہاڑوں کو راہ پر لگا دے تو کر سکتا ہے اور جب گھر میں دروازہ سے نہیں آئے گا تو بھٹکتا پھرے گا اور جب دروازہ سے آئے گا تو گھر کے اندر داخل ہو سکتا ہے۔ پھر سید و عاقب اور علماٗ اور عباد نصاریٰ اور تمام نصاریٰ نجران کی طرف کہ اُن کے سوا کوئی اور وہاں نہ تھا رُخ کر کے بولا کہ سُنو اور سمجھو اے علم و حکمت کے وارثو اور حجت و برُہان کے قائم کرنے والو خدا کی قسم سعادتمند وُہ ہے جو نصیحت سُنے اور حق سے انحراف نہ کرے۔ بیشک میں تم کو خدا سے ڈراتا ہوں اور حضرت عیسےٰؑ کی وصیت یاد دلاتا ہوں۔ پھر جناب عیسیٰؑ کی وصیت اور اُن کا جناب یوشعؑ بن یوحنا کو اپنا وصی قرار دینا اور اُن کا بیان کرنا اُن واقعات کو جو اُن کی اُمت میں واقع ہوں گے کہ لوگ باطل مذہب اختیار کریں گے وغیرہ بالتشریح بیان کر کے کہا کہ حق تعالیٰ نے جناب عیسےٰؑ کی جانب وحی فرمائی کہ اے میری کنیز کے فرزند میری کتاب پر اپنی تمام طاقت و قوت کے ساتھ عمل کرو اور اہل سوریا کے لیے اس کی تفسیر اُنہی کی زبان میں بیان کرو اور اُن کو جتلا دو کہ میں خدا ہوں کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ میں ہوں ہمیشہ زندہ کہ کبھی نہ مروں گا اپنی ذات سے قائم ہوں۔ میں ہی وُہ خدا ہوں کہ تمام عالمین کو عدم سے میں نے بغیر کسی اصل و مادہ کے پیدا کیا میں ہوں ہمیشہ باقی رہنے والا کہ زوال نہیں رکھتا اور ایک حال سے

دُوسرے حال پر منتقل نہیں ہوتا۔ بیشک میں نے اپنے رسُولوں کو بھیجا اور اپنی رحمت سے ہدایتِ خلق کے لیے کتابیں نازل کیں تاکہ ان کو گمراہی سے بچاؤں۔ پھر یقیناً پیغمبروں میں سب سے ذی عزت احمدؐ کو بھیجوں گا جس کو میں نے تمام خلائق میں انتخاب کیا ہے اور تمام عالمین میں سے فارقلیطا کو برگزیدہ کیا ہے جو میرا بندہ اور دوست ہے اس کو اس وقت بھیجوں گا جبکہ دُنیا ہادی سے خالی ہو گی۔ اور اُس کو اُس کے محل ولادت کوہ فاران سے مبعوث کروں گا جو مکہ معظمہ میں ہے اور اُس کے پدر ابراہیمؑ کا مقام ہے۔ اور ایک نُور اُس کے لیے بھیجوں گا جس سے نابینا آنکھوں کو بہرے کانوں کو اور نادان دلوں کو روشنی حاصل ہو گی۔ کیا کہنا ہے اُس کی خوش نصیبی کا جو اُس کے زمانہ میں ہو اور اُس کی باتوں کو سُنے۔ اُس پر ایمان لائے اور اُس کی شریعت اور کتاب کی پیروی کرے۔ تو اے عیسیٰؑ جب اُس پیغمبر کو یاد کرو تو اُس پر صلوات بھیجو کیونکہ میں اور میرے تمام فرشتے اُس پر صلوات بھیجتے ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ جب حارثہ بن آثال کا کلام یہاں تک پہنچا تو سید اور عاقب کی نگاہوں میں دُنیا تاریک ہو گئی کیونکہ وُہ پسند نہیں کرتے تھے کہ جناب عیسیٰؑ کی یہ وصیت اس مجمع میں بیان کی جائے کیونکہ ان دونوں کی نجران کے عیسائیوں میں بڑی عزت تھی اور بادشاہوں کے نزدیک بڑی قدر و منزلت تھی وہ ان کے لیے ہدیئے اور تحفے بھیجتے تھے۔ اسی طرح عام رعایا بھی۔ لہٰذا اُن کو خوف ہوا کہ لوگ اُن سے منحرف ہو جائیں گے اور اُن کی اطاعت نہ کریں گے۔ اور اگر وُہ مسلمان ہو جائیں تو ان کی وُہ قدر و منزلت جاتی رہے گی۔ لہٰذا عاقب نے کہا اے حارثہ غور کر اور سمجھ کہ اس کلام کی رد کرنے والی دلیلیں قابلِ قبول دلیلوں سے زیادہ ہیں اور بہت سی باتیں اُس کے کہنے والے سے بلند ہوتی ہیں اور پوشیدہ حکمتوں کو ظاہر کرنے سے دلوں کو نفرت ہوتی ہے۔ لہٰذا خوف کر دلوں کی نفرت سے کیونکہ ہر وُہ بات کہنا چاہیئے جن کی اہلیت اُن کے نزدیک ہو اور ہر کلام کا ایک محل ہوتا ہے۔ ہر بات عام طور سے نہیں کہی جا سکتی۔ ہر موقع پر وہی بات کہنا چاہیئے جو نجات کا سبب ہو اور جس کے کہنے میں کسی کا ضرر نہ ہو۔ میں نے نصیحت کا جو حق تھا ادا کر دیا لہٰذا اب کوئی بات مت کہہ اور خاموش ہو جا۔ پھر سید نے بھی چاہا کہ عاقب کی تائید کرے اور حارثہ سے کہا کہ میں ہمیشہ تجھ کو صاحب علم و عقل سمجھتا رہا کیونکہ صاحبانِ عقل کی عقلیں تیری طرف مائل تھیں لہٰذا ہرگز عاجزی اور لجاجت مت اختیار کر اور لوگوں کو پانی کے بدلے شراب کی طرف مت لے جا۔ اگر کوئی تجھ کو اس گفتگو میں معذور سمجھ لے تو درحقیقت تو معذور نہیں۔ اگر ابوواثلہ نے تجھ سے سخت کلام کیئے تو اس کا قصور نہیں۔ بیشک اُس کا سب قول و عمل ہمارا ہے وُہ ہمارا پیشوا ہے اگر اُس نے تجھ پر عتاب کیا تو اُس کی نصیحت پر عمل کر اور تجھ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ پیشوائے قریش یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دین کی بقا بہت تھوڑی ہے جو جلد ختم ہو جائے گا اور اُس کے بعد ایک قرن گزرے گا جس کے آخر میں ایک پیغمبر حکمت و بیان اور شمشیر و بادشاہی کے ساتھ عظیم سلطنت کا مالک ہو گا جس کی اُمت مشرق و مغرب کو اپنے تصرف میں لائے گی اور اس کی ذریت سے ایک پاک و طاہر بادشاہ ہو گا جو تمام بادشاہوں پر غالب ہو گا۔ اور تمام دین والے اُس کے دین میں داخل ہو جائیں گے اور اُس کی حکومت ہر اُس شے پر ہو گی جس پر رات اور دن گزرتے ہیں اے حارثہ یہ مدت بہت طویل ہو گی جس کی اطلاع نہیں لہٰذا جو کچھ اپنے دین کے بارے میں تجھ کو علم ہے اُس پر مضبوطی سے قائم رہ اور دوسرے دین میں داخل مت ہو کیونکہ وُہ بہت جلد زمانہ کے ساتھ منقطع ہو جائے گا یا کسی حادثہ سے زائل ہو جائے گا اور جو آئندہ آئے گا اُس سے غرض مت رکھ کیونکہ ہم اس وقت اسی دین پر مکلف ہیں اور کل کی بات

کل والے جانیں۔ یہ سُنکر حارثہ بن آثال نے جواب دیا کہ اے ابو قرہ خاموش ہو جو شخص کل کی فکر نہ کرے اُسے آج کا دن کیا فائدہ دے گا۔ خدا سے ڈرتا کہ خدا تجھ کو پناہ دے کیونکہ عالمین میں سوائے اُس کے کوئی پناہ دینے والا نہیں ہے۔ تُو نے یہ باتیں عاقب کی خاطر سے کیں کیونکہ وُہ تمہارا بزرگ اور پیشوا ہے اور گروہ نصاریٰ تم دونوں کی طرف رجوع ہے۔ اگر اپنی بزرگی اور پیشوائی قائم رکھنے کے لیئے حق کی تردید کرتے ہو تو تمہیں اختیار ہے لیکن نصیحت اُن لوگوں کے لیئے ہے جو ہدیہ کے ساتھ بھیجے جاتے ہیں اُن کی طرف جو اُس کے اہل ہوتے ہیں۔ اور تم ان باتوں کے قبول کرنے کے زیادہ مستحق ہو کیونکہ ہمارے قلوب تمہاری طرف مائل ہیں اور تم دونوں دین میں ہمارے پیشوا ہو۔ اے دونوں بزرگوار عقل کو رہبر بناؤ اور جو کچھ عقل حکم دے اُس کو قبول کرو اور جو سامنے آگیا ہے اُس کے گردو پیش پر غور کرو اور اُس کے نتیجے کو سوچو اور تاخیر مت کرو اور خدائے کریم و برتر کی رضامندی اختیار کرو جس طرح وُہ ہر روز تم پر اپنا فضل و کرم کرتا رہتا ہے۔ اور اپنے ننگ و عار کو راہ مت دو کیونکہ جو شخص نفس کی لگام کو چھوڑ دیتا ہے وُہ اُس کو ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ جو شخص اپنی عاقبت پر نظر رکھتا ہے وُہ ہلاک ہونے سے محفوظ رہتا ہے جو شخص اپنی عقل سے کام لیتا ہے عبرت حاصل کرتا ہے اور دُوسروں کے لیئے عبرت کا باعث نہیں ہوتا اور جو شخص خدا کے لیئے نصیحت کرتا ہے اور خدا کی خوشنودی اختیار کرتا ہے خدائے تعالیٰ اس کو دنیوی زندگی میں عزت و بزرگی کے ساتھ اُنس عطا فرماتا ہے اور وُہ عقبیٰ میں سعادت پاتا ہے پھر عاقب کی طرف عتاب کے ساتھ رُخ کیا اور کہا اے ابو واثلہ تُو نے کہا کہ تیری باتوں کا رد کرنے والا اُس کے قبول کرنے والے سے آگے ہے خدا کی قسم تو اس کا زیادہ سزاوار تھا کہ کوئی تیرے اس کلام کو تیرے متعلق بیان نہ کرتا۔ بیشک تُو جانتا ہے اور ہم سب انجیل کی پیروی کرنے والے ہیں۔ جناب عیسیٰؑ نے جو کچھ اپنے حواریوں سے فرمایا اور قوم عیسےٰؑ میں جو شخص مومن ہے جانتا ہے کہ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے صحیح ہے اور جو کچھ تو کہتا ہے غلط اور خطا ہے جو تجھ سے واقع ہوئی جس کی تلافی سوائے توبہ کے اور جو تُو نے انکار کیا ہے اُس کے اقرار کرنے کے اور کسی طرح نہیں ہو سکتی۔ پھر سید کی طرف رُخ کیا اور کہا کوئی تلوار نہیں جو خطا نہ کرے اور کوئی عالم نہیں جس سے لغزش نہ ہو تو جو اپنی غلطی کی اصلاح کرلے وُہ سعادت مند ہے جس کو سیدھا راستہ مل گیا اور بدنصیب وُہ ہے جو اپنی خطا پر اصرار کرتا ہے۔ اے سید تُو نے کہا کہ حضرت عیسیٰؑ کے بعد دو پیغمبر ہوں گے یہ خدا کی کتابوں میں کہاں ہے۔ کیا تو نہیں جانتا جو حضرت عیسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے کہا تھا کہ جس وقت میں اپنے اور تمہارے باپ کے پاس چلا جاؤں گا تو کچھ مدت کے بعد تمہارے پاس صادق اور دروغ گو دو شخص آئیں گے اُس وقت تمہارا کیا حال ہوگا۔ لوگوں نے پُوچھا اے عیسیٰؑ وُہ کون ہیں؟ آپؑ نے فرمایا ایک پیغمبرؐ اولادِ اسمٰعیلؑ سے ہوگا اور ایک جھوٹا دعویٰ کرنے والا بنی اسرائیل سے ہوگا۔ راست گو تو رحمت کے ساتھ مبعوث ہوگا اور اُس کے لیئے بادشاہی اور سلطنت ہوگی جبتک دُنیا قائم رہے گی۔ اور وُہ کاذب تو اُس کا لقب مسیح دجال ہوگا اُس کی حکومت تھوڑی مدت رہے گی اور خداوند عالم اُس کو میرے ہاتھ سے قتل کرے گا جس وقت کہ میں دوبارہ دُنیا میں آؤں گا۔ یہ بیان کرکے حارثہ نے کہا اے قوم ہم تم کو تمہارے گذشتہ یہودیوں کے افعال سے پرہیز کرنے کی فہمائش کرتے ہیں جنھوں نے خوف ظاہر کیا اور کہا کہ دو مسیح آئیں گے ایک مسیح رحمت و ہدایت اور دُوسرا مسیح ضلالت اور ہر ایک کی نشانیاں بیان کیں تو عام یہودیوں نے مسیح ہدایت سے انکار کیا اور اُس کی تکذیب کی اور مسیح ضلالت

پر ایمان لائے جو درحقیقت دجال ہے اور اُسی کا انتظار کرتے ہیں۔ اور تمام اُمور میں ایسے ہی فتنے برپا کیئے اور کتاب خدا کو پس پُشت ڈال دیا اور پیغمبرانِ خدا کو شہید کیا اور اُن لوگوں کو بھی جو حکم خدا سے عدل کے ساتھ قیام فرماتے مار ڈالا تو حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے ان کے اعمال قبیحہ کے سبب سے ان کی بصیرت زائل کر دی اور اُن کے ظلم و فساد کے سبب سے ان کی بادشاہی برطرف کر دی اور ذلت و خواری اُن کے لیئے مقرر فرمائی اور آتشِ جہنم کو اُن کی بازگشت قرار دیا۔ عاقب نے کہا اے حارثہ تو کیونکر جانتا ہے کہ یہ پیغمبر جو مدینہ میں مبعوث ہوا ہے وہی ہے جو کتابِ الٰہی میں مذکور ہے۔ ممکن ہے یہ تیرا چچا زاد بھائی مسیلمہ صاحبِ یمامہ ہو کیونکہ وُہ بھی پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے جس طرح محمدؐ قرشی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کرتے ہیں اور دونوں اسمٰعیلؑ کی اولاد سے ہیں اور دونوں کے پیروی کرنے والے ہیں جو ان کی پیغمبری پر گواہی دیتے ہیں اور اُن کی رسالت کا اقرار کرتے ہیں۔ کیا تو ان دونوں میں کچھ فرق سمجھتا اور بیان کر سکتا ہے؟ حارثہ نے کہا ہاں ہاں خدا کی قسم زمین و آسمان اور ابر اور مٹی کا فرق ہے اور وُہ چند دلیلیں اور نشانیاں ہیں جن سے خدا کے عبرت حاصل کرنے والے بندوں کے دلوں میں حجتہائے الٰہی یعنی خدا کے انبیاء و مرسلین کی حقیت ثابت ہوتی ہے۔ مسیلمۂ کذاب یمامہ والا تو اُس کے بارے میں تمہارے لیئے یہی کافی ہے جو کچھ تم کو تمہارے قاصدوں نے اور اُن کے علاوہ اور لوگوں اور ان مسافروں نے جو اُس کے شہر گئے تھے اور اُن یمامہ والوں نے جو تمہارے پاس آئے ہیں ان سب نے تم کو خبر دی کہ مسیلمہ نے ایک جماعت کو یثرب میں احمدؐ کے پاس بھیجا تھا تاکہ وُہ اُن کے حالات کی تحقیق و جستجو کریں۔ ان لوگوں نے احمدؐ میں پیغمبرانِ گزشتہ کے صفات دیکھے اور آکر بیان کیا کہ احمدؐ یثرب میں آئے ہیں حالانکہ اُن کے تمام کنوئیں خشک تھے بہتوں میں پانی بہت کھاری تھے۔ اور قبل اس کے کہ وُہ آئیں وُہ سب پانی شیریں اور خوش مزہ نہ تھے۔ جب وُہ تشریف لائے تو بعض کنوؤں میں اپنے دہن مبارک کا لعاب ڈالا اور بعض میں کُلّی کی تو سب شیریں اور لبریز ہوگئے اور بعض جماعت نے کہا جن کی آنکھیں دُکھتی تھیں حضرتؐ نے لعاب دہن اُن کی آنکھوں میں لگا دیا وُہ فوراً اچھی ہوگئیں۔ اور کچھ لوگوں کے زخم تھے حضرتؐ نے لعاب دہن لگا دیا وُہ اچھے ہوگئے اور ان کے زخم بھر گئے اور بہت سے آنحضرتؐ کے معجزات بیان کیئے اور مسیلمہ سے کہا تو بھی ایسا کرکے دکھا جیسا احمدؐ نے کیا۔ اُس نے بعض کے اصرار سے مجبور ہو کر قبول کیا اور اُن کے ساتھ ایک کنوئیں پر گیا جس میں درحقیقت میٹھا پانی تھا جب اُس نے غرارہ کرکے اُس کنوئیں میں کُلّی کی تو اُس کا پانی کھاری ہوگیا۔ اور ایک کنواں جس میں پانی تھوڑا تھا اُس میں اُس نے اپنا لعابِ دہن ڈالا تو بالکل خشک ہوگیا کہ اُس میں ایک قطرہ پانی باقی نہ رہا۔ ایک شخص کی آنکھ میں درد تھا۔ لوگ مسیلمہ کے پاس اُس کو لائے۔ اُس نے اپنا لعابِ دہن لگایا تو وُہ اندھا ہوگیا۔ ایک شخص کے جسم پر زخم تھا اُس پر آبِ دہن لگایا تو وُہ شخص مبروص ہوگیا۔ جب برعکس خرق عادات لوگوں نے مشاہدہ کیا اور کہا صحیح معجزہ دکھاؤ تو اُس نے کہا تم لوگ اپنے پیغمبر کے لیئے بُری اُمت ہو اور اپنے یگانے اور پسرِ عم کے واسطے بُرے یگانہ ہو۔ تم نے مجھ سے اصرار کیا اور کچھ وُہ باتیں طلب کیں قبل اس کے کہ وحی مجھ پر نازل ہو۔ اب مجھ کو تمہارے بدنوں کے متعلق خدا کی جانب سے اجازت ملی ہے تمہارے کنوؤں کے لیئے نہیں۔ آؤ تاکہ میں تمہیں شفا بخشوں۔ تو جو مجھ پر ایمان رکھتا ہوگا اُس کو شفا ہوگی اور جس کے دِل میں میری رسالت میں شک ہوگا وُہ پہلے سے بدتر ہو جائے گا۔ اب جو چاہے آئے تاکہ اُس کی آنکھ اور اس کے بدن پر اپنا آبِ دہن لگاؤں جس سے اُس کو شفا ہوگی۔ ان لوگوں نے کہا ہم نہیں چاہتے کہ تو ہمارے واسطے

کوئی کام کرے جس سے اہل یثرب ہم کو طعنہ دیں۔ آخر اُس کے معجزات سے یگانگی اور جاہلیت کے تعصب کے سبب مُنہ پھیر لیا تاکہ اہل عرب اُن کو طعنہ نہ دیں۔ یہ سُنکر سید و عاقب نے ہنسنا شروع کیا یہانتک کہ ہنسی کی زیادتی کے سبب اپنے پیر زمین پر پٹکنے لگے کہتے تھے کہ نور کو ظلمت سے اور حق کو باطل سے کیا نسبت اور حق و باطل اور نور و ظلمت میں اتنا فرق نہیں جس قدر ان دونوں کی سچائی اور کذب میں۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ جب عاقب نے دیکھا کہ مسیلمہ کا معاملہ جھوٹا اور باطل ہو گیا اس طرح چاہا کہ اُس کا تدارک کرے ؛ کہا کہ مسیلمہ یہ غلط کام کر رہا ہے کہ دعوےٰ کرتا ہے کہ خداوند کریم نے اُس کو مبعوث کیا ہے۔ لیکن بہتر کیا ہے کہ اپنی قوم کو بُت پرستی سے باز رکھا اور خدائے سُبحانہٗ وتعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے۔ حارثہ نے کہا تجھ کو اُس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے زمین کو کشادہ کیا اور آفتاب و ماہتاب کو روشن کیا کیا نازل شدہ سماویہ کتابوں میں یہ نہیں ہے کہ حق سُبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ میں وُہ خدا ہوں جس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے اور میں ہی روزِ قیامت اعمال کا بدلہ دینے والا ہوں۔ میں نے اپنی کتابیں بھیجیں اور اپنے پیغمبروں کو مبعوث کیا تاکہ ان کے ذریعہ سے اپنے بندوں کو شیاطین کے مکر و فریب سے نجات دلاؤں۔ اور اُن پیغمبروں کو زمین میں خلائق کے درمیان ستاروں کے مانند روشن کیا تاکہ وُہ لوگوں کی میری وحی اور حکم کے مطابق ہدایت کریں جس نے اُن کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اور جس شخص نے اُن کی مخالفت کی تو اُس نے میری مخالفت کی۔ بیشک میں نے اور زمین کے تمام فرشتے اور ساری خلائق نے اُس پر لعنت کی ہے جو میری خداوندی سے انکار کرے یا میری کسی مخلوق کو میرا شریک قرار دے یا میرے کسی پیغمبر کا انکار کرے یا کہے کہ وحی مجھ پر نازل ہوتی ہے حالانکہ میں نے اُس پر وحی نہ بھیجی ہو یا میری خداوندی کو پوشیدہ کرے یا خدائی کا دعویٰ کرے یا میرے بندوں کو گمراہ کرے یا ان کو راہِ حق سے اندھا بنائے۔ بے شبہ میری مخلوق میں سے جو شخص میری عبادت کرے گا یہ جانتے ہوئے کہ میں اپنے بندوں سے کیا چاہتا ہوں اور اُسی کے مطابق میری بندگی کرے تو جو شخص اُس راہ پر جو میں نے اپنے پیغمبروں کی زبانی واضح کردی ہے نہ چلے گا تو اُس کی عبادت مجھ سے اسکی دوری کے سوا اور زیادتی نہیں کر سکتی۔ عاقب نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تُو نے سچ کہا۔ پھر حارثہ نے کہا کہ حق کے سوا کوئی چارہ نہیں اور سچائی کے سوا کہیں پناہ نہیں۔ اسی ذریعہ سے جو کچھ تُو نے کہا تھا میں نے بھی کہا ہے۔ تو سید جو کہ تکرار و جھگڑے میں بہت ماہر تھا بولا کہ اس قرشی (محمدؐ) کے بارے میں میرا اعتقاد ہے کہ اپنی قوم کے لیے پیغمبرؐ ہے جو اولادِ اسمٰعیلؑ سے ہیں۔ لیکن وُہ دعوےٰ کرتا ہے کہ تمام خلائق پر پیغمبرؐ ہے۔ تب حارثہ نے کہا اے سید تو جانتا ہے کہ وُہ اپنی قوم پر خدا کی جانب سے مبعوث ہوا ہے ؟ سید نے کہا ہاں۔ تو حارثہ نے کہا کیا تو اُس جہت سے اس کی رسالت کی گواہی دیتا ہے ؟ سید نے کہا اُن دلائل واضحہ کے ہوتے ہوئے کون انکار کر سکتا ہے۔ بیشک میں گواہی دیتا ہوں اور اس میں شک نہیں رکھتا ہوں۔ یہ تو تمام آسمانی کتابوں میں ہے اور تمام پیغمبروں نے اس کی بعثت کی خبر دی ہے۔ یہ سُنکر حارثہ نے سر جھکا کر ہنسنا شروع کیا اور انگلیوں سے زمین پر لکیریں کھینچنے لگا۔ سید نے کہا کس واسطے ہنستا ہے اُس نے کہا تعجب کرتا ہوں اور ہنستا ہوں۔ سید نے کہا شاید میری بات تعجب خیز تھی جس پر تو ہنستا ہے اُس نے کہا ہاں کیا تعجب کی بات نہیں ہے یہ کہ ایسا شخص جو علم و حکمت کا دعویٰ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر نے ایسے شخص کو نبوت کے ساتھ برگزیدہ کیا ہے اور اپنی رسالت سے مخصوص فرمایا ہے اور اپنی رُوح و حکمت سے اُس کی مدد کی ہے

جو جھوٹ بولنے والا ہے اور کہتا ہے کہ وحی مجھ پر نازل ہوتی ہے حالانکہ اُس پر وحی نہیں آتی ہے اور کاہنوں کی طرح جھوٹ اور سچ کو مخلوط کرتا ہے جو کبھی سچ کہتے ہیں اور کبھی جھوٹ۔ یہ سُنکر سید خجل و پشیمان ہوا اور سمجھا کہ غلط کہہ گیا اور الزام کے قابل ہو گیا۔ راوی کہتے ہیں کہ حارثہ نجران والوں میں سے نہ تھا اور غریب آدمی تھا اور اُس جگہ اُس نے سکونت اختیار کر لی تھی۔ پھر عاقب نے اُس کی طرف رُخ کیا اور کہا اے برادر خاموش رہ اور زبان درازی مت کر کیونکہ بہت سی باتیں بولنے والے کو کنوئیں کی گہرائی میں پہنچا دیتی ہیں اور بہت سی باتیں دشمنوں کو دوست بنا لیتی ہیں لہٰذا ایسی باتیں ترک کر جن کو دِل قبول نہیں کرتے اگرچہ ان کے کہنے میں تو معذور ہے۔ سُن اور سمجھ کہ ہر چیز کی ایک صورت ہے اور آدمی کی صورت اس کی عقل ہے اور عقل کی صورت ادب ہے اور ادب کی دوٗ قسمیں ہیں۔ ایک طبعی ہے دُوسرا وُہ جو حاصل کیا جاتا ہے۔ اور اُن میں بہترین آداب وُہ ہیں جن کا خلاقِ عالم نے حکم دیا ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ اپنے بادشاہ کا ادب ملحوظ رکھا جائے کیونکہ اُس کا وُہ حق ہے کہ دُنیا میں کسی کا نہیں کیونکہ بادشاہ خدا اور اُسکے بندوں کے درمیان واسطہ ہوتا ہے اور بادشاہوں کی بھی دوٗ قسمیں ہیں۔ ایک قہر و غلبہ رکھنے والا دُوسرا بادشاہ حکمت و شرع والا۔ اور اُس کا حق بہت زیادہ ہے۔ اور اے حارثہ تو جانتا ہے کہ خدا نے ہم کو نصرانی بادشاہوں پر فوقیت اور حکومت عطا کی ہے پھر تمام انسانوں پر۔ لہٰذا چاہیئے کہ ہر شخص کے حق کو تو سمجھے اور یہی تیری مذمت کے لیئے کافی ہے کہ سلاطین حکمت کے حق کی رعایت تو نہیں کرتا۔ پھر کہا کہ تُو نے برادرِ قریش یعنی محمدؐ کا ذکر کیا کہ وُہ معجزات لائے ہیں۔ بہت صحیح تُو نے کہا اور خُوب کہا۔ ہم بھی جانتے ہیں اور اُس پر اور اُس کی رسالت پر یقین رکھتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ اُس کو معجزات و بیّنات اگلے اور پچھلے لوگوں کے حاصل ہیں سوائے ایک نشانی کے جو سب سے زیادہ عظیم اور زیادہ واضح ہے جو سر کے مانند ہے اور یہ علامتیں جو اُس کو حاصل ہیں بدن کے مثل ہیں۔ اور بے سر کے جسم کی کیا حیثیت ہے۔ صبر کر تاکہ اُس کے حالات کی ہم تحقیق کریں اور اُس کی علامتوں اور معجزات پر غور کریں اگر وُہ علامت ظاہر ہو جو تمام نشانیوں سے بالاتر ہے تو ہم تجھ سے پہلے اُس کے دین میں داخل ہوں گے اور تجھ سے پہلے اس کی اطاعت کریں گے۔ حارثہ نے کہا کہ تُو نے جو کچھ کہا اور سُنایا تو حق کو بیان کیا۔ ہم سُنتے ہیں اور اطاعت کے لیئے تیار ہیں۔ وُہ کونسی علامت ہے کہ اگر وُہ نہ ہو تو یہ تمام علامتیں ظاہر ہونے کے بعد عیب میں داخل ہیں عاقب نے کہا سید نے اُس کو بیان کیا لیکن تُو نے غور نہیں کیا اور یہ تمام باتیں بے کار بنا ڈالیں۔ حارثہ نے کہا میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں وُہ پھر بیان کر کون سی بات ہے ؟ عاقب نے کہا نجات وُہ پاتا ہے جو حق معلوم ہونے کے بعد اُس کو قبول کرتا ہے اور رُخ اُس سے نہیں پھیرتا۔ بیشک تم اور ہم جانتے ہیں اور ہمارے علاوہ علمائے کتب الٰہی بھی جانتے ہیں جو کچھ اس کتاب میں ہے علومِ گزشتہ اور جو کچھ واقع ہونے والا ہے بیشک ہر اُمت کی زبان میں نہایت فصاحت کے ساتھ یہ خوشخبری ظاہر ہو چکی ہے کہ احمدؐ ایک پیغمبرؐ آئے گا جو خاتم پیغمبران ہے۔ اس کی اُمت مشرق و مغرب کی مالک ہوگی اور وُہ اور اُس کی اُمت کے لوگ مدّت تک بادشاہی کریں گے۔ پھر وُہ ایک بادشاہ پر ظلم کریں گے جو اُس پیغمبرؐ کی پیروی کرنے والوں میں نسب و فضیلت کے لحاظ سے اور نزدیک ترین اُمت ہوگا اور وُہ اپنے پیغمبرؐ کی وصیت ظلم و سرکشی کے ساتھ ترک کر دیں گے۔ پھر برسوں تک خلافت بادشاہی میں تبدیل ہو جاتی گی اور اُن کی بادشاہی عظیم ہو گی یہانتک جزیرۂ عرب میں کوئی گھر ایسا نہ ہوگا کہ جس کے مکین بعض تو اُن کی طرف رغبت کریں گے اور بعض اُن سے خوفزدہ

ہوں گے۔ پھر اُن کی بادشاہی زائل ہو جائے گی اور دُوسرے لوگ اُن پر بادشاہ ہوں گے جو اُنہی کے بندے اور غلام رہے ہوں گے۔ اور بُرے طریقے اور بُری خصلتیں دُنیا میں چھوڑیں گے اُن کی بادشاہی ظلم و غلبہ کے ساتھ ہوگی پھر اُن کی حکومت چاروں طرف سے کم ہوگی اور اُن پر کفار غلبہ حاصل کریں گے۔ پھر اُن پر آفتیں سخت ہوں گی اور بلائیں ہر طرف سے اُن کو گھیر لیں گی یہانتک کہ ان کے سامنے ظلم و ستم کی زیادتی کے باعث موت زندگی سے بہتر ہو جائے گی اُن کے بزرگ ایسے لوگ و سردار ہوں گے جو سرداری اور بزرگی کے لائق نہ ہوں گے۔ آخر دین اُن کے ہاتھ سے جاتا رہے گا اور سوائے نام کے دین باقی نہ رہے گا۔ اُس زمانہ میں مومنین غریب ہوں گے اور دیندار تھوڑے یہانتک کہ سوائے مختصر اشخاص کے سب خدا کی طرف سے کشائش سے مایوس ہو جائیں گے اور کچھ لوگوں کا گمان تو بے انتہا فتنہ و شر کے سبب سے جس میں وُہ گھرے ہوں گے یہ ہو جائے گا کہ خدا اب اپنے دین کی مدد نہ کرے گا۔ آخر حق سُبحانہٗ و تعالیٰ اُن کی نا اُمیدی کے بعد اُن کے پیغمبرؐ کی ذریت میں سے ایک شخص کے ذریعہ اُن کی تلافی کرے گا اور اس کو ایسے مقام سے ظاہر کرے گا جس کو وُہ لوگ نہ جانتے ہوں گے۔ اور اُس پر فرشتے آسمانوں پر صلوات بھیجتے ہیں زمین اور جو کچھ اُس میں ہے مثل چرند و پرند اور مخلوق کے اُس کے ظہور سے خوشحال ہو جائے گی اور زمین اپنی برکت و زینت اور خزانے ظاہر کرے گی یہانتک کہ اس طرح ہو جائے گی جیسی آدمؑ کے زمانہ میں تھی اور اُس شخص کے زمانہ میں فقر و بلا و امراض برطرف ہو جائیں گے جو سابقہ اُمتوں پر نازل ہوتے تھے اور تمام شہروں میں امن قائم ہو جائے گا اور ہر زہریلے جانور کا زہر اور ڈنک اور درندوں کے پنجے وغیرہ بے ضرر ہو جائیں گے یہانتک کہ چھوٹی چھوٹی بچیاں سانپ کے بچوں کے ساتھ کھیلیں گی اور ان کو کوئی نقصان نہ پہنچائے گا اور شیر گایوں کے گلے کے لیے مثل چرواہوں کے ہو جائیں گے اور بھیڑیئے بھیڑ بکریوں کے لیے مددگاروں کے مثل ہوں گے اور خداوندِ عالم اُس شخص کو تمام ادیانِ عالم پر غالب کر دے گا۔ وُہ تمام ملکوں پر منتہائے چین تک حکومت کرے گا یہانتک کہ کوئی شخص باقی نہ رہے گا مگر دینِ حق پر ہوگا جس دین کو خدا پسند کرتا ہے اور جس پر آدمؑ سے خاتمؐ تک تمام پیغمبروں کو مبعوث فرمایا ہے۔

جب عاقب کا کلام یہانتک پہنچا تو حارثہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں اُس خدا کی قسم جس نے تمام اشیاء کو خلق فرمایا ہے کہ اے بزرگوار اور اے دانشمند بزرگ تیری تقریر سے حق ظاہر ہو گیا اور تیری سچی بات سے عالم منور ہو گیا۔ جو کچھ تُو نے کہا سب اُسی کے مطابق ہے جو کچھ خدا نے اپنی کتابوں میں جنکو بندوں کی ہدایت کے لیے بھیجا ہے نازل فرمایا ہے۔ اور جو کچھ تو نے کہا سب حق اور سچ ہے ایک حرف کتابِ الٰہی کے خلاف نہیں لیکن وُہ بات کیا ہے جسے تو بیان کرنا چاہتا تھا۔ عاقب نے کہا کہ جو کچھ تو احمدؐ قرشی کے بارے میں اعتقاد رکھتا ہے قطعی غلط ہے حارثہ نے کہا کیوں کیا تُو نے اعتراف نہیں کیا کہ لوگوں نے اس کی نبوت و رسالت اور معجزات کی گواہی دی ہے عاقب نے کہا بیشک میں اعتراف کرتا ہوں مگر جناب عیسیٰؑ اور قیامت کے درمیان دو پیغمبر ہیں جن میں سے ایک کا نام دُوسرے سے مشتق ہے۔ ایک محمدؐ ہیں اور دُوسرے احمدؐ۔ پہلے کے متعلق حضرت موسیٰؑ نے خبر دی ہے اور دُوسرے کے متعلق جناب عیسیٰؑ نے۔ اور یہ قرشی اپنی قوم پر مبعوث ہوا ہے اس کے بعد وُہ پیغمبر آئے گا کہ جس کی بادشاہی عظیم اور مدت طویل ہوگی۔ خداوندِ عالم اُس کو بھیجے گا اور دین اُس پر ختم ہوگا اور وُہ تمام خلائق پر حجت ہوگا۔ پھر محمدؐ کے بعد فترت کا زمانہ آئے گا جس میں دین کی تمام بنیادیں اُکھڑ جائیں گی۔ پھر خدا اُس کو بھیجے گا جو

دوبارہ دین کی جڑوں کو مضبوط کرے گا اور خدا اُس کے دینوں کو تمام دینوں پر غالب کرے گا تو وُہ اور اُس کے بعد صالح سلاطین تمام ان چیزوں کے مالک ہوں گے جن پر شب و روز طالع ہوتے ہیں مثل زمین و پہاڑ اور ہر خشک و تر کے۔ اور زمینِ خدا ان کی بادشاہی کی میراث میں ہوگی جس طرح آدمؑ و نوحؑ وارث و مالکِ زمین ہوتے تھے اسی طرح وُہ فقیروں کے لباس میں تواضع و فروتنی کے ساتھ بادشاہانِ عظیم الشان ہوں گے۔ لہٰذا وہی لوگ بہترین خلائق ہیں اُسی پیغمبرؐ کے ذریعہ سے اُس کے شہر والے اور خدا کے تمام بندے ہدایت پائیں گے اور اُن کے آخری بادشاہ پر طویل مدت کے بعد جناب عیسیٰؑ نازل ہوں گے۔ ان کے بعد ملکِ عظیم اور کوئی بھلائی زندگی میں باقی نہ رہے گی۔ ان کے بعد بے عقلوں کا چند گروہ مثل کنجشک کے رہ جائے گا اور اس جماعت بدترین خلائق پر قیامت آئے گی اور یہ رحمت کا وعدہ ہے جو خداوندِ عالم کثیر معجزات کے ساتھ احمدؐ پر بھیجے گا جس طرح ابراہیمؑ خلیل کے لیے بھیجا تھا جیسا کہ خدا کی کتابوں میں مسطور ہے۔ پھر حارثہ نے کہا اے عاقب تیرے نزدیک یہی طے شدہ ہے کہ یہ دونوں نام (احمدؐ و محمدؐ) دو شخصوں کے ہیں جو دو مختلف زمانوں میں ہوں گے عاقب نے کہا ہاں۔ حارثہ نے پُوچھا اس کے خلاف تیرے دل میں کوئی شک و گمان تو نہیں ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔ خدا کی قسم یہ تو میرے نزدیک آفتاب سے زیادہ روشن اور واضح ہے۔ یہ سُنکر حارثہ نے سر جھکا لیا، اور تعجب سے زمین پر خط کھینچنا شروع کیا۔ پھر کہا اے بزرگ خرابی اس میں ہے کہ کوئی شخص مال رکھتا ہو اور اُسے خرچ نہ کرے۔ یا تلوار رکھتا ہو اور اُس کو صرف اپنے لیے زینت قرار دیا ہو اور اُس سے جنگ نہ کرے اور صاحبِ عقل و علم ہو لیکن اُس پر عمل نہ کرے۔ عاقب نے کہا اے حارثہ تُو نے بہت سخت بات کہی۔ وُہ کون ہے اُس نے کہا میں اُس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس کی قدرت سے آسمان و زمین قائم ہیں اور تمام جبر و ظلم کرنے والے اس سے مغلوب ہیں کہ یہ دونوں نام ایک ہی شخص ایک ہی پیغمبرؐ اور ایک ہی رسُولؐ کے ہیں جس کی خبر موسیٰؑ بن عمران نے دی ہے اور جس کی بشارت عیسیٰؑ بن مریمؑ نے فرمائی ہے اور ان سے پہلے حضرت ابراہیمؑ نے اپنے صحیفوں میں بیان فرمایا ہے یہ سُنکر سید نے مُسکرانا شروع کیا تاکہ حاضرین پر ظاہر کرے کہ حارثہ کا مذاق اُڑا رہا ہے اور اُس کی باتوں پر تعجب کر رہا ہے۔ پھر عاقب نے حارثہ سے سرزنش کے طور پر کہا کہ یہ سوچنا کہ سید عبث ہنس رہا ہے غلط ہے بلکہ تیری باتوں پر ہنستا ہے۔ حارثہ نے کہا کہ اگر وُہ ہنستا ہے تو وُہ ایک ننگ اور بلا ہے جو اُس نے اپنے اُوپر لازم کر لیا ہے؟ یا ایک فعلِ قبیح ہے جو اُس سے سرزد ہوا۔ کیا تم نے حکمتِ موروثِ الٰہی میں نہیں پڑھا ہے کہ خدا نے تم کو منع کیا ہے کہ حکیم کے لیے سزاوار نہیں ہے کہ بیکار مُنہ بنائے یا بغیر کسی حیرت انگیز بات کے ہنسے کیا تم کو تمہارے سید و مولا مسیحؑ سے خبر نہیں ملی ہے جو اُن حضرتؑ نے فرمایا ہے کہ عالم کا بیکار ہنسنا وُہ غفلت ہے جو اُس کے دل سے ظاہر ہوتی ہے یا مستی ہے جس نے اُس کو فکرِ قیامت سے غافل کر دیا ہے۔ یہ سُنکر سید نے کہا اے حارثہ کوئی اپنی عقل پر مغرور نہیں ہوتا سوائے اُس کے جو لوگوں کی طرف سے بدگمان ہوتا ہے۔ اگر میں اپنے علم میں تیری روایت کا محتاج ہوں تو میں عالم نہیں۔ کیا تجھ کو ہمارے پیشوا مسیحؑ سے یہ خبر نہیں پہنچی ہے کہ خدا کے کچھ بندے ہیں جو بوجہ رحمتِ الٰہی بظاہر ہنستے اور اُن کے دل خوف سے پوشیدہ طور سے روتے ہیں۔ حارثہ نے کہا جب ایسا ہو تو وُہ خوب ہے اُس نے کہا تو پھر اُس کے سوا یہ اور کیا ہے۔ لہٰذا تجھ کو چاہیئے کہ اپنے

خالق جل کے نیک بندوں کی طرف سے بُرا گمان مت کر۔ اچھا اب اپنی گفتگو کو پوری کریں کیونکہ ہمارے اور تیرے درمیان تنازع اور جھگڑا طول پکڑ چکا ہے۔ راویانِ روایت بیان کرتے ہیں کہ یہ اُن کے درمیان بحث کا تیسرا روز تھا اور اپنے معاملہ میں غور و فکر کے لیئے یہ اُن کے اجتماع کی تیسری مجلس تھی۔ سیّد نے کہا اے حارثہ آیا تجھ کو ابو واثلہ نے فصیح ترین الفاظ میں یہ خبر نہیں دی جس کو تمام لوگوں نے سُنا اور تجھ کو دوبارہ نہیں آگاہ کیا لیکن تجھ پر اور تیرے ساتھیوں پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اب میں دُوسرے طریقے سے بیان کرتا ہوں۔ میں تجھ کو خدا کی قسم دیتا ہوں اُس کی جو اُس نے عیسےٰؑ پر نازل کیا ہے کہ کیا تُو نے کتاب زاجرہ میں جو زبان سُوریا سے عربی میں نقل کی گئی ہے دیکھا ہے یعنی صحیفہ شمعون بن حمون الصفا میں جو وصیٔ حضرت عیسےٰؑ تھے کہ اہلِ نجران کے نام لکھا ہے۔ اور دست بدست ہم تک پہنچی ہے جس میں بہت سی باتوں کے بعد یہ بیان ہے کہ جب ایک مدت گزرے گی اور لوگ گمراہ ہو جائیں گے اور قطع رحم و بیگانگی کریں گے اور آثار انبیا محو ہو جائیں گے تو حق سُبحانہٗ و تعالیٰ فارقلیطا کو مبعوث کرے گا جو حق و باطل کو جُدا کرنے والا ہے اُس کو عدل و انصاف اور رحمت کے ساتھ خلائق پر مبعوث فرمائے گا۔ لوگوں نے حضرت عیسےٰؑ سے پوچھا کہ اے مسیحؑ زمان فارقلیطا کون ہے؟ حضرت عیسےٰؑ نے فرمایا کہ فارقلیطا احمدؐ ہیں جو پیغمبر اور سلسلۂ انبیا کے ختم کرنے والے ہیں اور وارثِ علوم انبیاءؑ ہیں۔ وُہ پیغمبر وُہ ہیں کہ پروردگار عالم اُن پر اُن کی حیات میں رحمت نازل کرے گا اور اُن کی وفات کے بعد بھی رحمت بھیجے گا اس کے فرزندؑ کے سبب سے جو طاہر و مطہر ہے اور تمام علوم انبیاؑ کا وارث ہے۔ اُس کو آخر زمانہ میں مبعوث فرمائے گا جبکہ تمام آثار و ہدایات انبیا کے نشانات مٹ چکے ہوں گے اور پیغمبروں کے چراغ گل ہو چکے ہوں گے اور اُن کے ستارے غروب ہو چکے ہوں گے۔ تو وُہ بندہ صالح تھوڑی مدت میں پہلے کی طرح دینِ اسلام کو قائم کرے گا اور حق سُبحانہٗ و تعالیٰ اس کی بادشاہی کو قرار دے گا اور دُوسرے نیک بندوں کو اُس کے پیچھے پیچھے بھیجے گا تاکہ اُس کی حکومت عالم پر قائم ہو جائے۔ حارثہ نے کہا تو نے جو کچھ کہا وُہ صحیح ہے۔ حق میں کوئی وحشت نہیں ہے اور دل حق کے سوا مطمئن نہیں ہوتا۔ تو جس کے یہ اوصاف تو نے بیان کیئے وُہ کون ہے؟ سیدنے کہا کہ حق یہ ہے کہ وُہ شخص بے اولاد نہیں ہوگا۔ حارثہ نے کہا ہاں ایسا ہی ہے اور وُہ شخص محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہے۔ سیّد نے کہا اے حارثہ تیرا دارومدار ہٹ دھرمی و کٹ دلیلی پر ہے کیا ان لوگوں نے جنکو ہم نے اس کے حالات کی تحقیق و تفتیش کے لیئے بھیجا تھا آکر بیان نہیں کیا کہ دو لڑکے جو محمدؐ کے تھے ایک قاسمؑ قریشی عورت سے جس کا نام خدیجہؓ تھا اور دُوسرا ایک زن قبطیہ کے بطن سے جس کا نام ابراہیمؑ تھا دونوں فوت ہو گئے اور محمدؐ بے فرزند ہو گئے جیسے سینگ ٹوٹی ہوئی گوسفند جو ہلاکت کے قریب ہو۔ لہٰذا اگر محمدؐ کے کوئی فرزند ہوتا تو تمہاری بات قابلِ قبول ہوتی کیونکہ صحیفہ شمعون میں ہے کہ اُس کا فرزند تمام عالم کا مالک ہوگا۔ چونکہ اس کے فرزند نہیں ہے اس لیئے یہ وُہ محمدؐ نہیں ہو سکتا جس کی عیسےٰؑ نے خبر دی ہے۔ حارثہ نے کہا خدا کی قسم عبرت تو بہت ہے لیکن کم ہیں ایسے لوگ جو عبرت حاصل کرتے ہیں اور دلیلیں واضح ہیں اگر بصیرت بینا ہو۔ جس طرح رمد آلود آنکھیں تکلیف کے سبب آفتاب کے چشمے کو نہیں دیکھ سکتیں اُسی طرح قاصر بصیرتیں انوارِ حکمت دیکھنے سے ادراک کی کمزوری کے سبب عاجز ہیں۔ پھر اُس نے سید و عاقب کی طرف رُخ کر کے کہا اگر ایسا ہے کہ محمدؐ کے کوئی لڑکا نہ ہوگا تو تم اس کی اطاعت و پیروی نہ کرو گے۔ قسم خدا کی تم پر حجت تمام ہو چکی اُس کے سبب سے

جو علوم حق سُبحانہٗ و تعالیٰ نے تم کو عطا کیا ہے اور خدا کی جانب سے دلیلیں جو تمہارے پاس ہیں اور باوجودیکہ خداوند عالم نے تم کو شرف و منزلت عوام اور بادشاہوں پر عطا فرمائی ہے اور ہر ایک بڑے کو تمہارا تابع کیا ہے کہ امُور دین میں تمہاری طرف رجوع ہوتے ہیں اور تم ان کے محتاج نہیں ہو۔ جو کچھ تم حکم دیتے ہو وُہ عمل کرتے ہیں لہٰذا جس کو خلاق عالم کوئی شرف و منزلت عنایت فرماتا ہے اُس کو چاہیئے کہ الٰہی نعمتوں کے شکریہ میں خدا کی خوشنودی کے لیئے تواضع و فروتنی اختیار کرے کیونکہ خدا نے اُس کو بلند کیا ہے اور خدا کے بندوں کا ناصح اور خیرخواہ ہو اور خدا کے احکام میں تحریف نہ کرے۔ تم نے خود محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا ذکر کیا اور اُن گواہیوں کا جو ان کی بابت خدا کی کتابوں میں واقع ہوئی ہیں بیان کیا اور مطلع ہو کہ وُہ مبعوث ہوا ہے۔ پھر کہتے ہو کہ وُہ صرف اپنی قوم پر مبعوث ہوا ہے تمام خلائق پر نہیں۔ پھر کہتے ہو کہ یہ وُہ پیغمبر نہیں جو خاتم المرسلین اور حاشر ہے کہ تمام خلائق کا حشر اُسی کی اُمت پر ہوگا اور جو تمام انبیاء کا وارث ہے اور سب کے بعد آیا ہوگا کیونکہ تم کہتے ہو کہ وُہ بے نسل ہے۔ کیا تمہارا کلام نہیں ہے؟ سید و عاقب نے کہا ہاں یہی ہے۔ تو حارثہ نے کہا کہ اگر ظاہر ہو جائے کہ اُس کے فرزند ہیں تو کیا پھر شک کرو گے کہ وُہ وارث جمیع پیغمبران نہیں اور اس کا دین تمام دُنیا کے دینوں پر غالب نہ ہوگا اور وُہ خاتم انبیاؑ نہیں اور تمام خلائق پر رسُول نہیں ہے۔ ان دونوں نے کہا نہیں پھر کوئی شک نہیں ہوگا۔ حارثہ نے کہا کہ تم اس بحث و تکرار کے باوجود یہ اعتقاد رکھتے ہو؟ سید و عاقب نے کہا ہاں۔ اُس وقت حارثہ نے کہا اللہ اکبر۔ وُہ بولے کیا ہوا کہ تُو نے اللہ اکبر کہا۔ شاید تُو نے ہم پر طنز کیا اور الزام رکھا۔ حارثہ نے کہا کہ حق ظاہر ہے اور باطل مردُود ہے اور نفس اُس کے سُننے کے لیئے بیتاب ہو جاتا ہے یقیناً دریا کا رُخ موڑ دینا اور پہاڑوں کا توڑ ڈالنا اس کو مٹانے سے زیادہ آسان ہے جس کو حق تعالیٰ نے زندہ و قائم کیا ہے کیونکہ وُہ حق ہے اور زندہ کرنا اُس کو جسے خدا نے مردہ کیا ہے محال ہے کیونکہ وُہ باطل ہے۔ اب جان لو کہ محمدؐ بے نسل نہیں ہیں اور وہی خاتم المرسلین ہیں اور انبیا کے وارث اور آخری رسُولؐ ہیں۔ اُنہی کی اُمّت پر حشر ہوگا۔ اُن کے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہے۔ اُنہی کی اُمّت کے زمانہ میں قیامت برپا ہوگی پھر خدا ہی زمین کا وارث ہوگا اور جو کچھ اُس میں ہے سب کے سب فنا ہو جائیں گے۔ اُنہی کی ذریت سے وُہ بادشاہ صالح ہوگا جس کے متعلق تم نے بیان کیا کہ وُہ تمام مشرق و مغرب کا مالک ہوگا اور حق تعالیٰ اُس کو دین حنیفیہ و ابراہیمیہ کے ساتھ جو شرک کا منکر ہے تمام دینوں پر غالب فرمائے گا۔ یہ سُنکر دونوں عالموں نے کہا اے حارثہ اگر ایسا ہے کہ اُس کے فرزند ہے تو حق تیرے ساتھ ہے لیکن تیری مثال لومڑی کی اُچھل کُود کے مانند ہے اور تو اس دعوے سے باز نہیں آتا ہے اچھا ثابت کر تاکہ ہم بھی سمجھیں۔ حارثہ نے کہا میں تمہاری ہی طرف سے دلیل لاتا ہوں جو تم کو شک و شُبہ سے نجات دلائے گی اور دلوں کی بیماریوں کے لیئے شفا ہوگی۔ پھر اُس نے حارثہ بن علقمہ کی جانب رُخ کیا جو اُن کا سب سے بڑا عالم اور بزرگ تھا اور کہا اے پدر بزرگوار کتاب جامعہ یہاں منگوا کر ہمارے دلوں کو شاد و مطمئن فرمایئے۔ راویانِ روایت بیان کرتے ہیں کہ یہ صورت مجلس چہارم میں واقع ہوئی۔ ظہر کا وقت تھا لُو چل رہی تھی گرمی کا زمانہ تھا۔ یہ سُنکر سید و عاقب نے کہا اب گفتگو کل پر موقوف کرو کیونکہ آج چونکہ بہت باتیں ہم نے کی ہیں ہماری جان لبوں پر آگئی ہے۔ غرض طے پایا کہ دُوسرے روز کتاب زاجرہ و جامعہ لائی جائے گی اور اس میں

دیکھیں گے اور عمل کریں گے اور مجلس برخاست ہوئی۔

دوسرے روز اہل نجران نے اپنے تمام عابدوں اور عالموں کو جمع کیا تاکہ عاقب و سید کے ساتھ حارثہ کے مباحثہ میں اور کتاب ہائے جامعہ سے حق ظاہر ہونے میں موجود ہوں۔ جب سید و عاقب نے دیکھا کہ تمام خلائق کتاب جامعہ سے ثبوت سُننے کے لیئے جمع ہوئی ہے تو پشیمان ہوئے۔ چونکہ جانتے تھے کہ حق حارثہ کے ساتھ ہے اس لیئے کوشش کی کہ خلائق کے سامنے یہ مباحثہ واقع نہ ہو۔ اور یہ دونوں سید و عاقب مکر و حیلہ میں انسانوں میں شیاطین تھے۔ غرض سید نے حارثہ سے کہا تو نے بڑی باتیں کیں اور ہر شخص کو گفتگو سے رنجیدہ کیا اور تو نہیں چاہتا ہے کہ حق ظاہر ہو۔ حارثہ نے کہا سچ تو یہ ہے کہ تم اور عاقب ہی حق کو ظاہر نہیں ہونے دیتے ہو۔ اب جو کہنا چاہتے ہو کہو۔ عاقب نے کہا جو کچھ کہنا تھا وُہ سب کہہ چکا اب پھر اُس کا اعادہ کرتا ہوں۔ بیشک ہم تجھ کو آگاہ کرتے ہیں اور حجت الٰہی پوشیدہ رکھنا نہیں چاہتے اور خدا کی نشانیوں سے انکار نہیں کرتے اور خداوندِ عالمین پر افترا نہیں باندھتے کہ جس شخص کو خداوند عالم رسالت کے ساتھ مبعوث فرمائے ہم کہیں کہ وُہ رسُول نہیں ہے۔ اے حارثہ ہم کو اقرار ہے کہ فرزندان اسمٰعیلؑ میں سے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی قوم کی طرف خدا کے رسُولؐ ہیں۔ لیکن عرب و عجم میں سے اور دوسروں پر ہم واجب نہیں جانتے کہ اُن کی اطاعت کریں اور اپنا دین ترک کرکے اُن کا دین اختیار کریں لیکن یہ اقرار کرنا چاہیئے کہ وُہ اپنی قوم پر رسُولؐ ہیں۔ حارثہ نے کہا یہ اقرار کس صورت اور کس سبب سے کرتے ہو؟ انہوں نے کہا اس لیئے کہ انجیل میں اور خدا کی تمام کتابوں میں ہم نے سُنا ہے اور ہم پر ظاہر ہو چکا ہے۔ حارثہ نے کہا جبکہ خدا کی کتابوں سے یہ ثابت اور واضح ہے کہ محمدؐ رسُول ہیں خواہ مجمل طور پر ظاہر ہو یا مفصل طور پر تو پھر تم کیسے کہتے ہو کہ وُہ پیغمبرؐ وارث و جانشین نہیں اور تمام عالمین پر مبعوث نہیں ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ تو بھی جانتا ہے اور ہم بھی جانتے ہیں اور مطلق شک نہیں کرتے کہ خدا کی حجت برطرف نہیں ہوتی اور یہ وُہ حکم ہے جسے خدا نے مقرر فرمایا ہے کہ ہمیشہ جاری رہے اور دُنیا کبھی حجتِ خدا سے خالی نہیں رہتی جبتک کہ رات و دن آتے رہیں گے۔ اور دُنیا میں دو شخص بھی باقی رہیں تو اُن میں ایک حجتِ خدا ہوگا دوسرے پر۔ اور ہم اس سے پہلے گمان رکھتے تھے کہ وُہ حجت محمدؐ ہوں گے اور وُہ اس دین کو قائم رکھیں گے۔ لیکن چُونکہ خدا نے ان کی اولادِ نرینہ باقی نہیں رکھی اور اُن کو بے اولاد کر دیا تو اب ہم نے سمجھا کہ یہ وُہ محمدؐ نہیں ہیں کیونکہ یہ بے نسل ہیں اور حجتِ الٰہی اور پیغمبر اور خاتم المرسلینؐ بے اولاد نہیں ہوگا۔ یہ بات خدا کی گواہی سے اُس کی نازل کی ہوئی کتابوں میں موجود ہے اس لیئے ہم نے سمجھا کہ محمدؐ کے بعد وُہ پیغمبر وُہ ہوگا جو آئے گا اور باقی رہے گا جس کا نام محمدؐ، احمدؐ سے مشتق ہوگا جس کی نبوّت و رسالت اور خاتمہ کی مسیحؑ نے خبر دی ہے اور یہ کہ اُس کا فرزند قاہرِ عالم کا بادشاہ ہوگا اور تمام خلائق کو خدا کے دینِ اعظم پر قائم رکھے گا۔ اور یہ اُمور اُس کے ہاتھ سے نہیں بلکہ اُس کی ذرّیت سے ظاہر ہوں گے جو اُس کے بعد تمام شہروں کا اور جو کچھ اُن میں ہے سب خشک و تر کا مالک ہوگا اور اس بات پر علما متفق ہیں جن کو انجیل حفظ ہے اور ہم نے اس سے پہلے مکمل طور پر یہ گفتگو کی اب پھر بیان کر دیا؛ پھر اس کے تکرار و اعادہ کی تجھے کیا ضرورت ہے۔ حارثہ نے کہا میں اور تم سب جانتے ہیں لیکن اس کے تکرار کی اس لیئے ضرورت ہے کہ اگر کسی کو یہ بات فراموش ہو گئی ہو تو یاد آجائے اور اگر کسی نے کچھ غلطی کی ہو تو وُہ صحیح ہو جائے اور اس کا دل مطمئن ہو جائے۔ تم نے بیان کیا کہ مسیحؑ کے بعد دو پیغمبر مبعوث ہوں گے اور یہ کہ دونوں فرزندانِ اسمٰعیلؑ سے

ہوں گے۔ ان میں سے پہلا رسُولؐ مدینہ میں مبعوث ہوگا اس کے بعد دُوسرا احمدؐ ہے اور محمدؐ جو قریش سے ہیں یہی ہیں جو مدینہ میں متوطن ہیں۔ لیکن ہم اُس پر ایمان اور اعتقاد رکھتے ہیں اور خدا کی قسم یہ وہی احمدؐ ہے کہ جس پر خدا کی کتابیں اور ان کی آیتیں دلالت کرتی ہیں وہی حجت خلاق عالم ہیں اور وہی خاتم المرسلین اور انبیا کے وارث ہیں ان کے علاوہ یا ان کے بعد جناب مسیحؑ اور قیامت کے درمیان کوئی اور رسُول و پیغمبرؐ نہیں ہوگا ہاں اُس کی دُختر صالحہ صدیقہ اور معصومہؑ سے ایک فرزند ہوگا جو عالم کو دینِ حق کی دعوت دے گا اور مشرق و مغرب پر متصرف ہوگا تو تم نے جو کہنا چاہیئے تھا کہا اور محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نبوّت پر اعتقاد رکھتے ہو اور اگر اس کی نسل جاری ہوگی تو تم کو شک نہ ہوگا کہ وہی پیغمبروں پر کمال میں سبقت رکھنے والا اور اُن کا آخری رسُولؐ ہے۔ انہوں نے کہا ہاں ہمارے نزدیک یہ سب سے بڑی دلیل ہے۔ حارثہ نے کہا تم کو اپنے اعتقاد میں دُوسرے پیغمبر کے بارے میں شبہ ہے لہٰذا ہمارے اور تمہارے درمیان کتاب جامعہ اس بارے میں حاکم ہے۔ یہ سُنکر لوگوں نے شور مچایا کہ اے ابوحارثہ جامعہ لاؤ۔ جامعہ کو لاؤ۔ چونکہ لوگ بحث و مناظرہ سے تنگ و دلگیر ہو چکے تھے اور اُن کو یہ گمان تھا کہ جب کتاب لائی جائے گی تو ظاہر ہو جائے گا کہ حق سید و عاقب کی جانب ہے اس سبب سے کہ وُہ ان مجلسوں میں بڑے بڑے دعوے کر چکے تھے۔ لوگوں کا اصرار سُنکر ابوحارثہ نے اپنے غلام سے کہا جاؤ اُس کے پیچھے کھڑا تھا کہ جا کر کتاب جامعہ لے آئے۔ وُہ فوراً گیا اور اپنے سر پر وُہ کتاب رکھ کر لا رہا تھا جس کی گرانی سے سر اُٹھا نہیں سکتا تھا۔

راوی کہتا ہے کہ مجھے ایک سچے شخص نے اطلاع دی جو اہلِ نجران سے تھا اور ہمیشہ سید و عاقب کی خدمت میں رہتا تھا ان کے کام کرتا تھا اور اُن کے بہت سے معاملات سے آگاہ تھا۔ وُہ کہتا ہے کہ جب کتاب جامعہ لائی گئی سید و عاقب نزدیک تھا کہ غصّہ سے ہلاک ہو جائیں چونکہ وُہ جانتے تھے کہ اس کتاب میں رسُولؐ خدا کا ذکر اور آپؐ کے اہلبیتؑ کے حالات اور آنحضرتؐ کے زمانہ میں اور جو کچھ اُن کی اُمّت میں واقع ہوگا اور آنحضرتؐ کے اور اصحاب کے اور قیامت تک کے واقعات درج ہیں۔ پھر اُن میں سے ایک نے دُوسرے کی طرف دیکھا اور کہا آج کا دن وُہ ہے کہ آفتاب کا طلوع ہمارے واسطے مبارک نہیں کیونکہ سب حاضر ہیں اور ہم عوام کے نزدیک بے قدر ہو جائیں گے اور کبھی ایسا موقع نہ ہوگا کہ عوام اس طرح اکٹھا ہوں اور اس طرح کی صحبت ہو اور وُہ غالب نہ ہوں۔ دُوسرے نے کہا عوام سے مغلوب ہونا بدترین خرابی ہے پھر ان کی اصلاح بے انتہا مشکل ہے کیونکہ ان کا فساد کرنا مکان منہدم کرنے کے مانند ہے اور ان کی اصلاح مکان تعمیر کرنے کے مثل ہے۔ اور جو فساد کہ اُن کے ایک کلمہ میں واقع ہوتا ہے سال بھر میں اس کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔

راوی کہتا ہے کہ اسی اثنا میں حارثہ کو موقع مل گیا اور اُس نے پوشیدہ طور پر ایک شخص کو اُس جماعت کے پاس بھیجا جو جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے آئی تھی اور اُن کو احتیاطاً بلا لیا تو عاقب اور سید جلسہ کو برہم نہ کر سکے نہ دُوسرے روز پر ٹال سکے۔ چونکہ نصارائے نجران سب کے سب آئے تھے اور سب ہی یہ چاہتے تھے کہ جناب رسُولِ خداؐ کے اوصاف سے جو کتاب جامعہ میں مرقوم ہیں آگاہ ہوں۔ اور آنحضرتؐ کے بھیجے ہوئے لوگ بھی موجود تھے اور ابوحارثہ بھی جو نصاریٰ کا بزرگ تھا حارثہ کی جانب میل رکھتا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ مجھ سے اُس سچے اور ثقہ مرد نصرانی نے بیان کیا کہ ان عالموں نے آپس میں یہ طے کیا کہ جو کچھ حارثہ اُن سے کہتا ہے اور جس امر کی طرف

ان کو دعوت دیتا ہے اُس سے وُہ انکار اور مضائقہ نہ کریں تاکہ ایسا نہ ہو کہ لوگوں کو یہ گمان ہو کہ وُہ باطل پر ہیں اور انہوں نے ایسا ہی ظاہر کیا کہ وُہ چاہتے ہیں کہ کتاب جامعہ کو دیکھیں جو کچھ اُس میں صحیح حکم ہے اُس پر عمل کریں تاکہ عوام کی نگاہوں میں بے قدر نہ ہوں۔ غرض سید وعاقب اُٹھے اور جامعہ کے پاس آئے جو ابوحارثہ کے پاس تھی، اور حارثہ ابن آثال بھی آگے بڑھا۔ حاضرین نے بھی گردنیں بلند کیں اور آنحضرتؐ کے اصحاب بھی اُس کتاب کے گرد جمع ہو گئے۔ ابوحارثہ نے حکم دیا تو جامعہ کو ایک طرف سے کھولا اور حضرت آدمؑ کا ایک صحیفہ بزرگ نکالا جو علم ملکوتِ الٰہی پر مشتمل تھا۔ اور جو کچھ حق سُبحانہٗ وتعالیٰ نے زمین و آسمان میں خلق فرمایا ہے اور اُمورِ دنیوی و اُخروی سے جو کچھ حکم دیا ہے۔ وُہ صحیفہ وُہ تھا جو حضرت آدمؑ سے حضرت شیثؑ کو ملا تھا جس میں تمام علوم تھے۔ سید و عاقب نے اُسکو پڑھنا شروع کیا تاکہ اوصاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُن پر ظاہر ہوں جس میں اُن کے درمیان نزاع تھی۔ تمام لوگ بغور سُن رہے تھے اور ہمہ تن اُس کی طرف متوجہ تھے کہ دیکھیں اُس میں سے کیا ظاہر ہوتا ہے پھر اُس کتاب کی فصلوں میں سے مصباح دوم دیکھا جس میں لکھا تھا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: میں وُہ خدا ہوں جس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ اپنی ذات سے زندہ و قائم ہوں اور مَیں نے عالمین کو موجود اور خلق کیا۔ اور سب کی زندگی میری عطا کی ہوئی ہے۔ ایک زمانہ کے بعد دُوسرا زمانہ مقرر کیا اور ہر معاملہ میں حق و باطل کو مَیں نے ظاہر کر دیا ہے اور اپنے ارادہ کے مطابق ہر سبب کے لیے سببیت قرار دیا ہے اور ہر مشکل میرے لیئے آسان ہے تو مَیں خدائے بزرگ و برتر، نیکو کردار، بخشنے والا اور مہربان ہوں۔ مَیں بخشتا ہوں۔ میری رحمت میرے غضب سے پہلے اور میری بخشش عذاب کرنے سے آگے ہے مَیں نے اپنے بندوں کو پیدا کیا اس لیئے کہ وُہ میری عبادت کریں۔ اور اپنی حجت سب پر تمام کی۔ بیشک میں اپنے پیغمبروں کو ان کی طرف بھیجوں گا اور اپنی کتابیں نازل کروں گا۔ ابتدائے زمانہ سے سب سے پہلے بشر پر جو آدم ہیں جس کا سلسلہ میرے پیغمبر احمدؐ پر ختم ہوگا۔ اور وُہ پیغمبرؐ وُہ ہے جس پر مَیں اپنی رحمت و صلوات بھیجتا ہوں اور اُس کے دل میں اپنی برکتیں قرار دیتا ہوں اور اُسی کی ذات پر پیغمبروں اور ڈرانے والوں کا سلسلہ ختم کروں گا۔ یہ سُنکر جناب آدمؑ نے کہا خداوندا وُہ پیغمبرؐ کون کون ہیں اور وُہ احمدؐ جس کو تُو نے بلندی عطا فرمائی اور بزرگ قرار دیا اُن میں سے کون ہے۔ خداوند عالمیان نے فرمایا اے آدمؑ وُہ سب تمہاری ذریت سے ہوں گے اور احمدؐ اُن سب کے آخر میں ہوگا۔ حضرت آدمؑ نے کہا میرے معبود ان کو کس واسطے بھیجے گا۔ خدا نے فرمایا کہ سب کو اپنی وحدانیت اور اپنی یگانہ پرستی کے لیئے بھیجوں گا۔ ان کے ذریعہ سے تین سو تیئس ۳۲۳ شریعتیں بھیجوں گا اور سبکو احمدؐ پر تمام کرونگا لہٰذا مَیں نے مقرر کیا ہے کہ جو شخص میرے پاس آئے ان شریعتوں میں سے کسی شریعت کے ساتھ مجھ پر اور میرے پیغمبروںؑ پر ایمان رکھتا ہوا آئے تو اُس کو بہشت میں داخل کروں گا۔ پھر چند چیزوں کا اُسی مقام پر ذکر تھا جن کا مجمل بیان یہ ہے کہ خداوند عالم نے حضرت آدمؑ کو ان کی تمام ذریت اور پیغمبروںؑ کو پہچنوایا۔ حضرت آدمؑ نے ان سب کو مشاہدہ کیا یہانتک کہ ایک نور دیکھا جو بہت چمکتا ہوا تھا اور تمام مشرق پر چھایا ہوا تھا۔ پھر وُہ نور اور بڑھا یہانتک کہ تمام مغرب پر پھیل گیا۔ پھر بلند ہوا یہانتک کہ ملکوت آسمان تک پہنچا۔ پھر جو نظر کی تو وُہ نور محمدیؐ تھا اور آنحضرتؐ کی بُو نے تمام عالم کو خوشبودار بنا دیا۔ پھر دیکھا تو چار نور اُس کے گرد نظر آئے داہنے بائیں اور آگے پیچھے جو تمام ذریتِ آدمؑ

میں خوشبو اور نور میں آنحضرتؐ سے بہت مشابہ تھے۔ پھر دُوسرے نور دیکھے جو ان نوروں سے مدد حاصل کر رہے تھے اور بڑائی چمک اور خوشبو میں آنحضرتؐ سے مشابہ تھے تو پھر وُہ نور اُن انوار کے پاس آئے اور ہر طرف سے ان انوار کو گھیر لیا۔ پھر آدمؑ نے نظر کی تو بے شمار انوار ستاروں کی تعداد میں نظر آئے لیکن ضیا اور روشنی میں ان نوروں تک نہیں پہنچ سکتے تھے لیکن ان میں سے بعض دُوسرے سے زیادہ روشن تھے اور ان نوروں کے درمیان بہت فاصلہ تھا۔ پھر شبِ تار کے مانند سیاہی ظاہر ہوئی اور مانند سیلاب ہر طرف سے تیزی کے ساتھ آئی اور تمام زمین پر چھا گئی جس میں بدترین صورت و ہیئت اور بدترین بُو تھی۔ حضرت آدمؑ یہ عجیب و غریب کیفیت دیکھ کر متحیر ہوئے اور کہا اے ہر پوشیدہ کے جاننے والے اور گناہوں کے بخشنے والے اور اے صاحب قدرتِ کاملہ اور غالب ارادہ والے یہ سعادت مند کون ہیں جنکو تُو نے بلند و بڑا قرار دیا ہے اور عالمین پر بلندی عطا کی ہے اور یہ بلند مرتبہ انوار کون ہیں جو اُن کو گھیرے ہوئے ہیں۔ خداوند عالم نے حضرت آدمؑ کو وحی کی کہ یہ نور اور وُہ انوار تمہارے وسیلہ ہیں اور ان لوگوں کا وسیلہ ہیں جن کو مَیں نے اپنی مخلوق میں سعادت مند قرار دیا ہے یہی ہیں وُہ جن پر میری رحمت ہے۔ یہی میرے مقرب ہیں خلائق کی شفاعت کرنے والے جن کی شفاعت گنہگاروں کے حق میں قبول کروں گا۔ اور یہ نور بزرگ احمدؐ ہیں جو اُن میں اور تمام خلائق میں سب سے بہتر ہیں۔ میں نے اپنے علم کے ساتھ بلند کیا ہے اور اُن کے نام کو اپنے نام سے اشتقاق کیا ہے۔ مَیں محمود ہوں اور وُہ محمدؐ ہیں اور یہ دُوسرا نور اُن کا وزیر اور وصیؑ ہے جس کے ذریعہ سے محمدؐ کو تقویت دی ہے اور اپنی برکت، عصمت اور طہارت اس کے لیئے قرار دی ہے کیونکہ وُہ سب گناہوں سے پاک ہوں گے اور یہ دوسرا نور میری سب سے بہتر کنیز کا ہے جو میرے علوم کی وارث میرے پیغمبر احمدؐ کی دختر ہے اور یہ دو نور محمدؐ کے فرزندوں کے ہیں جو علم و کمال میں اُن کے جانشین ہوں گے اور یہ دُوسرے انوار جن کی روشنی اُن نوروں کو گھیرے ہوئے ہے اُن کے فرزند ہیں جو اُن کے علوم کے وارث ہونگے بیشک مَیں نے سب کو برگزیدہ کیا اور مطہر و معصوم بنایا ہے اور اپنی برکتیں اور رحمتِ کاملہ ان سب کے شاملِ حال قرار دیا ہے اور سب کو اپنے علم کے ساتھ بندوں کا پیشوا بنایا ہے اور شہروں کی روشنی کا سبب قرار دیا ہے تاکہ تمام عالم ان کی ہدایت کی روشنی سے منور ہو۔ حضرت آدمؑ نے پھر نظر کی تو اُن انوار کے آخر میں ایک نور دیکھا جو ستارۂ صبح کی طرح دنیا والوں پر چمک رہا تھا۔ پھر حق سُبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا کہ اس بندۂ سعادت مند کی برکت سے اپنے بندوں کی گردنوں سے سرکشوں کی غلامی کا طوق اُتاروں گا اور خلائق سے ظلم و ستم اور سختی اور تکلیفوں کو دُور کرونگا اور اُسی کے سبب سے زمین کو نور، رحمت اور عدالت سے بھر دُوں گا اُس کے بعد جبکہ وُہ ظلم و جور اور فساد سے بھر گئی ہوگی۔ تو حضرت آدمؑ نے کہا خداوندا بیشک بڑا اور بلند وُہ ہے جسے تُو بنائے اور صاحب شرف و منزلت وُہ ہے جسے تُو شرف و منزلت عطا فرمائے۔ خداوندا جس کو تُو بلند مرتبہ بنائے وہی اس شرف و منزلت کے قابل ہوتا ہے لہٰذا اے انعام کرنے والے خدا جس کی نعمتیں کبھی منقطع نہیں ہوتیں اور اے صاحب احسان جس کا بدلا احسان سے کوئی کر نہیں سکتا اور تیرے احسانات ختم نہیں ہوتے کس سبب سے یہ بندگان بلند مقام اس عالی مرتبہ سے تیری عطا و فضل اور بے انتہا رحمت کے ساتھ مشرف ہوئے ہیں اور پیغمبروںؑ میں سے جن کو تُو نے بلند عزت بنایا ہے اس کا سبب کیا ہے۔ خدائے عالمین نے فرمایا کہ مَیں ہی وُہ خدا ہوں جس کے سوا کوئی خدا نہیں اور بخشنے والا مہربان

ہوں اور بڑا اور جاننے والا اور نیک کردار ہوں اور جو کچھ خلق کے علم سے پوشیدہ ہے اور جو کچھ دلوں میں گزرتا ہے اور جو کچھ ظاہر ہوتا ہے سب کا جاننے والا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ کیا واقع ہوگا اور کیونکر ہوگا اور میں جانتا ہوں جو کچھ نہ ہوگا اگر کوئی امر واقع ہوگا تو کس طرح ہوگا۔ اے میرے بندے میں نے اپنے بندوں کے دلوں پر نظر کی اُن میں کسی کو نہ پایا جو میرے پیغمبروں سے زیادہ میری اطاعت کرنے والا اور خلائق کا خیر خواہ ہو اس سبب سے اپنے علوم اور اپنی رسالت اُن کو عطا کی اور اُن کے کاندھوں پر حجت و رسالت کا بار رکھا اور ان کو خلائق پر رسالت و وحی کے ساتھ برگزیدہ کیا۔ پھر پیغمبروں کے بعد اُن کے مراتب کے لحاظ سے ان کے مخصوص اوزاوصیا میں سے ایک گروہ کو مقرر کیا تاکہ جنکو اپنی حجت سپرد کروں اور اُن کو خلق کا پیشوا بناؤں اور اُن کے ذریعہ سے خلائق کی کمزوریوں کو درست کروں اور اُن کی برکت سے مخلوق کی کجی کو سیدھا کروں کیونکہ میں اُن سے اور اُن کے دلوں سے آگاہ ہوں اور میرا کرم اُن کے شاملِ حال ہے۔ پھر میں نے پیغمبروں پر نظر ڈالی اور اُن میں سے کسی کو اپنی اطاعت اور اپنی مخلوق کی خیر خواہی میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بڑھ کر نہیں پایا جو میرا برگزیدہ اور مخلوق میں سب سے بہتر ہے۔ تو میں نے اُس کو علم سے آراستہ کیا اور اپنے نام کے ساتھ اُس کا نام بلند کیا۔ پھر اس کے مخصوص لوگوں کے دلوں کو جو اس کے بعد ہوں گے اس کے دل کے موافق پایا تو ان کو محمدؐ سے ملحق کر دیا اور ان کو اپنی وحی اور کتاب کا وارث قرار دیا اور اپنے نور و حکمت کا مخزن بنایا اور اپنی ذات کی قسم کھائی کہ ہرگز اُس شخص کو معذب نہ کروں گا جو کل قیامت کے روز میرے پاس آئے اس حال میں کہ میری وحدانیت کا اقرار کیئے ہوگا اور اُن کی محبت میں سرشار رہا ہوگا۔

پھر ابو حارثہ نے کہا کہ اب شیثؑ کے صحیفۂ بزرگ کو دیکھو جو دست بدست حضرت ادریسؑ تک پہنچا ہے وہ کتاب قدیم سریانی خط میں تحریر تھی۔ وہ صحیفہ دیکھا گیا اور یہاں تک پہنچے کہ اصحاب جناب ادریسؑ ایک روز حضرت ادریسؑ کے پاس جمع ہوئے جبکہ آپ کوفہ میں اپنے عبادت خانہ میں تھے۔ حضرت ادریسؑ نے ان کو خبر دی کہ ایک روز تمہارے باپ آدمؑ کے بیٹے اور اُن کے لڑکے بالوں نے اختلاف کیا اور کہا کہ تمہارے نزدیک خلائق میں کون ہے جو خدا کے نزدیک سب سے زیادہ بلند مرتبہ ہے اور اُس کے نزدیک اُس کی قدر و منزلت بہت زیادہ ہے۔ اُن میں سے بعض نے کہا کہ وہ تمہارے باپ آدمؑ ہیں کیونکہ خداوند عالم نے ان کو اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور تمام فرشتوں سے اُن کی طرف سجدہ کرایا اور زمین کی خلافت ان کو عطا کی اور تمام خلائق کو ان کا محکوم بنایا۔ دوسرے لوگوں نے کہا فرشتے افضل ہیں کیونکہ انہوں نے کبھی خدا کی مخالفت نہیں کی۔ بعضوں نے کہا فرشتوں کے سردار جبرئیلؑ و میکائیلؑ و اسرافیلؑ افضل ہیں۔ بعضوں نے کہا کہ جبرئیلؑ افضل ہیں کیونکہ وہ خدا کے امین ہیں اس کی وحی پر۔ آخر سب حضرت آدمؑ کے پاس آئے اور اپنی اپنی دلیلیں اور اختلافات بیان کیئے۔ جناب آدمؑ نے فرمایا اے میرے فرزندو! میں تم کو خدا کے سب سے بلند و برگزیدہ بزرگ کو بتاتا ہوں۔ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ جب میرے بدن میں روح پھونکی گئی اور درست ہو کر بیٹھا میری آنکھوں میں عرشِ الٰہی چمکنے لگا۔ میں نے اُس پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ لکھا ہوا دیکھا اور یہ کہ فلاں برگزیدۂ خدا ہے اور فلاں امینِ خدا ہے اور چند نام لیے جو محمدؐ کے نام کے ساتھ متصل تھے۔ پھر حضرت آدمؑ نے فرمایا کہ میں نے آسمان پر جس جگہ نگاہ کی کوئی مقام پوست کے برابر

یا صفحہ کے برابر ایسا نہ تھا جس پر لا الٰہ الا اللہ نہ لکھا ہو اور جہاں جہاں لاالٰہ الا اللہ لکھا تھا۔ کتابت کے طور پر نہیں بلکہ مطابق خلقت محمدؐ رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ اور کوئی جگہ ایسی نہ تھی مگر اُس پر لکھا تھا کہ فلاں برگزیدۂ خدا ہے اور فلاں خدا کا خالص بندہ اور فلاں خدا کا امین ہے۔ اسی طرح چند نام بیان کیئے معین تعداد میں جو بارہ[۱۲] تھے۔ پھر آدم علیہ السلام نے فرمایا اے میرے لڑکو محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور وہ بارہ[۱۲] اشخاص جو اُن کے ساتھ تھے تمام خلائق سے خدا تعالٰی کے نزدیک بلند مرتبہ ہیں۔

راوی کہتا ہے اس کے بعد ابو حارثہ نے سید و عاقب سے کہا کہ آؤ حضرت ابراہیمؑ کی صلوات کو دیکھو جو خدا کی جانب سے فرشتے لائے تھے۔ اُن دونوں نے کہا کہ تم نے جامعہ سے جو کچھ ظاہر کر دیا اُسی قدر کافی ہے ابو حارثہ نے کہا نہیں بلکہ سب مضامین کو دیکھو تاکہ عذر قطع ہو جائے اور خلجان اور شک دلوں سے دور ہو جائے اور اس کے بعد تم کو کوئی شک نہ ہو۔ آخر مجبوراً اس کی بات مانی اور سب صندوق حضرت ابراہیمؑ کے پاس آئے اس میں لکھا تھا کہ خداوند کریم اپنے فضل سے جس کو چاہتا ہے اپنی مخلوق میں برگزیدہ کرتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کو خلعت کے ساتھ سرفراز فرمایا اور اپنی صلوات و برکات سے ان کو گزشتہ لوگوں کا قبلہ و پیشوا بنایا تھا اور امامت اور کتاب اُن کی ذریت میں قرار دی اور ہر ایک نے دوسرے سے یہ عہدہ میراث میں پایا اور خدا نے ان کو تابوتِ آدمؑ میراث میں دیا جو علم و حکمت پر مشتمل تھا جس کے سبب سے خدا نے اُن کو فرشتوں پر فضیلت عطا کی تو ابراہیمؑ نے تابوت پر نظر کی، اور اُس میں اُولوالعزم پیغمبروں کی اور اُن کے بعد اُن کے اوصیا کی تعداد کے موافق خانے دیکھے اور ہر ایک خانے کو دیکھتے ہوئے اُس خانے تک پہنچے جو آخری رسولؐ ہیں اور ان کی داہنی طرف علیؑ بن ابی طالبؑ کو دیکھا بلند صورت اور چمکتے ہوئے نور کے ساتھ وہ آنحضرتؐ کی کمر میں ہاتھ کا سہارا دیئے ہوئے تھے۔ اُس میں لکھا تھا کہ یہ آنحضرتؐ کی نظیر و مثل ہیں جو خدا کی نصرت سے تائید پائے ہوئے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا اے میرے بلند و برتر معبود یہ کون عظیم خلقت ہے۔ خداوند عالم نے وحی فرمائی کہ یہ میرا بندہ اور برگزیدہ ہے اور وہ فاتح ہے جو ابوابِ علم و حکمت خلائق پر کھولے گا یا یہ وحی فرمائی کہ وہ پیغمبرؐ تمام مخلوقات سے پہلے خلق ہوا ہے اور خاتم الانبیاؐ ہے۔ اور یہ دوسری صورت اُس کے وصی کی ہے جو اُس کے علوم کا وارث ہوگا۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا الٰہی فاتح خاتم کون ہے۔ خداوند عالم نے فرمایا کہ محمدؐ ہے جو میرا برگزیدہ ہے کہ تمام خلائق کے پیدا کرنے سے پہلے میں نے اس کی روح پیدا کی ہے وہ مخلوقات میں میری بلند و بزرگ حجت ہے۔ میں نے اُس کو اُس وقت پیغمبرؐ بنایا اور برگزیدہ کیا جبکہ آدمؑ کا جسم آب و گل میں تھا۔ میں اُس کو آخری زمانہ میں مبعوث کروں گا تاکہ میرے دین کو کامل کر دے میں اُس پر اپنی رسالت ختم کروں گا۔ اور وہ علیؑ ہے اُس کا بھائی اور اُس کا صدیق اکبر۔ ان کے درمیان میں نے بھائی چارہ قائم کیا ہے اور اُن دونوں کو برگزیدہ کیا ہے اور ان پر اپنی صلوات اور برکتیں بھیجی ہیں اور دونوں کو معصوم قرار دیا ہے اور دونوں کو نیکوں اور صالحوں کے ساتھ برگزیدہ کیا جو ان کی ذریت میں ہوں گے قبل اس کے کہ آسمان و زمین کو اور جو کچھ اُن میں ہے پیدا کروں۔ اور یہ برگزیدہ کرنا صرف اس لیئے تھا کہ میں اُن کے دلوں کی نیکی اور پاکیزگی جانتا تھا کیونکہ میں اپنے بندوں کے حالات کا جاننے والا ہوں۔ پھر جناب ابراہیمؑ نے بارہ صورتیں دیکھیں جنکے انوار چمک رہے تھے جو محمدؐ و علیؑ کے انوار کی شبیہ تھے۔ جب جناب ابراہیمؑ نے ان کے نور اور اُن کی صورتوں کی پاکیزگی مشاہدہ کی اور اُن کو محمدؐ و علیؑ کی صورتوں سے ملتا جلتا دیکھا

جو اُن کی بلندی اور جلالت کے مانند تھے تو خدا سے سوال کیا کہ خداوندا مجھے ان صورتوں اور اجسام کے ناموں سے آگاہ کر۔ اُس وقت خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ یہ نور میری کنیز کا ہے جو میرے پیغمبرؐ کی بیٹی فاطمہ معصومہ زہراؑ ہے جس کو مَیں نے اُس کے شوہر علیؑ کے ساتھ اپنے پیغمبرؐ کی ذریت کا وسیلہ قرار دیا ہے اور یہ دو نور حسنؑ و حسینؑ ہیں اور وُہ فلاں ہیں اور یہ فلاں ہیں یہاں تک کہ حضرت صاحب الامرؑ تک پہنچا۔ پھر فرمایا کہ یہ میرا نور ہے جس کے ذریعہ سے خلائق پر اپنی رحمت نازل کروں گا اور اپنے دین کو اُس کے توسّل سے ظاہر کروں گا اور اُسی سے بندگانِ خدا کی ہدایت کروں گا اس کے بعد جبکہ وُہ میری طرف سے فریاد رسی سے مایوس اور نااُمید ہو چکے ہوں گے اُس وقت حضرت ابراہیمؑ نے اُن پر صلوات بھیجی اور کہا رَبِّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ خداوندا محمدؐ و آلِ محمدؐ پر صلوات بھیج جس طرح ان کو برگزیدہ اور خالص قرار دیا ہے جیسا کہ حق ہے۔ تو خدا نے جناب ابراہیمؑ پر وحی کی کہ تم کو میری کرامت اور میرا افضل مبارک اور گوارا ہو بیشک میں نے تمہارے صلب سے محمدؐ اور اُن کے برگزیدہ لوگوں کو قرار دیا ہے اور ان لوگوں کو تمہارے فرزندوں میں سے اسمٰعیلؑ کی اولاد سے قرار دوں گا۔ لہٰذا اے ابراہیمؑ تم کو خوشخبری ہو کہ مَیں تم پر اپنی رحمتیں ان لوگوں پر اپنی رحمتوں کے ساتھ ملحق کروں گا اسی طرح تم پر اپنی برکتیں اور بخشش ان کی برکتوں اور بخششوں کے ساتھ مقرر کروں گا اور اپنی رحمت اور حجت جو میری مخلوقات پر اُس روز تک جبکہ اُن کی مدّت ختم ہو گی میں نے مقرر کیا ہے۔ میں زمین و آسمان کا مالک ہوں اور ہر شخص کا جو اُس میں ہو گا۔ وُہ سب مر جائیں گے پھر اپنی عدالت کے ساتھ اور اُن کو اپنے عدل اور رحمت سے سرفراز کرنے کے لیے مبعوث کروں گا۔

راوی کہتا ہے کہ جب اصحابِ رسولؐ نے سُنا جو کچھ کتاب جامعہ اور پہلے لوگوں کے صحیفوں میں آنحضرتؐ کی مدح و ثنا اور آپؐ کے اہلبیتؑ کے اوصاف جو آنحضرتؐ کے ساتھ مذکور تھے اور پیشِ خدا اُن کے مراتب مشاہدہ کیے تو اُن کا یقین و ایمان زیادہ ہوا اور مسرّت و خوشی سے نزدیک تھا کہ اُن کی رُوح پرواز کر جائے۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر اُس جماعت نے حضرت موسیٰؑ پر جو کچھ نازل ہوا تھا دیکھا کہ توریت کے سفرِ دوم میں لکھا تھا کہ خداوندِ عالم فرماتا ہے کہ مَیں لوگوں میں فرزندانِ اسمٰعیلؑ سے ایک پیغمبر مبعوث کروں گا اور اُس پر ایک کتاب نازل کروں گا اور تمام مخلوق کے لیے ایک مضبوط اور بہتر شریعت دُوں گا اور اُس کو اپنی حکمت عطا کروں گا اور اپنے فرشتوں اور لشکروں سے اس کی مدد کروں گا۔ اُس کی نسل اس کی مبارک بیٹیؑ سے قائم ہو گی کہ جس کو میں نے بابرکت قرار دیا ہے۔ اُس دخترؑ سے دو فرزندؑ پیدا ہوں گے جو مانند اسمٰعیلؑ و اسحٰقؑ دو شاخ عظیم ہوں گے اور ہر شاخ سے زیادہ سے زیادہ بڑھاؤں گا اور دین کی حفاظت کے لیے جو محمدؐ کے ذریعہ سے کامل کروں گا اُن سے بارہ امام قرار دوں گا اور محمدؐ کو اپنی رسالت و حکمت کے ساتھ مبعوث کروں گا۔ وُہ میرے تمام پیغمبروںؑ کے خاتمؑ ہوں گے انہی کی اُمّت پر قیامت قائم ہو گی۔

حارثہ نے کہا کہ اب صُبحِ حق طلوع ہو گئی اُس کے لیے جس کی دونوں آنکھیں روشن و بینا ہوں اور راہِ حق واضح ہو گئی اس کے لیے جو دینِ حق اپنے لیے پسند کرتا ہے اے سید و عاقب کیا تمہارے دلوں میں اب بھی کوئی شک کی بیماری باقی ہے جس سے شفا حاصل کرنا چاہتے ہو لیکن ان دونوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ تو ابو حارثہ

نے کہا کہ آخری دلیل سے عبرت حاصل کرو جو تمہارے آقا اور پیشوا حضرت عیسٰیؑ کے قول سے ہے۔ یہ سُنکر قوم انجیلوں کو دیکھنے کے لیے جمع ہوئی جو حضرت عیسٰیؑ لاتے تھے۔ اور مصباح چہارم میں وحی مشاہدہ کی جو حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوئی تھی کہ اے عیسٰیؑ بے شوہر پاکیزہ کردار خاتون کے بیٹے میری بات سنو اور میرے احکام کی تعمیل میں کوشش کرو۔ بیشک میں نے تم کو اپنی مخلوق کے لیے بغیر باپ کے پیدا کیا لہٰذا میری عبادت کرو اور مجھ پر توکل کرو اور اپنی پُوری قوّت سے میری کتاب پر عمل کرو اور اہلِ سوریا کے لیے اس کی تفسیر کرو اور ان کو آگاہ کر دو کہ میں ہوں خدا کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ مَیں زندہ اور قائم ہوں اور سب کی زندگی میرے سبب سے ہے۔ مجھ میں تغیّر و زوال نہیں ہے۔ لہٰذا مجھ پر ایمان لاؤ اور میرے رسُول پر بھی جس کو میں اسکے بعد بھیجوں گا وُہ پیغمبرؐ جو آخری زمانہ میں آئے گا اور عالمین کے لیے رحمت ہو گا اور رحمت کے ساتھ مبعوث ہو گا اور جہاد کرے گا اور بندوں کو تلوار کے زور سے راہِ حق پر لائے گا۔ وہی اوّل ہے اور وُہی آخر بھی۔ یعنی خلقت اور نُور میں سب سے پہلے اور خلائق پر مبعوث ہونے میں سب سے آخر، جو تمام پیغمبروں کے بعد آئے گا اور حشر اُسی کے زمانہ میں ہو گا لہٰذا فرزندانِ یعقوبؑ کو اُس پیغمبرؐ کے آنے کی خوشخبری دے دو۔ عیسٰیؑ نے کہا کہ اے زمانوں کے مالک اور پوشیدہ باتوں کے جاننے والے وُہ بندۂ صالح کون ہے جس کی محبّت میرے دل میں پیدا ہو گئی قبل اس کے کہ میری آنکھ اس کو دیکھے۔ خطاب پہنچا کہ وُہ میرا برگزیدہ رسُولؐ ہے جو جہاد کرے گا۔ اُس کا قول و فعل باہم موافق ہو گا اور اُس کا ظاہر و باطن یکساں ہو گا۔ اُس کی طرف نُورِ تازہ یعنی قرآن بھیجوں گا جس کے ذریعہ سے نابینا لوگوں کی آنکھوں کو روشن کروں گا اور بہرے کانوں کو سُننے والا بناؤں گا۔ اور نادان دلوں کو عقل سے بھر دوں گا۔ اور اُس میں مَیں نے چشمہ ہائے علوم اور فہم و حکمت اور دلوں کی مسرّت بھر دیئے۔ خوشا حال اُس کا اور اُس کی اُمّت کا۔ جناب عیسٰیؑ نے کہا خداوندا اُس کا کیا نام ہے اور اُس کی اُمّت کی علامت کیا ہے اور اُس کی اُمّت کی سلطنت کب تک ہو گی، کیا اس کی ذریت ہو گی؟ خطاب پہنچا کہ اے عیسیٰؑ اُس کا نام احمدؐ ہو گا وُہ ذریتِ ابراہیمؑ میں انتخاب کیا ہوا ہو گا اور اسمٰعیلؑ کی اولاد میں برگزیدہ ہو گا۔ اُس کا چہرہ چاند کے مانند روشن اور اس کی پیشانی منوّر ہو گی۔ اُونٹ پر سوار ہو گا اُس کی آنکھیں نیند میں مشغول ہوں گی مگر اُس کا دل بیدار رہے گا۔ اُس کو اَن پڑھ اُمّت میں مبعوث کروں گا ایسے لوگوں میں جو علوم سے بے بہرہ ہوں گے۔ اُس کی حکومت قیامِ قیامت تک ہو گی۔ اُس کی ولادت اُس کے جد اسمٰعیلؑ کے شہر (مکہ) میں ہو گی۔ اس کی بیویاں بہت ہوں گی مگر اولاد کم ہو گی۔ اس کی نسل اس کی پاکیزہ، بابرکت معصومہ دخترؑ سے چلے گی اس دختر سے دو بزرگ فرزند ہوں گے جو شہید ہوں گے اُس کی نسل اُسی سے ہو گی لہٰذا طوبیٰ انہی دو لڑکوں اور اُن کے دوستداروں کے لیے اور اُن لوگوں کے لیے ہے جو اُن کے زمانہ میں ہوں گے اور اُن کی مدد کریں گے۔ حضرت عیسٰیؑ نے پُوچھا پروردگارا طوبیٰ کیا ہے؟ خطاب آیا کہ وُہ بہشت میں ایک درخت ہے جس کی شاخیں اور تنہ سونے کا ہے اور اُس کی پتیاں بہترین لباس کے مانند ہیں اور اُس کے پھل باکرہ لڑکیوں کے پستانوں کی طرح ہیں شہد سے زیادہ شیریں اور مسکہ سے زیادہ نرم اور اُس کا پانی تسنیم کے چشمہ کا ہے۔ اگر جنگلی کوّا اُس پر پرواز کرے جبکہ بچّہ ہو اور اُڑتے اُڑتے بُوڑھا ہو جائے تب بھی اُس درخت کی بلندی کے سبب اس کے سر پر نہ پہنچ سکے۔ اور بہشت میں کوئی مکان نہیں جس میں اُس درخت کی شاخوں میں سے کسی شاخ کا سایہ نہ پہنچا ہو۔

غرض جب سب لوگوں نے حضرت رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اوصاف جو خدا نے جناب عیسیٰؑ سے بیان فرمائے تھے اور آپؐ کی تعریفیں اور آپؐ کی اُمّت کی بادشاہی کا تذکرہ اور آپؐ کے اہلبیتؑ وذریت کے حالات پڑھے سید و عاقب پشیمان و شرمندہ ہوئے اور بحث ختم ہوئی۔ راوی کہتا ہے کہ چونکہ مناظرہ میں حارثہ سید و عاقب پر کتاب جامعہ اور پیغمبروں کے صحیفوں کے سبب سے غالب آیا جو ان دونوں نے اُس میں دیکھا اور اُن کتابوں میں تحریف کی کوشش جو دل میں رکھتے تھے پوری نہ ہوئی اور ممکن نہ ہو سکا کہ کوئی تاویل کریں اور عوام کو فریب دیں لہٰذا بحث و مباحثہ سے باز آئے اور سمجھے کہ راہِ حق سے منحرف ہو گئے اور اپنی تدبیر و فریب میں غلطی کی تو دونوں اپنے اپنے گرجے میں نہایت افسوس اور پشیمانی کے ساتھ چلے گئے تاکہ اپنے لیئے کوئی تدبیر سوچیں مگر نصارائے نجران سب کے سب اُن کے پاس گئے اور کہا تمہاری رائے اب کیا قرار پائی اور دین کون سا صحیح سمجھا؟ ان دونوں نے کہا کہ ہم اپنے دین سے نہیں پھریں گے اور تم بھی اپنے دین پر قائم رہو جبتک کہ دین محمدؐ کی حقیقت ظاہر ہو اب ہم پیغمبر قریش کے پاس جاتے ہیں دیکھیں گے کہ کیا لائے ہیں اور ہم کو کس امر کی طرف بلاتے ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ جب سید و عاقب نے ارادہ کیا کہ آنحضرتؐ کی خدمت میں مدینہ منورہ جائیں اُن کے ساتھ نجران کے چودہ سو سربر آوردہ شخص اور ستر اشخاص سرداراُن میں سے بنی حارث بن کعب کے روانہ ہوئے۔ راوی کہتا ہے کہ قیس بن حصین اور یزید بن عبدیدان جو حضرموت کے علماء میں سے تھے نجران آئے اور اُن کے ساتھ چلے۔ غرض وُہ سب لوگ اُونٹوں پر سوار ہوتے اور اپنے گھوڑوں کو خالی لے کر مدینۂ مشرفہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ چونکہ اصحابِ آنحضرتؐ کی خبر معلوم ہونے میں جو نجران گئے تھے دیر ہوئی تو حضرت رسالت پناہ نے خالد بن ولید کو ایک لشکر کے ساتھ ان کی طرف بھیجا تاکہ وُہ معلوم کرے کہ وُہ کس کام میں مشغول ہیں۔ راستہ میں اُن لوگوں سے ملاقات ہوئی۔ نصاریٰ نے کہا ہم تحقیق مذہب کے لیئے حضرت رسُولِ خدا کی خدمت میں آئے ہیں جب وُہ لوگ مدینہ کے قریب پہنچے سید و عاقب نے چاہا کہ اپنی زینت و شوکت مع اپنی جماعت کے مسلمانوں کی نظر میں ظاہر کریں لہٰذا اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ اپنی سواریوں سے اُترو اور سفر کے لباس اُتارو نہاؤ دھوؤ پھر چلو۔ وُہ لوگ وہیں ٹھہرے اور نہایت قیمتی لباس یمنی ریشم کے زیبِ جسم کیئے اور مشک سے اپنے کو معطّر کیا اور اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے نیزوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور نہایت ترتیب و ضابطہ کے ساتھ روانہ ہوتے۔ وُہ لوگ اہل مدینہ سے نہایت خوبصورت اور موٹے تازے تھے۔ جب مدینہ والوں نے اُن کو دیکھا تو آپس میں کہنے لگے کہ ہم نے کبھی ان سے زیادہ بہتر لوگوں کو نہیں دیکھا تھا غرض وُہ لوگ آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ جب اُن کی عبادت کا وقت آیا وُہ مشرق کی جانب رُخ کرکے نماز میں مشغول ہوئے۔ اصحابِ آنحضرتؐ نے چاہا کہ ان کو منع کریں حضرتؐ نے روکا اور فرمایا کہ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ تین روز تک وُہ لوگ اسی طرح قیام پذیر رہے اور حضرتؐ نے ان کو دعوتِ اسلام نہ دی اور انہوں نے بھی آنحضرتؐ سے کچھ نہ پُوچھا۔ حضرتؐ نے ان کو تین روز تک مہلت دی تاکہ وُہ حضرتؐ کے طور و طریقے اور اوصاف و سیرت جو کتابوں میں دیکھے تھے مشاہدہ کریں۔ تین روز کے بعد حضرتؐ نے ان کو اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے کہا اس پیغمبرؐ کے وُہ تمام اوصاف جو حضرت عیسیٰؑ کے بعد ہوگا ہم نے خدا کی کتابوں میں دیکھے ہیں وُہ سب ہم کو آپ کی ذات میں نظر آتے ہیں سوائے ایک صفت کے جو سب سے اہم

صفت ہے اور اُس کی دلالت اُس کے حق ہونے پر سب سے زیادہ ہے وُہ آپ میں ہم نہیں پاتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا وُہ کون سی صفت ہے انہوں نے کہا کہ ہم نے انجیل میں دیکھا ہے کہ وُہ پیغمبر جو مسیحؑ کے بعد آئے گا ان کی تصدیق کرے گا اور ان کی پیغمبری کا اعتقاد رکھے گا مگر آپ ان کو دروغ گو سمجھتے ہیں اور گمان رکھتے ہیں کہ وُہ بندہ ہے۔ راوی کہتا ہے کہ اُن کا جھگڑا اور اُن کی تکرار حضورؐ کے ساتھ جناب عیسیٰؑ کے سوا اور کسی امر میں نہ تھی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ایسا نہیں ہے جیسا تم کہتے ہو بلکہ میں تو حضرت عیسیٰؑ کی نبوّت کی تصدیق کرتا ہوں اور اُن پر اعتقاد رکھتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ وُہ خدا کی جانب سے پیغمبرؑ مبعوث ہیں اور خداوند عالمین کے بندہ ہیں وُہ اپنے نفع و نقصان اور اپنی موت و حیات پر قادر نہیں ہیں اور نہ اپنی وفات کے بعد مبعوث ہونے کا ان کو خود اختیار ہے۔ بلکہ یہ تمام اُمور خدا کے اختیار میں ہیں۔ انہوں نے کہا کیا بندے وُہ تمام باتیں کر سکتے ہیں جو انہوں نے کیا یا کسی پیغمبر نے وُہ باتیں ظاہر کیں جو انہوں نے اپنی قدرت کاملہ سے ظاہر کیں۔ کیا وُہ مُردوں کو زندہ نہیں کرتے تھے اور مبروص کو شفا نہیں بخشتے تھے اور لوگوں کے دلوں میں جو ہوتا اور جو لوگ جو کچھ اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے تھے کیا اس کی اطلاع نہیں دیتے تھے کیا ان باتوں کی طاقت سوائے حق تعالیٰ کے یا اُس کے بیٹے کے کسی اور میں ہے۔ اور بہت سی ایسی بیہودہ اور غلو کی باتیں حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں بیان کیں جن سے خداوند عالم منزّہ و پاک ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جو کچھ تم نے کہا کہ میرے بھائی عیسیٰؑ مُردہ کو زندہ کرتے تھے اور اندھے اور مبروص کو شفا دیتے تھے اور اپنی قوم کو خبر دیتے تھے جو کچھ ان کے دلوں میں ہوتا تھا یا اپنے گھروں میں جمع کرتے تھے سب صحیح اور درست ہے لیکن یہ تمام اُمور حکم خدا سے انجام دیتے تھے۔ اور وُہ خدا کے بندہ ہیں اور اُن کو خدا کی بندگی سے عار نہیں تھا۔ وُہ اس کے بندہ ہونے سے سرکشی نہیں کرتے تھے عیسیٰؑ کے گوشت و خون و رگ و پٹھے تھے۔ وُہ کھانا کھاتے تھے پانی پیتے تھے، پاخانے جاتے تھے اور یہ تمام صفات مخلوق کے ہیں اور ان کا پروردگار واحد و یکتا ہے۔ اور حق یہ ہے کہ اُس کے مانند کوئی شے نہیں اُس کا مثل نہیں۔ انہوں نے کہا ہم کو کسی ایسے شخص کو بتایئے جو بے باپ کے پیدا ہوا ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا حضرت آدمؑ کی خلقت حضرت عیسیٰؑ سے زیادہ عجیب ہے کہ وُہ بے باپ ماں کے پیدا ہوئے۔ اور خدا کے نزدیک کسی کی خلقت کسی کی خلقت سے آسان یا دشوار تر نہیں ہے۔ یا اُس کی قدرت اس درجہ اور مرتبہ پر ہے کہ جو کچھ چاہے ایجاد کرے۔ وُہ کہہ دیتا ہے کہ ہو جا تو وُہ موجود ہو جاتا ہے۔ پھر حضرتؐ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی:- اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ۭ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (سورۃ آل عمران آیت ۵۹ پ ۳) یعنی عیسیٰؑ کی مثال خدا کے نزدیک آدمؑ کی سی ہے کہ خدا نے اُن کو خاک سے پیدا کیا اور اُس سے کہا کہ ہو جا تو وُہ ہو گئے۔" اُنہوں نے کہا عیسیٰؑ کے بارے میں ہمارا جو اعتقاد ہے ہم اُسی پر قائم ہیں اُس سے پلٹ نہیں سکتے اور آپ کی باتوں کو عیسیٰؑ کے بارے میں نہیں مانتے۔ آیئے ہم اور آپ مباہلہ کریں۔ اور آپ میں سے جو حق پر ہو اس پر جو جھوٹا ہو لعنتِ الٰہی میں گرفتار ہو۔ کیونکہ مباہلہ اور لعنت کہ تا جلد تر عذاب الٰہی کا سبب ہوتا ہے اور حق بہت جلد ظاہر ہوتا ہے۔ اُسی وقت آیہ مباہلہ نازل ہوا جس کا مضمون یہ ہے کہ اگر اے محمدؐ تمہارے پاس حق آنے کے بعد لوگ تم سے جھگڑا اور تکرار کریں تو اُن سے کہہ دو کہ ہم اپنے لڑکوں کو بلائیں اور تم اپنے لڑکوں کو ہم اپنی عورتوں کو لائیں تم اپنی عورتوں کو لاؤ۔ اور ہم ان کو لائیں جو ہماری جان کے مثل ہے اور تم اُن کو لاؤ جو تمہاری جان کے مانند ہوں پھر

ہم سب مل کر جھوٹوں پر جو ہم میں اور تم میں سے ہو لعنت کریں۔ تو جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو یہ آیت سُنائی اور فرمایا کہ حق تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ مباہلہ کے بارے میں تمہاری خواہش قبول کروں۔ اگر تم اسی پر آمادہ ہو تو اپنے کہنے پر عمل کرو۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے اور آپ کے درمیان یہ ایک علامت ہے کل ہم اور آپ جمع ہوں گے اور ہم آپ کے ساتھ مباہلہ کریں گے۔ غرض سید و عاقب اور اُن کے ہمراہی اُٹھے اور جب دُور چلے گئے وُہ مدینہ کے باہر ایک پہاڑی پر ٹھہرے تھے۔ اُن میں سے بعض نے بعض شخص سے کہا کہ محمدؐ نے وُہ بات طے کی ہے جس سے تمہارا اور اُن کا معاملہ ظاہر ہو جائے گا۔ دیکھنا یہ ہے کہ کن لوگوں کو وُہ لے کر مباہلہ کرتے ہیں۔ آیا اپنے تمام اصحاب کو لاتے ہیں یا اپنے خاص اصحاب کو یا فقیروں کو جو خشوع والے اور دین کے برگزیدہ ہیں۔ کیونکہ یہ جماعت ہمیشہ تھوڑی ہوتی ہے۔ تو اگر کثرت کے ساتھ یا اہلِ دُنیا یا دُنیا کے سرآوردہ لوگوں کے ساتھ آئیں تو شان و شوکت دکھانا مقصود ہوگا جیسے بادشاہ کیا کرتے ہیں تو سمجھ لو کہ تم غالب ہو گے اور صالح اور خدا سے ڈرنے والوں کی مختصر جماعت کو لائیں جو پیغمبروںؑ اور خدا کے برگزیدہ لوگوں کا طریقہ ہے تو پھر اُن سے ہرگز مباہلہ نہ کرنا کیونکہ یہ تمہارے اور اُن کے درمیان ایک علامت ہے۔ لہٰذا دیکھو کہ وُہ کیا کرتے ہیں بے شک انہوں نے اپنا عذر تمام کر دیا ہے کہ ان کو خوف ہے۔ پھر آنحضرتؐ کے حکم سے دو درختوں کے درمیان راستہ درُست کیا گیا۔

جب دُوسرا روز آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سیاہ ہلکی عبا لائے اور اُسے دونوں درختوں پر ڈال دیا۔ عاقب و سید نے دیکھا کہ آنحضرتؐ تشریف لائے ہیں تو وُہ بھی اپنے ساتھ دو لڑکوں کو جن میں ایک المحسن اور دُوسرا عبد المنعم تھے اور اپنی عورتوں میں دو عورتوں سارہؑ و مریمؑ کو ساتھ لائے۔ اور نصارائے نجران اور سواران بنی حارث بن کعب بھی بہترین لباس پہنے ہوئے باہر نکلے۔ مدینہ کے رہنے والے مہاجر و انصار اور علما بھی علَم و نشان کے ساتھ زینت کیئے ہوئے آراستہ و پیراستہ آئے تاکہ دیکھیں کیا انجام ہوتا ہے۔ حضرتؐ پہلے اپنے حجرہ میں تشریف فرما تھے یہانتک کہ کچھ دن چڑھا۔ پھر اس شان سے کہ علیؑ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور امام حسنؑ و امام حسینؑ کو اپنے آگے اور جناب فاطمہ زہرؑا کو اپنے پیچھے لیئے ہوئے روانہ ہو کر اُنہی دونوں درختوں کے نیچے آئے اور اُسی شان سے اُس چادر کے نیچے کھڑے ہو گئے۔ اور سید و عاقب کے پاس ایک شخص کو بھیجا کہ مباہلہ کے لیئے آئیں جس کے لیئے مجھے بلاتے تھے۔ وُہ لوگ آئے اور کہا کہ کن لوگوں کے ساتھ آپ ہم سے مباہلہ کرتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ بہترین اہلِ زمین اور خدا کے نزدیک سب سے بلند عزت والی اس جماعت کے ساتھ اور حضرات اہلبیتؑ علیؑ و فاطمہ اور حسن و حسین علیہم السلام کی جانب اشارہ فرمایا۔ سید و عاقب نے کہا ان بزرگوں اور سرآوردہ لوگوں کو جو آپ پر ایمان لائے ہیں آپ نہیں لائے۔ آپ کے ساتھ یہی ایک جوان اور ایک خاتون اور دو بچے ہیں۔ کیا انہی کے ساتھ ہم سے مباہلہ کریں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں اب میں تم کو مطلع کرتا ہوں کہ میں خداوندِ عالم کی جانب سے مامور ہوا ہوں کہ اسی جماعت کے ساتھ تم سے مباہلہ کروں اُسی خدا کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ یہ سُنتے ہی ان کے چہرے زرد ہو گئے اور اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آئے۔ ان لوگوں نے پوچھا کیا واقع ہوا۔ انہوں نے خود داری برتی اور کہا ابھی بیان کریں گے۔ اُن میں سے ایک جوان نے کہا جو اُن کے اچھے

عالموں میں سے تھا کہ تم برباد ہو ہرگز ان سے مباہلہ نہ کرنا۔ ان اوصافِ محمدؐ کو خاطر میں لاؤ جو کتاب جامعہ میں تم نے دیکھا ہے خدا کی قسم جیسا کہ تم جانتے ہو کہ وُہ صادق ہیں، ابھی واپس نہ ہوتے ہو گے کہ تمہارے ساتھی بندر اور سُور کی شکلوں میں مسخ ہو جائیں گے۔ خدا سے ڈرو۔ چونکہ انہوں نے سمجھا کہ وُہ شخص خیر خواہی کر رہا ہے تو خاموش ہو گئے۔ راوی کہتا ہے کہ منذر بن علقمہ جو عالم بزرگ ابوحارثہ کا بھائی تھا اور خود بھی اُن کے عالموں اور صاحبانِ عقل و حکمت میں سے تھا اور اہل نجران اُس پر بھی کمال اعتقاد رکھتے تھے جس وقت کہ اہل نجران کے درمیان نجران میں بحث و مباحثہ ہو رہا تھا وُہ موجود نہ تھا وُہ اُس وقت اُن کے پاس پہنچا جبکہ وُہ لوگ جمع ہو کر مباہلہ کے لیئے رسُولؐ اللہ کے پاس جانا چاہتے تھے۔ وُہ بھی اُن لوگوں کے ساتھ نکلا۔ چونکہ اس نے ان کی رائے میں اختلاف دیکھا سید و عاقب کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ہمراہیوں سے کہا تھوڑی دیر ٹھہرو کہ میں ان بزرگوں سے علیحدہ تنہائی میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ یہ کہہ کر ان دونوں کو الگ دُور لے گیا اور کہا ناصح اپنے ماننے والوں سے جھُوٹ نہیں بولتا۔ میں تم دونوں کا دوست اور ہمدرد ہوں لہٰذا اگر اپنی عافیت چاہتے ہو تو غور کرو نجات پاؤ گے ورنہ ہلاک ہو گے اور ایک دُنیا کو ہلاک کر دو گے۔ وُہ بولے ہم تم کو اپنا خیر خواہ سمجھتے ہیں اور تمہاری طرف سے مطمئن ہیں۔ کہو جو کچھ جانتے ہو۔ اُس نے کہا کیا نہیں جانتے ہو کہ جس قوم نے اپنے پیغمبر سے مباہلہ کیا پلک جھپکتے ہی برباد اور نابود ہو گئی۔ اور تم اور وُہ جو کتابِ الٰہی سے کچھ بھی ربط رکھتا ہے سب جانتے ہو کہ محمدؐ ابو القاسم وہی پیغمبرؐ ہیں جن کی خوشخبری سارے پیغمبروں نے دی ہے اور ان کے اور اُن کے اہلبیتؑ کے اوصاف ہمارے پیشواؤں نے بیان کر دیئے ہیں۔ دُوسری بات جس سے میں تم کو ڈرانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ آنکھیں کھول کر دیکھو جو آثار ظاہر ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا وُہ کیا ہیں؟ منذر نے کہا آفتاب کو دیکھو کہ کس طرح متغیر ہو رہا ہے اور درختوں کو دیکھو کہ سب کے سر جھکے ہوئے ہیں اور طیور نے اپنے اپنے سر زمین پر رکھ دیئے ہیں اور اپنے پروں کو کھول دیتے ہیں اور عذابِ الٰہی کے خوف سے ان کے پیٹ کے اندر کی چیزیں پگھل گئی ہیں۔ نیز پہاڑوں کے لرزنے اور تڑپنے کو دیکھو اور دھوئاں جو تمام فضا پر چھایا ہوا ہے اور سیاہ بادلوں کو دیکھو باوجودیکہ گرمی کا موسم ہے اور ابر کا وقت نہیں ہے اور اب دیکھو محمدؐ اور ان کے اہلبیتؑ کو کہ کس طرح دُعا کے لیئے ہاتھ اُٹھاتے منتظر ہیں کہ تم بددُعا کرنا منظور کرو لہٰذا سمجھ لو کہ اگر ایک کلمۂ لعنت ان کی زبان سے نکلا تو ہم سب ہلاک و برباد ہو جائیں گے اور اپنے مکان اور اہل و عیال کی طرف واپس نہ جا سکیں گے۔ جب سید و عاقب نے نگاہ اُٹھائی عذاب کے آثار مشاہدہ کیئے اور یقین کر لیا کہ آنحضرتؐ حق پر ہیں تو اُن کے پیر کانپنے لگے اور نزدیک تھا کہ اُن کی عقلیں زائل ہو جائیں اور سمجھ گئے کہ اگر مباہلہ کریں گے تو بے شبہ ان پر عذاب نازل ہو جائے گا۔ جب منذر بن علقمہ نے دیکھا کہ وُہ خوفزدہ ہو گئے تو کہا اگر تم لوگ مسلمان ہو جاؤ تو دُنیا و آخرت میں سرخرو ہو گئے اور اگر صرف دُنیا چاہتے ہو اور اُس شان و شوکت اور اقتدار سے جو قوم میں تم کو حاصل ہے دست بردار نہیں ہو سکتے تو مجھے اس سے واسطہ نہیں لیکن تم نے یہ اچھا نہیں کیا کہ محمدؐ سے مباہلہ پر تیار ہو گئے اور مباہلہ کو اپنے اور اُن کے درمیان علامت حق قرار دیا اور اپنے آپ اپنے شہر سے باہر نکل آئے یہ تمہاری عقلوں کی خرابی کے سبب سے ہوا۔ محمدؐ نے تمہارا چیلنج قبول کر لیا اور انبیاؑ جب کسی بات کا ارادہ کر لیتے ہیں جب تک اس کو پُورا نہیں کر لیتے اُس سے باز نہیں آتے لہٰذا

اگر چاہتے ہو کہ اس مباہلہ سے چھٹکارا پاؤ اور اپنے تئیں عذاب الٰہی سے بچاؤ تو بہت جلد محمدؐ سے صلح کر لو، اور اُن کو راضی کر لو ہرگز دیر نہ کرو تاکہ تمہارا معاملہ قوم یونسؑ کے معاملہ کی طرح بخیر انجام پذیر ہو جیسا کہ ان لوگوں نے جب عذاب الٰہی کو دیکھا تو توبہ کی۔ سید و عاقب نے کہا کہ اب تو تم ہی محمدؐ کے پاس جاؤ اور جو کچھ چاہو طے کر لو ہم کو منظور ہے۔ لیکن اُن کے بھائی علیؑ کا واسطہ قرار دو اور اُن سے التماس کرو کہ اس عہد و پیمان کو درست کر دیں کیونکہ محمدؐ اُن کی بات بہت مانتے ہیں اور اُن کے کہنے کو نہیں ٹالتے۔ پھر جلد ہی واپس آجانا تاکہ ہمارے دلوں کو قرار آئے اور اطمینان ہو۔

غرض منذر جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں روانہ ہوتے اور حاضر ہو کر کہا السلام علیک یا رسُولؐ اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خداوند عالمین کے سوا کوئی خدا نہیں ہے اور آپؐ اور جناب عیسیٰؑ دونوں اُسکے بندہ اور رسُولؐ ہیں اور مسلمان ہو گئے۔ پھر سید و عاقب کا پیغام پہنچایا تو آنحضرتؐ نے حضرت امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالب کو صلح کے لیئے اُن کے پاس بھیجا۔ امیرالمومنینؑ نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں اُن سے کس عنوان پر صلح کروں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے ابوالحسنؑ جو تمہارے نزدیک بہتر و مناسب ہو اُس پر صلح کر لو کیونکہ تمہارا قول و فعل میرا قول و فعل ہے۔ تو حضرت امیرالمومنینؑ نے اس پر صلح کی کہ دو ہزار نفیس لباس اور ہزار مثقال ہر سال نصف ماہ محرم میں اور بقیہ نصف ماہ رجب میں دیا کریں۔ پھر آنحضرتؐ کی خدمت میں امیرالمومنینؑ ان دونوں (سید و عاقب) کو لاتے اور شرائط صلح سے حضورؐ کو آگاہ اور اُن دونوں نے اپنی ذلت و خواری کا اقرار کیا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ قبول و منظور کیا لیکن اگر میرے اور ان لوگوں کے ساتھ جو زیر عبا ہیں تم لوگ مباہلہ کرتے تو یقیناً حق سُبحانہٗ و تعالیٰ اس وادی کو تمہارے لیئے آگ سے بھر دیتا اور آنکھ جھپکنے سے پہلے وہ آگ اُن لوگوں تک پہنچ جاتی جن کو تم اپنے اہل و عیال اور قوم میں سے اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہو اور سب کو وہ آگ جلا کر خاک کر دیتی۔

جب آنحضرتؐ اپنے اہلبیتؑ کے ساتھ وہاں سے اپنی مسجد میں واپس آئے جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا حق سُبحانہٗ و تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ میرے بندے موسیٰؑ و ہارونؑ اور ہارونؑ کے دونوں فرزندوں نے اپنے دشمن قارون سے مباہلہ کیا تو خدا نے قارون کو اُس کے اہل و مال کے ساتھ زمین میں دھنسا دیا مع اُن لوگوں کے جو اُس کی اعانت کرتے تھے۔ اے احمدؐ اپنی عظمت و جلالت کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر تم اور تمہارے اہلبیتؑ تمام اہل زمین کے ساتھ مباہلہ کرتے تو بیشک آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے، پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جاتے اور زمین دھنس جاتی اور باقی نہیں رہتی لیکن میری مشیت اس کے خلاف تھی۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ سجدہ شکر میں جُھک گئے، اور اپنا مُنہ زمین پر رکھا۔ پھر ہاتھوں کو بلند کیا کہ سفیدی زیر بغل ظاہر ہو گئی اور کہا شُکراً لِلْمُنْعِمِ شُکراً لِلْمُنْعِمِ تین بار۔ لوگوں نے آنحضرتؐ سے سجدہ اور خوشی کا سبب دریافت کیا جو حضرتؐ کے چہرہ اقدس و انور سے ظاہر تھی۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے خدائے عالمین کا شکر ادا کیا اس نعمت کے سبب سے جو اُس نے میرے اہلبیتؑ کے بارے میں ظاہر فرمایا۔ پھر جو کچھ جبریلؑ نے پیغام پہنچایا تھا لوگوں سے بیان فرمایا۔[1]

[1] یہ مضمون صفحہ ۷۸۵ پر دیکھئے

اڑتالیسواں باب ۴۸

حجۃُ الوداع تک کے تمام واقعات کا بیان

فصل اوّل۔ غزوۂ عمرو بن معدی کرب کا ذکر:۔

شیخ مفید و شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ تبوک سے مدینہ واپس آئے عمرو بن معدی کرب حضرتؐ کی خدمت میں آیا۔ حضرتؐ نے اُس سے کہا کہ تو مسلمان ہو جا تاکہ خدا تجھ کو

(حاشیہ گذشتہ صفحہ ۷۸۴ کا) [1] مؤلف فرماتے ہیں کہ مباہلہ کا یہ قصہ متواترات سے ہے اور خاصہ و عامہ نے اس کی اصلیت اور اُس کے اکثر خصوصیات میں کوئی اختلاف نہیں کیا ہے جو جناب رسُولِ خدا کی حقیت اور علیؑ مرتضےٰ کی امامت اور آلِ عبا علیہم السلام کی مکمل فضیلت پر دلالت کرتا ہے۔ **اوّل** یہ کہ اگر آنحضرتؐ کو اپنے برحق ہونے پر کامل یقین نہ ہوتا تو اس جرأت کے ساتھ مباہلہ کے لیے تیار نہ ہوتے اور اپنے سب سے پیارے عزیزوں کو اُس گروہ کی سریع التاثیر دُعا کی شمشیر کی دھار پر نہ رکھتے جو اپنی حقیت پر گمان یا احتمال رکھتا تھا کہ وُہی حق پر ہے **دوم** یہ کہ خبر دے دی تھی کہ اگر مجھ سے مباہلہ کرو گے تو حق تعالیٰ تم پر عذاب نازل کرے گا اور مباہلہ کے حق ثابت کرنے میں اس قدر آمادگی ظاہر نہ کرتے اگر اپنے قول کی صداقت پر حضرتؐ کو یقین نہ ہوتا اور یہ مستعدی اور کوشش اپنے کذب کے اظہار میں ہوتی۔ اور کوئی عاقل ایسا کام نہیں کرتا حالانکہ اس پر اتفاق ہے کہ آنحضرتؐ تمام عاقلوں سے زیادہ عقل والے تھے۔ **سوّم** یہ کہ نصارٰی نے مباہلہ سے گریز کیا۔ اگر آنحضرتؐ کے صادق ہونے کا اُن کو یقین نہ ہوتا تو اُن کو چاہیئے تھا کہ آنحضرتؐ اور اُن کے اہلبیتؑ کے چند افراد کی بددُعا کی پروا نہ کرتے اور اپنی قوم میں اپنے وقار کو قائم رکھنے کی کوشش کرتے جیسا کہ اُس کے لیئے خونریز جنگ کیا کرتے تھے اور اپنی عورتوں، بچوں اور اموال کے قتل و غارت ہو جانے پر تیار ہو جاتے تھے۔ چاہیئے تھا کہ ذلت و خواری کے ساتھ جزیہ دینا اختیار نہ کرتے۔ **چوتھے** یہ کہ اس بارے میں تمام خبروں میں مذکور ہے کہ وہ آپس میں ایک دُوسرے کو مباہلہ کرنے کے لیے منع کرتے رہے اور کہتے رہے کہ آنحضرتؐ سے مباہلہ نہ کریں۔ اور اس ضمن میں کہتے تھے کہ اُن کی حقیت تم پر ظاہر ہو چکی ہے اور تم کو معلوم ہو گیا ہے کہ وہ پیغمبر موعود ہیں۔ **پانچویں** یہ کہ اس موقع پر ثابت ہو گیا کہ حضرت رسالت پناہؐ کے بعد حضرت امیرالمومنینؑ و فاطمہؑ و حسن و حسین علیہم السلام خلائق میں سب سے افضل و اشرف تھے اور آنحضرتؐ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب تھے جیسا کہ مخالفین کے تمام متعصبین علماء نے مثل زمخشری و بیضاوی و فخرالدین رازی وغیرہم نے اس کا اعتراف کیا ہے۔ اور زمخشری جو سب سے زیادہ متعصب ہیں اپنی کتاب کشاف میں لکھتے ہیں کہ اگر تم یہ کہو کہ مباہلہ کی طرف دشمن کو دعوت دینا اس لیئے تھا کہ ظاہر ہو جائے کہ وہ جھوٹا ہے۔ تو یہ بات خود آنحضرتؐ اور اُن کے دشمن کے ساتھ مخصوص تھی تو مباہلہ میں عورتوں اور لڑکوں کو شامل کرنے کی کیا ضرورت تھی

(باقی بر صفحہ ۷۸۶)

روز قیامت کے فزع اکبر سے بے خوف کردے اُس نے کہا وُہ فزع اکبر (سخت عذاب) کیا ہے کیونکہ کوئی خوف مجھ پر طاری نہیں ہوتا۔ حضرتؐ نے فرمایا ہولِ قیامت ایسا نہیں جیسا تو سمجھتا ہے۔ یقیناً ایک مہیب آواز وُہ ہوگی جو لوگوں پر پکاری جائے گی جس سے کوئی مُردہ ایسا نہ ہوگا جس سے وُہ زندہ نہ ہو جائے اور کوئی زندہ نہ ہوگا کہ اُس آواز کے ہول سے مر نہ جائے سوائے اُس کے جس کو خدا زندہ رکھنا چاہے۔ پھر دُوسری آواز آئے گی کہ جو پہلی آواز سے مر گیا ہوگا زندہ ہو جائے گا پھر سب کو ایک صف میں کھڑا کیا جائے گا اور آسمانوں کو شگافتہ کیا جائیگا زمین مٹا دی جائے گی پہاڑ ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے اور جہنم کی آگ کے شرارے پہاڑوں کے مانند نکلیں گے جس سے

(بقیہ صفحہ ۷۸۵) اس کا جواب یہ ہے کہ مباہلہ میں اُن کو شامل کرنا آنحضرتؐ کے اپنے برحق ہونے پر اعتماد و وثوق اس سے زیادہ تھا کہ تنہا مباہلہ کریں کیونکہ ان کا شامل کرنا جراُت ظاہر کرتا ہے کہ اپنے اعزا اور اپنے جگر کے ٹکڑوں اور محبوب ترین لوگوں کو مقامِ ہلاکت و نفرین میں لائے اور خود تنہا آنے پر اکتفا نہ کی اس طرح دشمن کے دروغ گو ہونے کا پُورا پورا یقین ظاہر کیا۔ اور چاہا کہ دُشمن اپنے اعزا اور پیاروں کے ساتھ ہلاک ہو اور فنا ہو جائے اگر مباہلہ واقع ہو۔ اور مباہلہ کے لیئے اپنی عورتوں کو اور بچّوں کو مخصوص کیا کیونکہ وُہ عزیزوں میں بہ نسبت دُوسروں کے دل و جان سے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ اور زیادہ تر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی اپنے کو اُن کے بدلے ہلاکت میں ڈال دیتا ہے تاکہ ان کو کوئی گزند نہ پہنچے۔ اسی سبب سے لڑائیوں میں اپنی عورتوں اور بچّوں کو لے جاتے ہیں تاکہ دشمن کے مقابلہ سے ان کی حفاظت کے لیئے نہ بھاگیں۔ اسی سبب سے خداوند عالم نے ان کو جان پر مقدم فرمایا ہے تاکہ دُنیا پر واضح کر دے کہ وُہ جان پر مقدم ہیں۔ پھر اس کے بعد علامہ زمخشری لکھتے ہیں کہ یہ آل عبا کی فضیلت پر وُہ دلیل ہے جس سے قوی و مستحکم کوئی دلیل نہیں ہوسکتی۔ ان کا کلام تمام ہُوا۔

جبکہ یہ معلوم ہوچکا کہ وُہ آنحضرتؐ کے نزدیک سب سے زیادہ صاحبِ مرتبہ تھے تو ہر صاحبِ عقل پر ظاہر ہوگیا کہ وہ آنحضرتؐ کے بعد بہترینِ خلق ہیں کیونکہ معلوم ہے کہ اُن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت بہ نسبت دُوسروں کے بشریت کے لحاظ سے نہ تھی بلکہ جو خدا کے نزدیک زیادہ محبوب تھا اُس کو آنحضرتؐ زیادہ دوست اور عزیز رکھتے تھے۔ اور جبکہ وُہ دُوسروں سے بہتر تھے لہٰذا اُن پر دُوسروں کو فوقیت دینا جائز نہیں ہوسکتا۔

چھٹے یہ کہ یہ قصّہ دلالت کرتا ہے کہ یہ امام حسنؑ و امام حسین علیہم السلام فرزندانِ رسُولؐ تھے۔ کیونکہ خداوند عالم نے "اَبْنَآءَنَا" فرمایا ہے اور اس پر اتفاق ہے کہ حسنؑ و حسینؑ کے سوا آنحضرتؐ نے کسی لڑکے کو مباہلہ میں شامل نہ کیا۔ **ساتویں** یہ کہ فخر الدین رازی کا بیان ہے کہ شیعوں نے اسی آیت سے استدلال کیا ہے کہ علیؑ بن ابی طالبؑ سوائے رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام پیغمبروں سے افضل ہیں اور تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ کیونکہ خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ ہم اپنے نفسوں کو لاتے ہیں تم اپنے نفسوں کو لاؤ اور نفس سے مراد آنحضرتؐ کا نفس شریف نہیں ہے کیونکہ دعوت غیر کو ظاہر کرتی ہے اور آدمی اپنے کو نہیں بُلاتا لہٰذا چاہیئے کہ مراد اپنی ذات کے علاوہ کوئی دوسرا ہو۔ اور باتفاق مخالفین و موافقین عورتوں (باقی برصفحہ ۷۸۷)

کوئی ذی رُوح ایسا نہ ہوگا جس کا دل خوف سے پھٹ نہ جائے۔ وُہ اپنے گناہوں کو یاد کرے گا اور اپنے معاملات میں مشغول رہے گا۔ وُہ دوسروں کے حالات سے بے خبر ہوگا سوائے اس کے جس کو خدا چاہے کہ مطمئن اور بے خوف رہے۔ اے عمرو تو اس فزع سے کیا خبر و اطلاع رکھتا ہے اور تُو نے ایسا ہول کہاں دیکھا ہے۔ اُس نے کہا یہ خبرِ عظیم کیسی خبر ہے جو سُن رہا ہوں پھر خدا پر ایمان لایا اور وُہ لوگ بھی ایمان لائے جو اُس کے ساتھ آئے تھے اور اپنی قوم کے پاس واپس ہوئے۔ اتفاقاً عُمرو کی ملاقات ابی بن عثعث خشعمی سے ہوگئی۔ وُہ اُس کو پکڑ کر حضرتؐ کی خدمت میں لایا اور کہا کہ میرا اور اس فاجر کا فیصلہ کیجیئے کیونکہ اس نے میرے باپ کو قتل کیا ہے۔ حضرتؐ نے

(بقیہ از گزشتہ صفحہ ۷۸۶) اور لڑکوں کے علاوہ جس کو انفسنا سے تعبیر کیا جائے علیؑ بن ابی طالبؑ کے سوا کوئی نہ تھا۔ لہٰذا معلوم ہُوا کہ خداوند عالم نے انفسنا میں علیؑ کی ذات اور محمدؐ کی ذات مراد لی ہے۔ اور اتحادِ حقیقی دو نفس میں محال ہے لہٰذا چاہیئے کہ مجاز ہو۔ اور یہ اُصول میں طے ہے کہ سب سے زیادہ قریب مجاز پر حقیقت کا اظہار زیادہ بہتر ہے بہ نسبت سب سے زیادہ دُور مجاز کے۔ اقرب مجازات تمام اُمور میں برابری اور تمام کمالات میں شرکت ظاہر کرتا ہے سوائے اس کے جو دلیل سے خارج ہو۔ اور جو اجماع سے خارج ہے وُہ پیغمبری ہے جس میں علیؑ شریک نہیں ہیں مگر دُوسرے کمالات میں شریک ہیں۔ اور پیغمبرؐ کے تمام کمالات میں سے ایک کمال یہ ہے کہ وُہ تمام پیغمبروں سے اور تمام صحابہ سے افضل ہیں تو چاہیئے کہ جناب امیرؑ بھی تمام صحابہ اور سارے نبیوں سے افضل ہوں اور جبکہ فخر الدین رازی نے یہ دلیل نہایت وضاحت کے ساتھ بعض علمائے شیعہ سے نقل کی ہے اس کے بعد کہا ہے کہ اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح اس پر اجماع ہے کہ محمدؐ علیؑ سے افضل ہیں اُسی طرح یہ بھی اجماع ہوچکا ہے کہ انبیاؑ غیر انبیا سے افضل ہیں۔ لیکن صحابہ پر افضلیت کا کوئی جواب نہیں دیا ہے اس لیئے کہ اس کا جواب نہیں رکھتے تھے۔ اور وُہ جواب جو پیغمبروں کے بارے میں دیا ہے اُس کا بھی باطل ہونا ظاہر ہے کیونکہ شیعہ اس اجماع کو قبول نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ اگر امام رازی کہتے ہیں کہ اہلسُنّت نے اجماع کر لیا ہے تو تنہا ان کا اجماع کیا وقعت رکھتا ہے۔ اور اگر وُہ کہتے ہیں کہ تمام اُمّت نے اجماع کر لیا ہے تو یہ تسلیم نہیں کیونکہ زیادہ تر علمائے شیعہ کا یہ اعتقاد ہے کہ جناب امیرؑ اور تمام ائمہ علیہم السلام تمام انبیاء سے افضل ہیں اور انہوں نے احادیث مستفیضہ بلکہ متواترہ اس باب میں اپنے ائمہ سے روایت کی ہے **آٹھویں** یہ کہ روایتِ خاصہ و عامہ مشتمل ہے اس پر کہ یہ گروہ جس کو مَیں مباہلہ کے لیئے لایا ہوں خلق میں خدا کے نزدیک میرے بعد سب سے بلند مرتبہ ہیں۔

واضح ہو کہ تمام احادیثِ مباہلہ اور دلائل مذکورہ کی تفصیل کتاب فضائل امیر المومنینؑ میں انشاء اللہ تعالیٰ ذکر کی جائیں گی۔ اس مقام پر مَیں نے اتنے ہی پر اکتفا کی ہے اور طالبِ حق کے لیئے اسی قدر کافی ہے۔

وَاللّٰہُ یَھْدِیْ اِلٰی سَوَآءِ السَّبِیْلِ ہ

(صفحہ ۷۸۴ کا حاشیہ ختم ہُوا)

فرمایا اسلام نے جاہلیت کے زمانہ کے خون باطل کر دیئے ہیں اور مسلمان ہونے کے بعد زمانۂ جاہلیت کے خونوں کا قصاص نہیں۔ یہ سُنکر عمرو مُرتد ہوگیا اور واپس ہوا اور بنی حارث بن کعب کی ایک جماعت کو قتل و غارت کر دیا اور اپنی قوم میں جاکر مل گیا۔ جب جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حال سُنا حضرت امیرؑ کو مہاجروں کا سردار بناکر قبیلۂ بنی زبید کی طرف بھیجا اور خالد بن ولید کو عرب کے ایک گروہ کا امیر بناکر قبیلۂ جعفی کی طرف روانہ کیا اور تاکید کردی کہ جہاں امیرؑ المومنین کے لشکر سے ملاقات ہوجاتے تو تم سب کے سردار امیرؑ المومنین ہوں گے اور تو اپنی امارت سے دست بردار ہوجانا اور ہر امر میں اُن کی اطاعت کرنا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السّلام ان کی طرف روانہ ہوئے اور خالد بن سعید بن العاص کو امیر المومنینؑ کے لشکر کا ہراول مقرر کیا۔ خالد نے خود بھی ابوموسیٰ اشعری کو اپنا ہراول قرار دیا۔ جب قبیلۂ جعفی نے سُنا کہ خالد ابن ولید اُن کی طرف آرہا ہے وُہ دُو گروہوں میں تقسیم ہوگئے۔ ایک گروہ یمن چلا گیا اور دُوسرا بنی زبید کے قبیلہ سے جاکر مل گیا۔ جب یہ خبر امیر المومنینؑ کو پہنچی خالد کو خط لکھ کر بھیجا کہ جس جگہ میرا یہ خط تجھ کو مل جاتے وہیں ٹھہر جانا۔ مگر اُس فاسق نے حضرتؐ رسُولؐ کے حکم کی اطاعت نہ کی۔ تو حضرت امیر المومنینؑ نے خالد بن سعید کو لکھا کہ اُس کو سرِ راہ روک لو اور آگے مت جانے دو۔ مَیں آرہا ہوں۔ خالد بن سعید نے اُس کو روک دیا یہانتک کہ امیر المومنینؑ پہنچ گئے اور اُس کو اپنی مخالفت پر ملامت فرمائی۔ پھر وہاں سے روانہ ہوتے اور قبیلہ بنی زبید کے سر پر پہنچ گئے۔ جب اُس قبیلہ نے حضرتؑ کو دیکھا عمرو سے کہا کہ اے ابوثور تیرا حشر کیا ہوگا جبکہ یہ جوان قرشی تجھ سے ملاقات کرے گا اور تجھ سے خراج لینا چاہے گا۔ عمرو نے کہا جب اُس سے مڈبھیڑ ہوگی تو وُہ دیکھے گا کہ کس طرح مجھ سے خراج لیتا ہے۔ جب دونوں لشکر ایک دُوسرے کے مقابلہ پر کھڑے ہوئے عمرو اپنے لشکر سے نکل کر مبارز طلب ہوا۔ جب حضرت امیرؑ المومنین نے اُس کے مقابلہ پر جانا چاہا خالد بن سعید حضرتؑ کی خدمت میں آتے اور کہا میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں آپ مجھے اُس سے مقابلہ کی اجازت دیجئیے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ اگر میری اطاعت تم لازم سمجھتے ہو تو اپنے مقام پر کھڑے رہو، اور حرکت مت کرو تاکہ میں خود اُس کو دفع کروں۔ یہ فرماکر حضرت میدان میں تشریف لائے اور شیرِ ژیاں کی مانند نعرہ کیا جس کی ہیبت سے عمرو بھاگ کھڑا ہوا۔ حضرتؑ نے اس کے بھائی اور بھتیجے کو قتل کیا اور اُس کی زوجہ کو جس کا نام رکانا دختر سلامہ تھا اسیر کیا اور اُن کی بہت سی عورتوں کو قید کرلیا۔ پھر حضرت کثیر غنیمت کے ساتھ واپس ہوتے اور خالد بن سعید کو بنی زبید کے پاس چھوڑا کہ اُن سے زکوٰۃ وصول کریں اور اُن میں سے بھاگے ہوتے جو لوگ واپس آجائیں اور مسلمان ہوجائیں اس کو امان دے دیں۔ اس تاکید کے بعد امیر المومنینؑ مدینہ واپس آئے۔ اُدھر عمرو بن معدی کرب واپس آیا اور خالد بن سعید سے اجازت طلب کی کہ وُہ ان کے پاس آنا چاہتا ہے۔ خالد نے اس کو اجازت دیدی عمرو حاضر ہوکر دوبارہ مسلمان ہوگیا اور التجا کی کہ اس کی بیوی بچے اس کو واپس دے دیئے جائیں۔ خالد نے ان کو واپس کر دیا۔ عمرو خانۂ خالد بن سعید کے دروازہ پر کھڑا تھا کہ اندر داخل ہونے کی اجازت ملے وہاں دیکھا کہ ایک اُونٹ نحر کیا ہوا پڑا ہے اُس نے اُس کے چاروں ہاتھ پیر ایک جگہ جمع کر کے اپنی تلوار سے جس کو اس کی کاٹ اور برش کی تیزی کے سبب صمصامہ کہتے تھے ایک ضرب

میں دو دو ٹکڑے کر دیئے۔ خالد نے جب اُس کے زن و فرزند اس کو واپس دیئے تو اُس نے اُس کے عوض میں وُہ تلوار خالد کو بخش دی۔

امیر المومنینؑ نے مالِ غنیمت میں سے ایک کنیز اپنے لیئے روک لی تھی۔ خالد بن ولید کو چونکہ اُن حضرتؑ سے سخت عداوت تھی اس لیئے بریدہؓ اسلمی کو جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اس شکایت کے ساتھ کہ علیؑ نے مالِ غنیمت میں خیانت کی ہے اور خمس میں سے ایک لڑکی اپنے واسطے لے لی ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی اُن حضرتؑ کی مذمت میں جو ہوسکے کہے۔ جب بریدہؓ اسلمی آنحضرتؐ کے دروازہ پر پہنچے جناب عمر نے دیکھا اور جنگ کے حالات دریافت کیئے اور ان کے سب سے پہلے آنے کا سبب پُوچھا اُس نے کہا کہ خدمت رسُولؐ میں علیؑ کی شکایت اور مذمت کرنے آیا ہوں اور کنیز کا معاملہ بیان کیا۔ وُہ یہ سُنکر خوش ہوتے اور کہا جاؤ اور کنیز کا تذکرہ کرو۔ یقیناً آنحضرتؐ اپنی بیٹیؑ کے سبب سے کنیز لے لینے پر اُن سے ناراض ہوں گے اور اُن پر غضبناک ہوں گے۔ غرض بریدہ آنحضرتؐ کی مجلس میں داخل ہوتے اور خالد کا خط حضرتؐ کو دیا۔ حضرتؐ نے خط کھولا اور پڑھنا شروع کیا۔ جیسے جیسے جناب امیرؑ کی خیانت کے تذکرہ پر نظر پڑتی تھی آپ کا چہرہ مبارک کا رنگ غصہ سے بدلتا جاتا تھا اور جبین مبارک سے آثارِ غضب ظاہر ہورہے تھے۔ پھر بریدہ نے کہا یارسُولؐ اللہ اگر لوگوں کو غنیمت میں اسی طرح تصرّف کی اجازت ہوگی تو مُسلمانوں کا مالِ غنیمت ضائع ہوجائے گا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے بریدہ تجھ پر وائے ہو کیا تُو منافق ہوگیا ہے۔ یاد رکھ مالِ غنیمت میں سے علیؑ کے لیئے ہر شے حلال ہے جس طرح میرے واسطے حلال ہے اور علیؑ بن ابی طالب تیرے واسطے تمام لوگوں سے بہتر ہیں اور ہر شخص سے میرے بعد میری اُمت کے لیئے بہتر ہیں۔ اے بریدہ علیؑ کی دشمنی سے پرہیز کر۔ اگر تو علیؑ کو دشمن رکھے گا تو خدا تجھ کو دشمن رکھے گا۔ بریدہ کہتے ہیں کہ مجھے اُس وقت تمنّا ہوئی کہ اگر زمین پھٹ جائے تو خجالت و پشیمانی کے سبب اُس میں سما جاؤں۔ مَیں نے عرض کی خدا کے غضب سے اور رسُولؐ کے غضب سے پناہ مانگتا ہوں۔ یارسُولؐ اللہ میرے واسطے خدا سے آمرزش طلب کیجیے اب اس کے بعد کبھی علیؑ کو دشمن نہ رکھوں گا اور سوائے کلمۂ خیر کے ان کے حق میں کوئی بات زبان سے نہ نکالوں گا۔ تو آنحضرتؐ نے اُن کے لیئے استغفار کیا اور اُن کی خطا معاف کی۔

فصل دوم : جناب امیر علیہ السّلام کا یمن بھیجا جانا۔

شیخ مفید و شیخ طبرسی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خالد بن ولید کو اہل یمن کی طرف بھیجا تاکہ ان کو اسلام کی دعوت دیں اور اُن کے ساتھ مسلمانوں کی ایک جماعت کو بھی روانہ کیا جن میں براء بن عازب بھی تھے۔ خالد چھ مہینے وہاں رہے اور ایک شخص کو بھی مسلمان نہ کرسکے۔ آنحضرتؐ کو بہت ملال ہوا۔ پھر امیر المومنینؑ کو طلب فرماکر حکم دیا کہ یمن کی طرف جاؤ اور خالد کو ان کے لشکر کے ساتھ واپس بھیج دو۔ اور اگر خالد کے ساتھیوں میں سے کوئی تمہارے ساتھ رہنا چاہے تو روک لینا۔ براء بن عازب کہتے ہیں کہ میں جناب امیرؑ کے پاس ٹھہر گیا۔ جب ہم یمن کے پہلے سرے پر لوگوں کے پاس پہنچے اور ان کو ہمارے آنے کی اطلاع ملی وُہ لوگ جمع ہوتے۔ جناب امیرؑ نے ہمارے ساتھ نماز صبح ادا کی،

اور ہمارے آگے کھڑے ہوکر اُس جماعت کی طرف متوجہ ہوئے اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد جناب رسولؐ خدا کا خط ان کو سُنایا تو اسی ایک روز میں قبیلۂ ہمدان کے تمام لوگ مسلمان ہوگئے۔ جناب امیرؑ نے ان کے اسلام لانے کا حال آنحضرتؐ کی خدمت میں لکھ بھیجا حضرت پڑھ کر بہت خوش ہوئے اور بڑی مسرت ظاہر کی اور سجدۂ شکر ادا کیا اور سجدہ سے اُٹھ کر بیٹھے اور فرمایا خدا کی طرف سے قبیلۂ ہمدان پر سلامتی ہو۔ پھر اُس کے بعد تمام اہلِ یمن مسلمان ہوگئے۔

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو یمن کی جانب بھیجا تاکہ اُن کو دعوتِ اسلام دیں اور اُن کے مال سے خمس وصول کریں اور احکامِ الٰہی کی اُن کو تعلیم دیں اور حلال و حرام اُن کو بتائیں اور اہلِ نجران سے زکوٰۃ اور جزیہ وصول کریں۔ نیز شیخ طبرسی اور تمام محدثین خاصہ و عامہ نے مثل بخاری و مسلم وغیرہم کے عمرو بن شاس اسلمی سے روایت کی ہے۔ وُہ کہتے ہیں کہ میں مع ایک جماعت کے حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ کے ساتھ تھا۔ اُن حضرتؑ سے ہم لوگوں کی اُمید کے خلاف ایک بات ہوئی تو مجھے اُن پر غصہ آیا اور اُن کی طرف سے میرے دل میں کینہ پیدا ہوگیا۔ اور جب میں مدینہ آیا تو آنحضرتؐ سے شکایت کی اور کچھ اور لوگوں سے جو آنحضرتؐ کے پاس رہتے تھے۔ پھر ایک روز میں آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا جبکہ آپؐ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ حضرتؐ نے میری طرف دیکھا میں حضرتؐ کے پاس بیٹھ گیا۔ تو حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عمرو بن شاس تُو نے مجھے اذیت دی۔ میں نے کہا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ میں خدا سے اپنے دینِ اسلام سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ رسولؐ خدا کو آزار پہنچاؤں۔ تو حضرتؐ نے فرمایا جس نے علیؑ کو ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی۔

کلینی نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے مجھے یمن بھیجا اور فرمایا کہ کسی سے جنگ نہ کرنا جب تک کہ اُس کو اسلام کی دعوت دے دو۔ خدا کی قسم اگر حق تعالیٰ تمہارے ذریعہ سے ایک شخص کی بھی ہدایت فرمائے تو تمہارے لیے بہتر ہے اُن تمام چیزوں سے جن پر آفتاب طلوع اور غروب ہوتا ہے اور تم اُس کے امام ہو اور اگر وُہ کوئی وارث نہ رکھتا ہو تو اُس کی میراث تمہاری ہے اگرچہ لوگ تم پر کچھ الزام رکھیں۔ اور کتاب بصائر الدرجات میں امیر المومنینؑ سے روایت کی ہے وُہ فرماتے ہیں کہ جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے طلب فرمایا اور یمن کی طرف بھیجا تاکہ ان کی ہدایت کروں میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ وُہ لوگ کثیر جماعت ہیں اور میں کمسن جوان ہوں۔ حضرت نے فرمایا جب عقبۂ افیق کی چوٹی پر پہنچنا تو بلند آواز سے کہنا کہ اے درختو، پتھرو اور زمینو رسولِ خدا نے تم کو سلام کہا ہے۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ میں روانہ ہوا۔ اور جب افیق کی پہاڑی پر پہنچا اور شہر یمن کے قریب آیا۔ میں نے دیکھا کہ تمام اہلِ یمن اپنے نیزے سیدھے کیئے کمانیں حمائل کیئے اور تلواریں کھینچے ہوئے میرے ہلاک کرنے کے ارادہ سے آتے تو میں نے بآوازِ بلند جو کچھ حضرت نے فرمایا تھا کہا، تو کوئی درخت، پتھر، ڈھیلا اور کوئی قطعۂ زمین ایسا نہ تھا جس کو لرزہ نہ ہوا ہو۔ اور سب نے یک آواز ہوکر کہا خدا کے رسولؐ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اور آپؑ پر سلام ہو۔ جب اہلِ یمن نے یہ حال مشاہدہ کیا اُن کے پیر اور زانو کانپنے لگے اور ہتھیار اُن کے ہاتھوں سے

گر گئے اور اطاعت کے ساتھ میرے پاس آئے تو میں نے ان کی اصلاح کی اور واپس آیا۔

شیخ طبرسی نے بسندِ معتبر جناب امیرؑ سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یمن بھیجا میں نے عرض کی کہ آپ مجھے اُن کے درمیان حکم و فیصلہ و ہدایت کرنے کے لیئے بھیج رہے ہیں حالانکہ میں سِن رسیدہ نہیں ہوں اور نہیں جانتا کہ کیونکر حکم کرنا چاہیئے۔ تو حضرتؐ نے اپنا دستِ مبارک میرے سینہ پر پھیرا اور فرمایا خداوندا اس کے دل کو ہدایت دے اور اس کی زبان کو حق کے ساتھ گویا فرما۔ تو اُسی خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اُس کے بعد پھر کبھی کسی دو شخص کے درمیان فیصلہ کرنے میں مجھے شک نہ ہوا۔

قطب راوندی وغیرہ نے بسند ہائے معتبر روایت کی ہے کہ جب امیر المومنینؑ یمن میں تشریف لے گئے وہاں ایک شخص کا گھوڑا چھوٹ گیا تھا اُس نے ایک شخص کو کچل دیا تھا اور وُہ مر گیا تھا۔ اُس کے وارثوں نے گھوڑے کے مالک کو پکڑا اور جناب امیرؑ کے پاس لائے اور مقتول کے خون کا دعوےٰ کیا۔ گھوڑے کے مالک نے گواہ پیش کیا کہ گھوڑا چھوٹ گیا تھا جس میں اس کی کوئی غلطی نہ تھی۔ حضرتؑ نے اس کا خونبہا مالک اسپ پر نہیں قرار دیا۔ مقتول کے ورثا جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یمن سے آئے اور جناب امیرؑ کی شکایت کی کہ اس فیصلہ میں انہوں نے ہم پر زیادتی کی ہے اور ہمارے مقتول کا خُون رائگاں کر دیا ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ علیؑ بن ابی طالبؑ ظلم کرنے والے نہیں ہیں اور نہ ظلم کرنے کے لیئے پیدا ہوئے ہیں اور میرے بعد امامت و ولایت انہی سے مخصوص ہے۔ ان کا فیصلہ صحیح اور ان کا قول درست ہے ان کا حکم سوائے کافر کے کوئی رد نہیں کرتا اور اُن کے فیصلہ پر مومن ہی راضی ہوتا ہے۔ جب اہلِ یمن نے یہ کلام سُنا تو عرض کی ہم جناب امیرؑ کے فیصلہ پر اور اُن کے قول پر راضی ہوئے۔ اُس وقت حضرتؐ نے فرمایا کہ جو کچھ تم نے کہا تھا اُس کے عوض یہ تمہاری توبہ ہے۔

کلینی نے بسندِ معتبر امام رضا علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ جب امیرؑ المومنین یمن سے واپس ہوئے جناب رسولِؐ خدا کے لیئے چار گھوڑے ہدیہ کے طور پر لائے۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ گھوڑوں کی صفتیں بیان کرو۔ حضرت علیؑ نے عرض کی ان کے رنگ مختلف ہیں۔ پیغمبرؐ نے فرمایا کہ ان میں کوئی گھوڑا ایسا بھی ہے جس کے رنگ میں سفیدی ہو؟ عرض کی ہاں ایک سُرخ رنگ کا گھوڑا ہے جس کے جسم پر سفیدی بھی ہے۔ تو حضرتؐ نے فرمایا اُس کو میرے واسطے رہنے دو۔ حضرت علیؑ نے عرض کی دو گھوڑے کھرے سُرخ (کمیت) ہیں اور سفیدی بھی رکھتے ہیں۔ جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وُہ دونوں حسنؑ و حسینؑ کو دے دو۔ پھر حضرت علیؑ نے کہا ایک گھوڑا ایک رنگ سیاہ ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اُس کو فروخت کرکے اُس کی قیمت اپنے اہل و عیال پر خرچ کرو۔ کیونکہ گھوڑوں کی سعادت اُن کی پیشانی اور اُن کے چاروں ہاتھ پیروں کی سفیدی میں ہے۔

فصل سوم:۔ عرب کے گروہوں اور رئیسوں کا حضرتؐ کی خدمت میں آنا اور وُہ تمام واقعات جو حجۃ الوداع تک واقع ہوئے:۔

شیخ طبرسی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ سنہ ۹ ھ میں عرب کے اشراف اور قبیلے آنحضرتؐ کی خدمت میں آتے اور اسلام سے مشرف ہوتے رہے۔ بیان کرتے ہیں کہ اُسی سال بادشاہان حمیر کے قاصد آنحضرتؐ کے پاس اپنے بادشاہوں کا خط لائے جس میں اُنہوں نے اپنے اسلام کا اظہار کیا تھا۔ اور اُن کے قاصد حارث بن کلال اور نعیم بن کلال تھے۔ اور دُوسری جماعتیں بھی آئی تھیں۔ کہتے ہیں کہ اُسی سال حضرتؐ نے عاریہ عورت کو سنگسار کیا کیونکہ اُس نے چار مرتبہ خود زنا کا اقرار کیا تھا۔ اسی سال حضرتؐ نے عویمر بن حارث اور اُس کی بیوی کے درمیان لعان جاری کیا۔ چنانچہ شیخ طبرسی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب آیت حدِ فحش نازل ہوئی عاصم بن عدی نے پُوچھا کہ یارسُولؐ اللہ اگر ہم میں سے کوئی اپنی زوجہ کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھے اگر وُہ کہے کہ ایسا دیکھا ہے تو کیا اُس کو اسی ۸۰ کوڑے مارے جائیں اور اگر وُہ چار گواہ پیش کردے تو آزاد ہے اُس پر کوئی الزام نہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا آیت[1] یونہی نازل ہوئی ہے۔ تو عاصم نے منظور کیا اور واپس چلا؛ راستہ میں ہلال بن اُمیہ سے ملاقات ہوئی۔ وُہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھ رہا تھا۔ عاصم نے اس کی وجہ پُوچھی۔ ہلال نے کہا میں نے اپنی زوجہ خولہ کے شکم پر شریک بن سحما کو دیکھا یہ سُنکر عاصم ہلال کے ساتھ جناب رسُولِ خدا کی خدمت میں واپس آیا اور ہلال نے واقعہ بیان کیا۔ حضرتؐ نے اُس عورت کو طلب فرمایا اور پُوچھا کہ تیرا شوہر تیرے حق میں یہ کیا کہتا ہے۔ خولہ نے کہا شریک اکثر میرے گھر آتا اور قرآن پڑھتا۔ میرا شوہر اکثر اس کو میرے پاس چھوڑ کر چلا جاتا تھا۔ مجھے خبر نہیں کہ اس بارے میں اُس کو بدگمانی ہوئی ہے یا میرے اخراجات دینے میں بخل پیدا ہوا ہے کہ مجھ پر اتہام لگا رہا ہے۔ اُس وقت خدا نے آیت[2] لعان نازل فرمائی اور حضرتؐ نے اُن دونوں زن و شوہر کے درمیان لعان جاری کی اور اُن کے درمیان جُدائی ڈال دی۔ اور حکم دیا کہ لڑکا عورت کا ہے جس کا

---

[1] وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (آیت ۴ سورۃ نور پ ۱۸) جو لوگ پاکدامن عورتوں پر (زنا کی) تہمت لگائیں اور چار گواہ پیش نہ کریں تو اُن کو اسی ۸۰ کوڑے مارو اور کبھی اِن کی گواہی قبول نہ کرو۔ (مترجم) ۱۲

[2] وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ○ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَیْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ○ وَیَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِیْنَ ۙ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَیْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ○ (سورۃ نور آیت ۶ تا ۹ پ ۱۸) جو لوگ اپنی بیویوں پر زنا کی تہمت لگائیں اور اپنے سوا کوئی گواہ نہ پیش کریں تو ان میں سے ایک کی گواہی چار مرتبہ یُوں ہوگی کہ وُہ ہر مرتبہ خدا کی قسم کھا کر بیان کرے کہ وُہ یقیناً سچ کہتا ہے اور پانچ مرتبہ یوں کہے کہ اگر وُہ جھوٹ بولتا ہے تو اُس پر خدا کی لعنت ہو۔ اور عورت سزا سے یُوں بری ہوسکتی ہے کہ وُہ چار مرتبہ خدا کی قسم کھا کر کہے کہ اس کا شوہر ضرور جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اگر وُہ سچا ہے تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ (مترجم) ۱۲

باپ نہیں۔ اور لوگوں کو چاہیئے کہ اس کو زنا کی تہمت نہ لگائیں۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ ان ان صفات کا لڑکا پیدا ہو تو اُس کے شوہر کا ہے اور فلاں فلاں صفات کا ہو تو اُس کے غیر کا ہے۔ جب وُہ لڑکا پیدا ہوا تو حضرتؐ نے جو آخری صفات بیان فرمائے اُنہی سے متصف تھا اور اُس دوسرے شخص سے سب سے زیادہ مشابہ تھا بیان کرتے ہیں کہ اُسی سال ماہِ رجب میں نجاشی رحمتِ خدا سے واصل ہوا۔ اور آنحضرتؐ نے اُس کی وفات کے روز مدینہ میں اُس کی نماز جنازہ پڑھی جیسا کہ بیان ہوچکا۔ روایت ہے کہ نجاشی کا جب انتقال ہوا تو لوگوں نے اس کی قبر میں ایک نُور دیکھا۔ اسی سال ماہِ شعبان میں ربیبۂ آنحضرتؐ کلثوم کا انتقال ہوا؛ اور اُسی سال عبداللہ بن ابی سلول منافق جہنم واصل ہوا۔

بیان کرتے ہیں کہ ہجرت کے دسویں سال گروہ سلامان حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حجۃ الوداع میں قبیلۂ محارب بھی حاضرِ خدمت ہوا، اُسی سال قبیلۂ ازد بھی حاضر ہوا جس کا سردار صرد بن عبداللہ تھا۔ اسی سال ماہِ رمضان میں اشراف قبیلۂ غسان اور قبیلۂ عامر خدمت اقدس میں حاضر ہوکر مسلمان ہوئے اور سندیں حاصل کیں۔ اسی سال قبیلۂ زبید کا وفد آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر مسلمان ہوا جن میں عمرو بن معدی کرب بھی تھا۔ اسی سال گروہ عبدالقیس اور کندہ کے رؤسا آئے جن میں اشعث بن قیس تھا۔ اور اشراف بنی حنیفہ آئے جن میں مسیلمۂ کذاب تھا جب مسیلمہ اپنے وطن واپس گیا تو مرتد ہوگیا اور پیغمبری کا دعوٰی کیا۔ اسی سال قبیلۂ بجیلہ کے لوگ حاضرِ خدمت ہوئے جن کے درمیان جریر بن عبداللہ بجلی تھے۔ وُہ اپنی قوم کے ایک سو پچاس ۱۵۰ اشخاص کو لے کر آئے تھے۔ اسی سال سید و عاقب نصارائے نجران کے ساتھ آئے اور مباہلہ سے باز رہنے کا مشورہ دیا جیسا کہ بیان ہوچکا۔ اسی سال قبیلۂ عبس و قبیلۂ خولان کے لوگ آئے۔ اسی سال قبیلۂ عامر بن صعصعہ کے اشخاص آئے۔ ان میں عامر بن الطفیل و اربد قیس تھے۔ شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ جب وُہ لوگ حضرتؐ کی خدمت میں آئے عامر نے اربد سے کہا میں حضرتؐ کو باتوں میں مشغول کرلوں گا۔ جب وُہ مشغول ہوجائیں تو تم اُن کو تلوار سے قتل کر دینا عامر حضرتؐ سے باتیں کرنے لگا اور کہا آپ میرے ساتھ دوستی و محبت کیجیئے اور مجھ کو اپنا دوست بنا لیجیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا جب تک تو ایمان نہیں لائے گا میں ہرگز ایسا نہ کروں گا۔ اُس نے دو مرتبہ یُونہی کہا اور حضرتؐ نے وہی جواب دیا۔ غرض جب حضرتؐ نے اس کی خواہش قبول نہ کی تو اُس نے کہا خدا کی قسم مدینہ کو سواروں اور پیادوں سے بھر دُوں گا اور آپ سے جنگ کروں گا۔ بروایت دیگر اُس نے کہا کہ اگر میں مسلمان ہوجاؤں تو میرے واسطے کیا ہوگا۔ حضرتؐ نے فرمایا وہی سب کچھ تیرے لیئے بھی ہوگا جو تمام مسلمانوں کے لیئے ہوگا اور تجھ پر بھی وہی تمام اُمور لازم ہوں گے جو اُن پر ہیں۔ اُس نے کہا خلافت اور بادشاہی اپنے بعد میرے لیئے قرار دیجیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ میرے اختیار میں نہیں ہے بلکہ خدا کے اختیار میں ہے۔ وُہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے تو اُس نے کہا پھر آخر میرے واسطے کیا قرار دیتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا میں یہ قرار دیتا ہوں کہ گھوڑوں کی باگ ہاتھ میں لے اور خدا کی راہ میں جہاد کر۔ اُس نے کہا یہ تو اب بھی میرے ہاتھ میں ہے آپ کی احتیاج کیا ہے۔ غرض وُہ واپس گیا جب اُس نے پیٹھ پھیری حضرتؐ نے فرمایا کہ خداوندا اسکے شر سے مجھے محفوظ رکھ۔ جب وُہ دونوں حضرتؐ کی خدمت سے رخصت ہوکر باہر نکلے عامر نے اربد سے کہا کیا سبب ہوا کہ میں نے جو تجھ سے کہا تھا تُو نے اُس پر عمل نہیں کیا۔ اُس نے کہا خدا کی قسم جب میں نے

ارادہ کیا کہ ان پر تلوار لگاؤں میں نے ان کے اور اپنے درمیان تجھ کو پایا۔ تو کیا تُو چاہتا تھا کہ میں تجھ کو ہی قتل کر دیتا۔ غرض آنحضرتؐ کی بددعا سے راستہ میں عامر پر خدا نے ایک بلا مسلط کی اور طاعون کی گلٹی اُس کی گردن میں ظاہر ہوئی اور وُہ بنی سلول کی ایک عورت کے گھر میں ٹھہر گیا اور موت اُس پر طاری ہوئی تو کہنے لگا کیا میری گردن میں شتر کے کوہان کے مانند پھوڑا ہو گیا ہے۔ اور سلولیہ خاندان کی ایک عورت کے گھر میں مَیں مر رہا ہوں حالانکہ اس قبیلہ میں ان کا ہونا ننگ دعار کا سبب تھا۔ غرض اسی حسرت و افسوس میں جہنم واصل ہوا۔ اور اربد بن قیس اُس کو دفن کر کے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اپنے قبیلہ کی طرف روانہ ہوا۔ اثنائے راہ میں خداوند تعالیٰ نے اُس پر بجلی گرائی جس سے وُہ مع اپنے اُونٹ کے ہلاک ہو گیا۔ اور کتاب ابان بن عثمان میں مذکور ہے کہ عامر اور اربد بنی النظیر کی جنگ کے بعد حضرتؐ ختمی مرتبت کی خدمت میں آئے تھے۔

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ عروہ بن مسعود ثقفی آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے اور حضرتؐ سے اجازت طلب کی کہ اپنی قوم میں واپس جائیں حضرتؐ نے فرمایا کہ مَیں ڈرتا ہوں کہ وُہ لوگ تجھے مار نہ ڈالیں عرض کی یا حضرتؐ وُہ لوگ تو جب مجھے سوتے ہوئے دیکھتے ہیں تو بیدار نہیں کرتے تو حضرتؐ نے ان کو رُخصت کیا۔ وُہ طائف پہنچے اور وہاں کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اور ان کو نصیحت کی۔ لوگوں نے انکار کیا اور ان کو بُرا بھلا کہا۔ دُوسرے روز وُہ نماز صبح کے لیئے اپنے بالاخانہ پر کھڑے ہوئے اور لوگوں نے اذان اور تشہد میں دو کلمے ان سے سُنے تو اُس قبیلہ کے ایک ملعون نے ان کو ایک تیر مار کر ہلاک کر دیا اور آنحضرتؐ کا معجزہ ظاہر ہوا۔ ان کے مرنے کے بعد اُسی قبیلہ کے دس شرفا ان کی جانب سے پیغام لے کر آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور مسلمان ہوئے۔ آنحضرتؐ نے ان کی عزت افزائی کی اور بخششیں عطا کیں۔ اور ان پر عثمان بن ابی العاص بن بشر کو امیر مقرر کیا جنکو قرآن مجید کی چند سُورتیں یاد تھیں۔ غرض جب قبیلۂ ثقیف کے لوگ مسلمان ہوئے تمام قبائل عرب کے سربرآوردہ اور قاصد فوج فوج آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے۔ ان میں سے ایک شخص عطارد بن حاجب بن زرارہ تھا جو بنی تمیم کے قبیلہ کے رئیسوں کے ساتھ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا جن کے ساتھ اقرع بن حابس، زبرقان بن بدر، قیس بن عاصم، عیینہ بن حصن فزاری اور عمرو بن اہتم تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سب کو امان دی اور ان کی عزت کی۔

بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے اپنے عاملوں کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لیئے عرب کے شہروں اور قبیلوں کی طرف اسی سال بھیجا۔ اور منقول ہے کہ اسی سال وصیت کے بارے میں اہل کتاب کی گواہی قبول کرنے میں آیتیں نازل ہوئیں۔ چنانچہ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ ابن تیدی اور ابن ابی ماریہ دو نصرانی تھے۔ اور ایک مسلمان تھا جس کا نام تمیم داری تھا۔ اُس نے ان دونوں عیسائیوں کے ہمراہ سفر کیا اور اپنے ساتھ ایک خرجی اور کچھ مالِ تجارت ایک آئینہ جس کو سونے سے نقش کیا گیا تھا اور ایک گردن بند فروخت کی غرض سے لے گیا۔ غرض وُہ لوگ مدینہ کے قریب پہنچے تمیم بیمار ہوا اور قریب مرگ پہنچ گیا تو ان چیزوں کو ان دونوں نصرانیوں کے سپرد کر کے کہا کہ اس کے وارثوں تک پہنچا دیں۔ جب وُہ لوگ مدینہ میں پہنچے تمیم کے وارثوں کو وُہ چیزیں پہنچا دیں اور آئینہ اور گردن بند اپنے پاس رکھ لیا تمیم کے وارثوں نے ان سے پوچھا کہ کیا تمیم بہت دنوں تک بیمار رہا کہ علاج میں بہت خرچ ہو گیا؟ انہوں نے کہا نہیں وُہ تو چند روز بیمار رہا۔ پوچھا کیا اُس کی چیزیں چوری ہو گئیں؟ انہوں نے کہا نہیں۔ پوچھا کیا اس نے اس سفر میں کچھ

تجارت کی تھی جس میں کچھ نقصان ہو گیا؟ کہا نہیں۔ تو تمیم کے وارثوں نے کہا کہ ہم کو اس کے سامان میں سب سے عمدہ چیزیں وُہ سونے سے نقش کیا ہوا آئینہ اور گردن بند نہیں ملا۔ ان دونوں نے کہا کہ اُس نے جو کچھ ہمیں دیا تھا ہم نے تم کو دے دیا۔ تمیم کے وارثوں نے ان دونوں کو آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر کیا اور ان پر دعوےٰ کیا۔ حضرتؐ نے ظاہر شرع کے مطابق ان دونوں سے قسم کھلوائی انہوں نے قسم کھالی اور چلے گئے۔ چند دنوں کے بعد وُہ آئینہ اور گردن بند ان کے پاس سے ظاہر ہوا۔ اس کی اطلاع آنحضرتؐ کو پہنچائی گئی تو آنحضرتؐ اس بارے میں حکم الٰہی کے منتظر ہوئے۔ اُس وقت خدا نے یہ آیتیں نازل کیں:۔ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تا آخر آیہ (آیت ۱۰۶ پ۷ سورۃ مائدہ) جناب رسُولِ خدا نے تمیم کے وارثوں کو طلب کیا اور ان لوگوں کو قسم دی جس طرح کہ آیت میں مذکور ہے۔ جب ان لوگوں نے قسم کھائی تو آئینہ اور گردن بند ان عیسائیوں سے لے کر تمیم کے وارثوں کو دے دیا۔ اس حکم کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں مذکور اور علما کے درمیان مشہور ہے۔

اُنچاسواں[49] باب

حجۃ الوداع اور جو کچھ اس سفر میں واقع ہوا اور تمام حجوں اور عمروں کا بیان

کلینی نے بسند ہائے صحیح و حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کے بعد دس سال تک مدینہ میں رہے اور حج نہ کر سکے یہاں تک کہ خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۝ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ (آیت ۲۷، ۲۸ سورۃ حج پ۱۷) یعنی لوگوں کو حج کے لیئے پکارو اور ان کو اس کے واسطے بلاؤ تاکہ وہ تمہارے پاس دُور و دراز مقامات سے سوار و پیدل حاضر ہوں جس سے ان کو دین و دُنیا کے فائدے حاصل ہوں نزول آیت کے بعد آنحضرتؐ نے منادی کرنے والوں کو حکم دیا کہ منادی کر دیں کہ رسُولؐ خدا اس سال حج کو جا رہے ہیں۔ تو جو لوگ مدینہ میں موجود تھے وُہ آگاہ ہو گئے اور وُہ لوگ بھی جو مدینہ کے اردگرد بادیہ نشین تھے۔ پھر حضرتؐ نے ان تمام لوگوں کو خط لکھا جو مُسلمان ہوئے تھے کہ رسُولؐ خدا حج کا ارادہ رکھتے ہیں لہٰذا جو حج کی استطاعت رکھتا ہو وُہ حاضر ہو۔ یہ معلوم کر کے تمام مُسلمان حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر حج کے لیئے چلے اور ہر حال میں آنحضرتؐ کے تابع رہے۔ غور سے دیکھتے کہ جو ارکان و اعمال آنحضرتؐ بجالاتے تھے وُہ خود بھی بجا لاتے تھے اور جو کچھ حضرتؐ فرماتے اس کی تعمیل کرتے تھے۔ ذیقعدہ کا مہینہ ختم ہونے میں چار روز باقی تھے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روانہ ہوئے۔ جب ذوالحلیفہ تک پہنچے پہلا زوالِ آفتاب تھا تو آنحضرتؐ نے لوگوں کو بغل اور زیرِ ناف کے بال دور کرکے نہانے کا حکم دیا اور یہ کہ سلے ہوئے کپڑے اُتار کر لُنگی پہنیں اور چادر اوڑھیں۔ پھر حضرتؐ نے غسلِ احرام کیا اور مسجدِ شجرہ میں داخل ہوئے اور اُس میں نمازِ ظہر ادا کی اور حج کا تنہا ارادہ کیا جس میں عمرہ داخل نہیں ہوتا کیونکہ ابھی حج تمتع کا حکم نہیں آیا تھا۔ پھر احرام باندھا اور مسجد سے چلے۔ میلِ اوّل کے نزدیک جب بیدا میں پہنچے لوگ راستہ کے دونوں طرف قطار باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ حضرتؐ نے تنہا تلبیہ حج کہا اور کہا اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ۔ حضرتؐ اپنی تلبیہ میں ذی المعارج بہت فرماتے تھے۔ . . . اور جب کسی سوار کو دیکھتے یا کسی ٹیلہ پر چڑھتے یا گھاٹی سے نیچے اُترتے تھے اور رات کے وقت اور نمازوں کے بعد۔ اور ہدیئے کے لیے چھیاسٹھ یا چونسٹھ اُونٹ اور دُوسری صحیح روایت کے مطابق سو اُونٹ اپنے ساتھ ہنکاتے لیے جا رہے تھے۔ ۴ ماہ ذی الحجہ کو مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ مسجد الحرام کے دروازہ پر پہنچے تو بنی شیبہ کے دروازہ سے داخل ہوئے اور مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہو کر حمد وثنائے الٰہی بجالائے اور اپنے جدِّ امجد جناب ابراہیم علیہ السّلام پر صلوات بھیجی۔ پھر حجر الاسود کے پاس آئے اور اُس پر ہاتھ پھیرا اور بوسہ دیا اور سات مرتبہ خانہ کعبہ کے گرد طواف کیا اور مقامِ ابراہیمؑ کے پیچھے دو رکعت نمازِ طواف ادا کی۔ وہاں سے فارغ ہو کر چاہ زمزم پر گئے اور اُس میں سے پانی پیا اور کہا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَّشِفَآءً مِّنْ كُلِّ دَآءٍ وَّسُقْمٍ (خداوندا میں تجھ سے نفع بخشنے والے علم، وسیع رزق اور تمام دردوں اور بیماریوں سے شفا چاہتا ہوں) یہ دُعا کعبہ کے سامنے رُخ کرکے پڑھی۔ پھر حجر کے نزدیک گئے اُس پر ہاتھ پھیرا اور اس کو بوسہ دیا۔ وہاں سے صفا کی طرف چلے اور اس آیت کی تلاوت فرمائی:- اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا (پ۲ سورۃ بقرہ آیت ۱۵۸) بیشک کوہِ صفا و کوہِ مروہ خدا کی علامتوں میں سے ہیں تو جو شخص کعبہ کا حج یا عمرہ کرے تو کوئی حرج نہیں کہ صفا و مروہ کا طواف کرے۔ پھر کوہِ صفا پر چڑھ گئے اور رکنِ یمانی کی طرف مُنہ کرکے خدا کی حمد وثنا بجالاتے اور اتنی دیر دُعا کی کہ جتنی دیر میں ٹھہر ٹھہر کر سُورۃ بقرہ پڑھی جاتے۔ پھر کوہِ صفا سے نیچے اُترے اور کوہِ مروہ پر گئے اور جس قدر کوہِ صفا پر ٹھہرے تھے اُتنی ہی دیر کوہِ مروہ پر قیام فرمایا۔ پھر کوہِ مروہ سے نیچے آئے اور صفا پر گئے اور وہاں توقف فرمایا اور دُعا کی پھر مروہ پر آئے یہانتک کہ سات مرتبہ یُونہی سعی کی جب فارغ ہوئے اور ابھی کوہِ مروہ پر کھڑے تھے کہ لوگوں کی طرف رُخ کرکے خدا کی حمد وثنا بجا لاتے اور اپنی پُشت کی جانب اشارہ کیا اور فرمایا کہ یہ جبرئیلؑ ہیں اور کہتے ہیں کہ میں تم لوگوں کو حکم دوں کہ جو شخص قربانی کا جانور اپنے ساتھ نہ لایا ہو وُہ محل ہو جائے اور اپنے حج کو عمرہ سے بدل دے۔ اور اگر میں جانتا کہ ایسا ہوگا تو میں بھی اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لاتا اور ایسا ہی کرتا جیسا تم نے کیا۔ لیکن میں اپنے ساتھ قربانی لایا ہوں اور ہدیئے لانے والوں کے لیئے سزاوار نہیں کہ حج سے باہر ہو جائیں جبتک کہ ہدیئے کے جانور اپنے مقام پر نہ پہنچا دیں۔ جناب عمر نے کہا کہ ہم کیونکر حج کو تمام کر دیں حالانکہ ہمارے سر اور بالوں سے غسلِ جنابت کا پانی ٹپک رہا ہے۔ تو حضرتؐ نے فرمایا تم کبھی حج تمتع پر ایمان نہ لاؤ گے۔ پھر سراقہ بن مالک بن جعشم کنانی کھڑا ہو گیا اور

کہا یا رسُولؐ اللہ ہم نے اپنے دین کے احکام جانے اور سمجھے۔ گویا آج پیدا ہوئے ہیں۔ یہ فرمائیے کہ آپ نے جو حکم دیا ہے وُہ اسی سال کے حج سے مخصوص ہے یا ہمیشہ ہم کو حج تمتع کرنا چاہیئے؟ حضرتؐ نے فرمایا کہ اسی سال پر منحصر نہیں بلکہ ابدالآباد تک کے لیئے یہ حکم جاری ہے۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں ڈال کر فرمایا کہ اسی طرح حج میں عمرہ قیامت تک کے لیئے داخل ہے۔ اسی وقت جناب امیرؑ یمن سے آئے کیونکہ آنحضرتؐ نے اُن کو حج کے لیئے اُدھر سے ہی بلایا تھا۔ وُہ جب حضرت فاطمہؑ کے گھر میں آئے دیکھا کہ وُہ مُحِل (حج سے فارغ) ہو چکی ہیں اور اُن کے جسم سے خوشبُو آ رہی تھی۔ وُہ رنگین کپڑے پہنے ہوئے تھیں جناب امیرؑ نے پُوچھا اے فاطمہؑ یہ کیا ہے۔ تم قبل از وقت کیسے حج سے فارغ ہو گئیں؟ جناب معصومہؑ نے فرمایا کہ آنحضرتؐ نے مجھے ایسا ہی حکم دیا ہے۔ یہ سُنکر جناب امیرؑ حضرت رسُولؐ کی خدمت میں آئے تاکہ حقیقتِ حال معلوم کریں عرض کی یا رسُولؐ اللہ میں نے فاطمہؑ کو دیکھا کہ مُحِل ہو گئی ہیں (یعنی حج کو تمام کر چکی ہیں) رنگین لباس پہنے ہوئے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا میں نے لوگوں کو ایسا ہی حکم دیا ہے۔ تم نے اے علیؑ کس چیز پر احرام باندھا ہے؟ عرض کی حضورؐ کے مانند۔ حضرتؐ نے فرمایا میری طرح اپنے احرام پر باقی رہو اور تم قربانی کے جانوروں میں میرے شریک ہو۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت کہ مکہ میں تھے اپنے اصحاب کے ساتھ ابطح میں ٹھہرے تھے کسی کے گھر میں قیام نہیں فرمایا تھا۔ جب ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ آئی زوالِ آفتاب کے وقت لوگوں کو حکم دیا کہ غسلِ احرام کریں اور حج کا احرام باندھیں یہ ہے حق تعالٰی کے ارشاد کے معنی جیسا کہ فرمایا ہے فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ (سورۃ آلِ عمران آیت ۹۵ پ۳) اس متابعت سے مراد حج تمتع ہے۔ پھر حضرتؐ اپنے اصحاب کے ساتھ تلبیہ کہتے ہوئے حج کے لیئے روانہ ہوئے اور منیٰ میں پہنچے۔ وہیں ظہر و عصر و مغرب و عشا اور دوسرے روز صبح کی نماز بجالاتے۔ نویں ذی الحجہ کو مع اصحاب کے روانہ ہو کر عرفات میں آئے۔ قریش کی بدعتوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ وُہ مشعر الحرام سے آگے نہیں بڑھتے تھے۔ کہتے تھے کہ ہم ساکنانِ حرم ہیں۔ ہم حرم سے باہر نہیں جاتے۔ اور دُوسرے تمام لوگ عرفات میں آتے تھے اور جب عرفات سے روانہ ہو کر مشعر میں آتے تھے تو قریش ان کے ساتھ مشعر سے منیٰ میں آتے تھے۔ ان کو یہ اُمید تھی کہ آنحضرتؐ بھی ان کی موافقت کریں گے۔ مگر خدا نے یہ آیت نازل فرمائی:- ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ (پ۲ سورۃ بقرہ آیت ۱۹۹) یعنی اُس جگہ سے تم لوگ روانہ ہو جہاں سے اور لوگ روانہ ہوتے ہیں۔" حضرتؐ نے فرمایا اس آیت میں لوگوں سے مُراد جناب ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق علیہم السّلام ہیں اور وُہ انبیاءؑ جو اُن کے بعد مبعوث ہوئے تھے کہ وُہ سب عرفات سے روانہ ہوتے تھے۔ جب قریش نے یہ دیکھا کہ جناب رسُولؐ خدا کا قبہ مشعر الحرام سے عرفات کی طرف گزر گیا ان کے دلوں میں خدشہ پیدا ہوا اس لیئے کہ اُن کو اُمید تھی کہ حضرتؐ بھی ان کے ساتھ ٹھہر جائیں گے اور عرفات میں نہ جائیں گے۔ لیکن حضرتؐ نمرہ تک گئے اور پیلو کے درختوں کے برابر خیمہ برپا کیا۔ اور لوگوں نے اپنے اپنے خیمے حضرتؐ کے خیمے کے گرد لگائے۔ جب زوالِ آفتاب ہو گیا حضرتؐ نے غسل کیا اور قریش اور تمام لوگوں کے ساتھ عرفات میں داخل ہوئے۔ اُس وقت تلبیہ قطع فرمایا اور اُس مقام تک آئے جس کو حضرتؐ کی مسجد کہتے تھے۔ وہاں کھڑے ہوئے اور لوگ آپ کے چاروں طرف کھڑے ہوئے۔ وہاں

حضرتؐ نے خطبہ ادا کیا اور لوگوں کو خدا کے اوامر و نواہی بتائے۔ پھر لوگوں کے ساتھ ایک اذان اور دو اقامت سے نماز ظہر و عصر ادا کی اور محل وقوف پر گئے وہاں ٹھہرے اور لوگ حضرتؐ کے اُونٹ کی طرف پہنچے اور اُس کے نزدیک کھڑے ہوئے۔ حضرتؐ نے اُونٹ کو بڑھایا اور وُہ تمام لوگ بھی بڑھے اور ناقہ کے گرد جمع ہو گئے حضرتؐ نے فرمایا ایہا الناس موقف یہیں میرے ناقہ کے پیروں کے نیچے نہیں ہے بلکہ یہ تمام زمین موقف ہے اور اشارہ اپنے دستِ مبارک سے کیا۔ یہ سُنکر لوگ ہر طرف منتشر ہو گئے۔ اسی طرح لوگوں نے مشعر الحرام میں بھی کیا۔ غرض لوگ عرفات میں غروب آفتاب تک ٹھہرے۔ پھر حضرتؐ نے سامان بار کیا اور تمام لوگوں نے بھی بار کیا۔ حضرتؐ نے ان کو توقف کرنے کا حکم دیا۔ جناب امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ مشرکین آفتاب غروب ہونے سے پہلے سامان بار کر کے روانہ ہو جاتے تھے۔ لیکن جناب رسُولِ خدا نے ان کے خلاف عمل کیا اور غروب آفتاب کے بعد روانہ ہوئے اور فرمایا کہ لوگو حج گھوڑوں کے دوڑانے کو نہیں کہتے اور نہ اُونٹوں کے دوڑانے سے ہوتا ہے بلکہ خدا کا دل میں خوف رکھو اور مناسب طور سے چلو، کمزوروں کو پامال مت کرو۔ کسی مسلمان کو اُونٹ اور گھوڑے سے نہ روندو۔ حضرتؐ اپنے ناقہ کی مہار اس قدر کھینچے ہوئے تھے کہ وُہ تیز نہ چلے یہانتک کہ ناقہ کا سر سامان سے لگ گیا تھا۔ فرماتے تھے کہ اے گروہِ مردم آہستگی اختیار کرو یہانتک کہ مشعر الحرام میں داخل ہوتے۔ پھر وہاں نماز مغرب و عشا ایک اذان اور دو اقامت سے ادا کی اور رات اُسی جگہ بسر کی یہانتک کہ نماز صبح بھی وہیں ادا فرمائی اور بنی ہاشم کے بوڑھوں کو رات منیٰ میں بھیج دیا تھا۔ دُوسری روایت کے مطابق عورتوں کو رات کے وقت بھیجا تھا اور اسامہ بن زید کو اُن کے ساتھ کر دیا تھا۔ اور اُن کو حکم دیا کہ جمرۂ عقبہ میں جب تک آفتاب نہ نکلے پتھر نہ ماریں جب سُورج نکلا مشعر الحرام سے حضرتؐ روانہ ہوئے اور منیٰ میں قیام فرمایا۔ پھر جمرۂ عقبہ میں سات پتھر مارے اور ہدیہ کے اُونٹ جو حضرتؐ اپنے ساتھ لائے تھے چونسٹھ یا چھیاسٹھ تھے اور جو امیر المومنین لائے تھے چونتیس یا چھتیس تھے جملہ دو سو اُونٹ تھے۔ دُوسری روایت کے مطابق جناب امیرؑ اُونٹ نہیں لائے تھے اور حضرتؐ کُل سو۱۰۰ اُونٹ لائے تھے اور جناب امیرؑ کو اپنے ہدیئے میں شریک کر لیا تھا۔ سینتیس اُونٹ آنحضرتؐ کو دیئے۔ پھر آنحضرتؐ نے چھیاسٹھ اُونٹوں کو نحر فرمایا اور حضرت علیؑ نے چونتیس اُونٹوں کو نحر کیا۔ حضرتؐ کے حکم سے اُن سو۱۰۰ اُونٹوں میں ہر ایک کا ایک ٹکڑا گوشت لے کر پتھر کی ایک دیگ میں پکایا اور جناب رسُولِ خدا اور حضرت علیؑ نے اُس کا شوربا تناول فرمایا اور اُن تمام اُونٹوں کا گوشت کھایا اور کھلا دیا۔ ان کی کھالیں اور اُن کے پُشت پر کے ٹاٹ اور پٹے وغیرہ قصابوں کو نہیں دیئے بلکہ سب تصدق فرما دیا۔ پھر حضرتؐ نے سر مونڈوایا اور اُسی روز طواف خانۂ کعبہ کی طرف متوجہ ہوئے اور طواف و سعی عمل میں لائے۔ پھر منیٰ میں واپس آئے اور وہاں ۱۳ ر تاریخ تک ٹھہرے جو آخر ایام تشریق کہے جاتے ہیں۔ اُسی روز تینوں جمرہ پر کنکریاں پھینکیں اور سامان بار کر کے مکہ روانہ ہوئے۔ جب ابطح میں پہنچے تو عائشہؓ نے کہا یا رسُولؐ اللہ آپ کی تمام بیویاں حج و عمرہ اک ساتھ بجا لاتی ہیں اور میں صرف حج کرتی ہوں۔ غرض حضرتؐ نے ابطح میں قیام فرمایا اور اُن کے بھائی عبدالرحمٰن کو اُن کے ہمراہ بھیجا وُہ اُن کو تنعیم لے گئے اور احرام عمرہ باندھا اور آکر خانہ کعبہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیمؑ کے نزدیک دو۲ رکعت نماز طواف ادا کی اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی اور آنحضرتؐ کی خدمت میں واپس آئیں۔ اور اُسی روز کوچ کیا۔ نہ مسجد حرام میں

داخل ہوئیں، نہ کعبہ کا طواف کیا اور جاتے وقت مکہ کے بالائی حصہ عقبۂ مدینین سے داخل ہوئیں اور واپس ہوتے وقت ذی طوٰی مکہ کے زیریں جانب سے آئیں۔

بسند معتبر حضرت امام محمد تقیؑ سے روایت ہے کہ قربانی کے روز مسلمانوں کا گروہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور بعض لوگوں نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ ہم نے رمی جمرہ سے پہلے قربانی کر دی۔ بعض نے کہا کہ ہم نے ذبح کرنے سے پہلے سر مونڈوا لیا۔ ان میں سے بعض نے جو کام پہلے کرنا چاہیئے تھا اُس کو بعد میں کیا اور جو عمل بعد میں کرنا تھا اُسے پہلے بجا لائے۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے فرمایا چونکہ نادانستگی میں کیا ہے اس لیئے کوئی حرج نہیں۔

کتاب خصال میں منقول ہے کہ حجۃ الوداع میں سُورۃ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ (پ۳۰)، ایام تشریق کے دُوسرے روز نازل ہوئی تو حضرتؐ نے سمجھا کہ یہ آخری حج ہے۔ چونکہ وُہ سُورۃ اس پر دلالت کرتا تھا کہ حضرتؐ نے دین کے تمام کام رائج کر دیئے اور لوگوں کے کام سے فارغ ہو چکے۔ اور خدا نے ان کو اب تسبیح و استغفار کرنے کا حکم دیا ہے۔ تو آپؐ اپنے ناقہ عضباء پر سوار ہوئے اور حمد و ثنائے الٰہی بجا لائے اور فرمایا کہ ایہا الناس کہ جو خون زمانۂ جاہلیت میں بہایا گیا وُہ معاف ہے اُس کا قصاص نہیں ہے۔ اور سب سے پہلے میں حارث بن ربیعہ بن حارث کا خون چھوڑتا ہوں جنہوں نے قبیلۂ بنی ہذیل میں دُودھ پیا تھا اور قبیلۂ بنی لیث نے ان کو قتل کیا تھا یا اس کے برعکس۔ اسی سبب سے ان دونوں قبیلوں کے درمیان ہمیشہ جنگ ہوتی رہی۔ پھر فرمایا کہ ہر سُود جو زمانۂ جاہلیت میں قرار دیا گیا تھا باطل ہے اور سب سے پہلے میں عباس بن عبدالمطلب کا سُود برطرف کرتا ہوں جو لوگوں پر باقی ہے۔ ایہا الناس زمانہ بدل گیا اور آج کا دن اُس روز کی طرح ہے جبکہ خداوند عالم نے آسمان و زمین خلق فرمائے اور ماہ و سال مقرر کیئے۔ مہینوں کی تعداد اُسی روز بارہ۱۲ مقرر ہوئی جس روز خدا نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا۔ ان میں سے چار مہینے محترم ہیں جن کی رعایت لازمی ہے اور ان میں جنگ نہیں کرنا چاہیئے۔ اُن میں سے پہلا مہینہ رجب کا ہے جس کو مضر بھی کہتے ہیں جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہوتا ہے۔ اور تین۳ مہینے ذیقعدہ، ذی الحجہ اور محرم ہیں۔ لہٰذا ان مہینوں میں اپنے اُوپر ظلم و ستم مت کرنا۔ بیشک نسی یعنی حرام مہینوں کو ہر سال ایک مہینے کے بعد بڑھاتے رہنا زیادتی و ظلم" زیادتی و ظلم ہی ہے جیسا کہ زمانۂ کفر میں لوگ کرتے تھے کہ ایک مہینے کو ایک سال حلال سمجھتے تھے اور دُوسرے سال اُسی مہینے کو حرام قرار دیتے تھے اور اپنے خیال میں اُس عدد سے موافق کرتے تھے جس کو خدا نے حرام کیا ہے۔ یعنی اُن کی عادت یہ تھی کہ ایک سال محرم کو حرام قرار دیتے تھے اور دُوسرے سال صفر کو، محرم کو حلال کہتے تھے۔ اسی طرح ہر سال اپنی خواہش کے مطابق حرام مہینوں کو چند مہینوں میں مقرر کرتے تھے یہانتک کہ حجۃ الوداع کے سال میں اُس کے موافق ہو گیا تھا جیسا کہ خدا نے مقرر فرمایا تھا اور حرام مہینے اپنی جگہ پر مقرر کیئے تھے۔ ایہا النّاس! شیطان نا اُمید ہو گیا اس سے کہ قیامت تک تمہارے شہروں میں اس کی پرستش کی جائے لیکن شرک کے سوا دُوسرے گناہوں پر راضی ہے۔ ایہا النّاس! تم میں سے جس کسی کے پاس کسی کی امانت ہو اُس کو واپس کر دو۔ دیکھو عورتیں تمہاری اسیر ہیں جن کو تم نے امانتِ الٰہی کے طور پر اختیار کیا ہے اور شریعت خدا کے مطابق ان کی شرمگاہیں اپنے واسطے حلال کی ہیں۔ تو تمہارے ان پر چند حقوق ہیں اور اُن کے بھی

تم پر چند حقوق ہیں۔ تمہارے حقوق میں سے اُن پر یہ ہے کہ دُوسرے شخص کو تمہارے بستر پر نہ آنے دیں اور نیک اُمُور میں تمہاری نافرمانی نہ کریں۔ جب وُہ اس طرح عمل کریں تو تم پر لازم ہے کہ ان کی ضرورت کے مطابق کھانا اور کپڑا اُن کے لیئے مہیا کرو اور اُن کو مارو نہیں۔ ایّہا النّاس! مَیں تم میں دُو چیزیں چھوڑتا ہوں اگر تم ان کو پکڑے رہوگے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے؛ اور وُہ کتاب خدا اور میری عترت ہیں لہٰذا ان کو مضبوطی سے اختیار کرو۔ ایّہا النّاس! آج کون سا دن ہے؟ لوگوں نے عرض کی آج محترم روز ہے۔ پُوچھا یہ کونسا مہینہ ہے عرض کی محترم مہینہ ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ کون شہر ہے؟ عرض کی محترم شہر ہے۔ تو حضرتؐ نے فرمایا بے شک خدا نے تمہارے خون اور مال وغیرہ اسی طرح ایک دُوسرے پر قیامت تک حرام قرار دیا ہے جبکہ خدا سے ملاقات کروگے جس طرح آج کا دن اس مہینے میں حرام قرار دیا ہے۔ لہٰذا مَیں نے تم سے جو کچھ کہا موجود لوگ غیر موجود لوگوں تک پہنچا دیں اس لیئے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا اور کوئی اُمّت تمہارے بعد نہیں ہوگی۔ پھر اپنے ہاتھوں کو حضرتؐ نے اس قدر بلند کیا کہ زیرِ بغل کی سفیدی نمایاں ہوگئی اور فرمایا کہ خداوندا تُو گواہ رہنا کہ جو کچھ ان لوگوں پر تبلیغ کرنا چاہیئے تھا مَیں نے کر دیا۔

کتاب خصائل میں ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار عمرہ بجالائے۔ عمرۂ حُدَیبیہ اور دُوسرے سال عمرۂ قضا، تیسرا عمرۂ جعرانہ اور چوتھا حج کے ساتھ۔

کتاب علل الشرائع میں بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوشیدہ بیس۲۰ حج کیئے۔ اور ہر حج میں جب زمین مشعر الحرام کے قریب پہنچتے تھے سواری سے نیچے اترتے تھے اور پیشاب کرتے تھے۔ راوی نے عرض کی کس سبب سے ایسا کرتے تھے حضرتؑ نے فرمایا اس سبب سے کہ وُہ پہلی جگہ ہے جہاں بتوں کی پرستش کی جاتی تھی۔ اُسی جگہ سے ایک بڑا پتھر نکال کر اور اُس سے قریش کے لیئے ایک بڑا بُت ہُبل تراش کر بنایا گیا تھا جس کو جناب امیرؑ نے آنحضرتؐ کے دوش پر چڑھ کر کعبہ کی چھت سے نیچے پھینکا تھا۔ پھر حضرتؐ کے حکم سے اس کو باب بنی شیبہ کے قریب دفن کر دیا گیا۔ اس سبب سے باب بنی شیبہ سے داخل ہونا سُنّت قرار پایا تاکہ اُس کو پامال کریں۔

ابن ادریس نے بسندِ صحیح امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا نے قریش سے پوشیدہ بیس۲۰ حج کیئے اُن میں سے دس یا سات حج نبوّت سے پہلے بجالائے تھے، اور آنحضرتؐ چار سال کے تھے تو نماز پڑھتے تھے۔ جبکہ جناب ابوطالبؑ کے ساتھ مقام بصری میں شام کی جانب گئے تھے جہاں قریش مکّہ سے تجارت کے لیئے جایا کرتے تھے۔

کلینی اور شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے مدینہ میں آکر صرف ایک حج کیا تھا اور ہجرت سے پہلے تمام حج بجالائے تھے۔ نیز جناب صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا نے دس حج پوشیدہ کیئے تھے اور سب میں پہلے اُتر کر پیشاب کرتے تھے (جیسا کہ اُوپر بیان ہوا) دوسری بہت سی سندوں سے روایت کی گئی ہے کہ حضرتؐ نے بیس۲۰ حج کیئے اور ہر ایک میں مشعر کے تنگ مقام پر اُتر کر پیشاب کرتے تھے۔[۱]

[۱] مولف فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے حج کے متعلق جو مختلف حدیثیں وارد ہوئی ہیں اُن میں سے (باقی بر صفحہ ۸۰۱)

کلینی نے بسندِ صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حجۃ الوداع میں آنحضرتؐ کے اُونٹوں کا نگران جو تھا وُہ ناجیہ ابن جندب خزاعی تھے اور جس نے آنحضرتؐ کے سرِ مبارک کے بال بنائے وُہ معمر بن عبداللہ تھے جو عدی بن کعب کی اولاد سے تھے۔ جس وقت کہ وُہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال بنا رہے تھے، تو قریش نے کہا کہ تیرے ہاتھ میں رسُولؐ اللہ کے کان ہیں یا یہ کہ اس وقت آنحضرتؐ تیرے قبضہ میں ہیں اور تیرے ہاتھ میں استرا بھی ہے۔ یہ سُنکر معمر نے کہا میں اس کو اپنے لیئے خدا کا عظیم فضل سمجھتا ہوں۔ اُس سفر میں معمر آنحضرت کے اُونٹوں کے کجاوے اُونٹوں پر باندھتے تھے۔ ایک رات آنحضرتؐ نے اُن سے کہا کہ آج اُونٹ کا کجاوہ ڈھیلا بندھا ہوا ہے۔ معمر نے کہا میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں مَیں نے بہت مضبوط باندھا تھا جس طرح ہر رات باندھا کرتا تھا۔ لیکن بعض لوگوں نے جو حضرتؐ کی خدمت کرنے کے سبب مجھ سے حسد رکھتے ہیں اُونٹ کے تنگ کو ڈھیلا کر دیا ہے تاکہ میرے بجائے آپ کسی دُوسرے کو مقرر فرما دیں۔ حضرتؐ نے فرمایا مَیں ایسا نہ کروں گا اور تمہاری خدمت کسی دُوسرے کو سُپرد نہ کروں گا۔

بسندِ صحیح حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ تین عمرہ بجالائے ایک عمرہ کا احرام عسفان سے باندھا اور وُہ عمرہ حُدَیبیہ تھا۔ دُوسرا جس کا احرام جحفہ سے باندھا تھا وُہ قضائے عمرۂ حُدَیبیہ تھا۔ تیسرا وُہ عمرہ تھا جس کا احرام جعرانہ سے باندھا تھا جبکہ غزوۂ حنین سے مکّہ واپس آرہے تھے۔ دُوسری موثق روایت میں فرمایا کہ تینوں عمرے ماہِ ذیقعدہ میں واقع ہوئے۔ دُوسری روایت میں فرمایا کہ حضرتؐ نے روئی کے دُو یمنی لباس میں احرام باندھا جن میں سے ایک عبر کا تھا دُوسرا ظفار کا اور اُنہی دونوں کپڑوں میں حضرتؐ کا کفن دیا گیا۔

بسندِ معتبر اُنہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ کعب بن عجرہ کی طرف سے گزرے اُس کے سر سے جوئیں ٹپک رہی تھیں اور وُہ احرام باندھے ہوئے تھا حضرتؐ نے اُس سے پوچھا کہ یہ جوئیں تم کو تکلیف دے رہی ہیں۔ اُس نے کہا ہاں۔ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ (آیت ۱۹۶ سورۃ بقرہ پ۲) "پھر جب تم میں سے کوئی بیمار ہو یا اُس کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو (سر مونڈوانے کا بدلہ) روزہ یا خیرات یا قربانی ہے" حضرتؐ نے اُس کو حکم دیا کہ سر مونڈوالے اور تین دن روزے رکھے اور چھ مسکینوں کو صدقہ دے اور فرمایا کہ ہر مسکین کو دُو مُد دیں اور قربانی کے واسطے ایک گوسفند مقرر فرمایا۔

بسندِ حسن اُنہی حضرتؑ سے روایت کی گئی ہے کہ جناب رسُولِ خدا طواف کے وقت اپنے ناقہ عضبا پر

(بقیہ گزشتہ صفحہ ۸۰۰) ممکن ہے بعض تقیہ کی بناء پر محمول ہوں یا بعض عمرہ کو بھی حج میں شمار کر لیا گیا ہو یا یہ کہ دس حجوں کی حدیث ان حدیثوں پر محمول ہو جو حضرتؐ نبوّت کے بعد بجالائے۔ اور آنحضرتؐ کا پوشیدہ حج کرنا باوجودیکہ کفارِ قریش کو حج پر کوئی اعتراض نہیں تھا یا اسی کی حیثیت سے تھا کہ کفارِ قریش حج غیر وقت میں کیا کرتے تھے یا اُن بدعتوں کی اصلاح کی غرض سے تھا جو اُنہوں نے حج میں قائم کر رکھی تھی اور حضرتؐ نہیں چاہتے تھے کہ ان بدعتوں میں اُن کی موافقت کریں۔ ۱۲

سوار تھے اور ایک ٹیڑھی لکڑی سے جو ہاتھ میں لیئے ہوتے تھے حجرِ اسود کا استلام (بوسہ لینا) کرتے تھے اور اُس لکڑی کو چوم لیتے تھے۔

بسندِ حسن و صحیح امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ اسماء بنت عمیس نفاس میں مبتلا ہوئیں یعنی محمّد بن ابی بکر بیدا میں متولد ہوئے جبکہ حجۃ الوداع کے لیئے حضرتؐ جا رہے تھے۔ جب اسماءؔ نے چاہا کہ ذی الحلیفہ سے احرام باندھیں جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ اپنی شرمگاہ میں رُوئی بھر لیں اور ایک کپڑا اُس پر باندھ لیں اور حج کا احرام باندھ لیں۔ جب مکّہ میں آئے اور اعمال بجا لائے، محمّد بن ابی بکر اٹھارہ روز کے تھے۔ حضرتؐ نے اسماء سے فرمایا کہ غسل کریں اور طواف کریں اور نماز طواف بجا لائیں۔ اور ابھی زچگی کا خوُن اُن کا بند نہیں ہوا تھا۔

سفر حجۃ الوداع میں حضرتؐ کے معجزات میں سے ایک معجزہ کتب معتبرہ میں روایت کیا گیا ہے کہ مکّہ میں حضرتؐ کی خدمت میں ایک بچّہ جس روز وُہ پیدا ہوا تھا لایا گیا۔ حضرتؐ نے اُس بچّہ سے پوُچھا میں کون ہوں وُہ بچّہ خدا کی قدرت سے بولا کہ آپ خدا کے رسولؐ ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا توُنے سچ کہا خدا تجھے برکت عطا فرمائے۔ پھر اُس کے بعد وُہ بچّہ جب تک بڑا نہ ہوا نہ بولا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُعا کا اُس میں یہ اثر ظاہر ہوا کہ وُہ مبارکۂ یمامہ مسمّیٰ ہوا۔

شیخ مفید اور شیخ طبرسی نے خاصہ اور عامہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے حج بیت اللہ کا ارادہ کیا لوگوں کے درمیان حج کی ندا فرمائی جو تمام بلادِ اسلام میں پہنچی جس کو سُنکر اطراف و نواحیِ مدینہ سے بے شمار گروہ حضرتؐ کے پاس جمع ہو گئے تو آنحضرتؐ چھبیس[۲۶] ماہِ ذیقعدہ کو مدینہ سے باہر نکلے۔ چونکہ امیر المومنینؑ یمن میں تھے اُنہوں نے آنحضرتؐ کو خط لکھا کہ میں اسی طرف سے حج کے لیئے حاضر ہوتا ہوں لیکن یہ نہیں لکھا کہ میں نے کس قسم کے حج کا ارادہ کیا ہے۔ غرضکہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج قرآن کے ارادہ سے روانہ ہوئے۔ اپنے ساتھ ہدیئے کے اُونٹ آگے رکھے اور ذی الحلیفہ سے احرام باندھا اور حضوُرؐ کے ساتھ والوں نے بھی احرام باندھا اور اوّل بیدا میں ایک میل کے نزدیک سے تلبیہ کہنا شروع کیا۔ لوگوں نے بھی تلبیہ کی آواز بلند کی اور مدینہ اور مکہ کے مابین صدائے تلبیہ باہم متصل ہو کر کراع الغمیم تک پہنچی۔ کچھ لوگ سوار تھے اور کچھ پیدل تھے۔ پیدل چلنے والوں کو راستہ چلنا دُشوار ہو رہا تھا اور وُہ لوگ بہت تھکے ہوئے پریشان تھے۔ تو جناب رسُولؐ خدا سے پیدل چلنے کی شکایت کی اور حضرتؐ سے سواری طلب کی۔ آپنے فرمایا سواری تو کوئی نہیں ہے البتہ اپنی کمریں مستحکم باندھ لو اور قدم برابر سے اُٹھاؤ۔ جب اُنہوں نے اس پر عمل کیا تو اُن پر پیدل چلنا آسان ہو گیا۔ اُدھر سے جناب امیرؑ اور وُہ لشکر جو آپؑ کے ساتھ تھا سب مکہ کی طرف رُوانہ ہوئے اور وُہ حلّے جو اہلِ نجران سے حاصل کیئے تھے اپنے ساتھ لا رہے تھے۔ جب مکّہ کے قریب آنحضرتؐ پہنچے اُدھر سے جناب امیرؑ بھی آئے اور اپنے لشکر سے پہلے آئے کہ جناب رسُولؐ خدا سے ملاقات کریں۔ اور اپنی جگہ پر ایک شخص کو لشکر پر اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔ غرض کہ حضرت رسُولؐ خدا کے مکّہ پہنچتے ہی امیر المومنینؑ بھی حضرتؐ کی خدمت میں پہنچ گئے اور سلام عرض کیا۔ اور جو کچھ وہاں کام کیا تھا حضرتؐ سے بیان کیا اور اہلِ نجران سے بطور جزیہ جو کچھ

حاصل کیا تھا بیان کیا اور کہا کہ میں نے اپنے لشکر پر سبقت کی تاکہ حضوُرؐ کی خدمت میں جلد حاضر ہو جاؤں۔ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور پوُچھا کہ اے علیؑ تم نے کس حج کا احرام باندھا ہے؟ عرض کی چونکہ میں نہیں جانتا تھا کہ حضوُرؐ نے کس حج کا احرام باندھا ہے اس لیئے نیت کی کہ جس حج کا احرام رسُولؐ خدا نے باندھا ہے اُسی کا میں بھی باندھتا ہوں۔ اور اپنے ساتھ چونتیس اونٹ لایا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اللہ اکبر میں اپنے ساتھ چھیاسٹھ اُونٹ لایا ہوں اور تم چونتیس لائے ہو۔ اور تم میرے حج اور مناسک اور قربانی میں میرے شریک ہو لہٰذا اپنے احرام پر باقی رہو مُحِل مت ہو (یعنی احرام مت کھولو) اور اپنے لشکر کے پاس واپس جاؤ اور جلد اُن کو لے آؤ تاکہ مکّہ میں ہم سب ایک ساتھ جمع ہو جائیں انشاء اللہ تعالیٰ۔ جناب امیرؑ آنحضرتؐ سے رخصت ہو کر اپنے لشکر کی طرف واپس روانہ ہوئے۔ تھوڑی دُور چلے تھے کہ لشکر سے مل گئے دیکھا کہ جو حلّے اُن کے پاس رکھوائے تھے سب نے پہن لیئے ہیں۔ یہ دیکھ کر آپ کو بہت غصّہ آیا اور اُن لوگوں کے اس فعل کو ناپسند کیا۔ اور جس کو اپنا قائم مقام بنایا تھا اُس سے جواب طلب کیا کہ کس سبب سے حلّے تم نے ان کو دے دیئے قبل اس کے کہ آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کیئے جاتے حالانکہ میں نے تم کو اس کی اجازت نہیں دی تھی۔ اُس نے کہا کہ ان لوگوں نے مجھ سے خواہش کی کہ ان حلّوں سے آراستہ ہو کر احرام باندھیں پھر محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو واپس دے دیں گے۔ پھر حضرتؐ نے اُن لوگوں سے وُہ حلّے لے لیئے اور سامان میں باندھ دیئے۔ اس سبب سے ان کے دلوں میں حضرتؐ کی طرف سے کینہ پیدا ہو گیا۔ مکّہ میں پہنچے تو آنحضرتؐ سے جناب امیرؑ کی بہت شکایتیں کیں۔ جناب رسولِ خدا نے ان کے درمیان منادی کرائی کہ اپنی زبانوں کو علیؑ بن ابی طالبؑ کی شکایت سے روک لو کیونکہ وُہ خدا کی رضا کے معاملہ میں سخت ہیں اور دینِ خدا میں کسی کی مروّت نہیں کرتے۔ تو اُن لوگوں نے حضرتؐ کی شکایت سے اپنی زبانیں بند کیں اور جناب رسولؐ خدا کے نزدیک ان کی قدر و منزلت سمجھے کہ حضرتؐ اس پر غضبناک ہوتے ہیں جو ان کی شکایت کرتا ہے جناب امیرؑ جناب رسُولِ خدا کی تاسّی میں اپنے احرام پر قائم رہے۔ مسلمانوں میں سے بہت سے لوگ ایسے ساتھ تھے جو ہدیئے کے جانور نہ لائے تھے تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ (آیت ۱۹۶ سُورۃ بقرہ پ۲)، یعنی "خدا کی خوشنودی کے لیئے اپنے حج اور عمرہ کو تمام کرو"۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ قیامت تک کے لیئے عمرہ حج میں داخل ہو گیا اور اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دُوسرے میں پیوست کر کے دکھایا۔ اور فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ ایسا ہو گا ہرگز ہدیئے کے جانور نہ لاتا۔ پھر منادی کرائی کہ تم میں سے جو شخص سیاقِ ہدی نہ کیئے ہو وُہ مُحِل ہو جائے اور اُس کو چاہیئے کہ اپنے حج کے احرام کو احرام عمرہ سے بدل دے اور جو شخص سیاق ہدیٰ کیئے ہو اُس کو اپنے احرام پر باقی رہنا چاہیئے۔ یہ سُنکر کچھ لوگوں نے اطاعت کی اور بعض لوگوں نے نہ مانا اور اس معاملہ میں لوگوں کے درمیان بہت اختلاف ہوا۔ بعض کہتے تھے کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال پریشان اور غبار آلوُد ہیں ہم کیونکر سلے ہوئے کپڑے پہنیں، اپنی عورتوں سے مقاربت کریں اور خوشبودار تیل کی اپنے بدنوں پر مالش کریں۔ بعضوں نے کہا تم کو شرم نہیں آتی کہ مکّہ سے عرفات کی طرف جاتے ہو حالانکہ تمہارے سروں سے غسل کا پانی ٹپک رہا ہے اور رسُولِ خدا اپنے احرام پر قائم ہیں۔ یہ تنازعات سُنکر آنحضرتؐ

نے ان کو بڑی تاکید فرمائی جو لوگ اس بارے میں مخالفت کر رہے تھے اور فرمایا کہ اگر میں سیاقِ ہدی نہ کیئے ہوتا تو میں بھی مُحِل ہو جاتا اور اُس کو عمرہ سے بدل دیتا۔ لہٰذا جو شخص سیاق ہُدی نہ کیئے ہو اُس کو چاہیئے کہ مُحِل ہو جاتے۔ یہ سُنکر بعض حق پر پلٹ آئے اور بعض برخلاف قائم رہے۔ اور جو شخص کہ مخالفت پر ہمیشہ قائم و باقی رہا وُہ عمر بن الخطاب تھے۔ حضرتؐ نے اُن کو بلایا اور فرمایا کہ اے عمرؓ کیا سبب ہے کہ تم مُحِل نہیں ہوئے شاید سیاق ہدی تم نے کیا ہے۔ وُہ بولے نہیں۔ تو حضرتؐ نے فرمایا پھر کیوں مُحِل نہیں ہوئے حالانکہ میں نے حکم دیا ہے کہ جو سیاق نہ کیئے ہو وُہ مُحِل ہو جائے۔ کہا یا رسُولؐ اللہ جب تک آپ احرام میں ہیں میں مُحِل نہ ہونگا یہ سُنکر حضرتؐ نے فرمایا تم کبھی مرتے دَم تک حج تمتع پر ایمان نہ لاؤ گے۔ اور جیسا کہ حضرتؐ نے فرمایا تھا وُہ حضرت حج تمتع کے منکر ہی رہے۔ یہانتک کہ اپنے زمانۂ خلافت میں ایک روز منبر پر گئے اور حج تمتع سے لوگوں کو منع کر دیا اور سختی کی کہ کوئی شخص حج تمتع نہ بجا لائے۔ چنانچہ خاصہ و عامہ نے متواتر طریقوں سے روایت کی ہے کہ جناب عمرؓ نے کہا کہ دو متعہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ میں رائج تھے میں ان دونوں کو حرام کرتا ہوں اور جو عمل میں لائے گا اُس کو سخت سزا دوں گا۔ ایک متعۃ النساء۔ دوسرے متعہ حج۔

جب جناب رسُولِ خدا اعمالِ حج سے فارغ ہوتے امیرالمومنین کو اپنے قربانی کے جانوروں میں شریک کیا پھر وہاں سے کُوچ کر کے مدینہ کی طرف واپس روانہ ہوئے۔ جناب امیرؑ اور تمام مُسلمان حضرتؐ کے ساتھ تھے۔ جب آنحضرتؐ غدیرِ خم پر پہنچے جو اُس زمانہ میں قافلوں کے ٹھہرنے کی جگہ نہ تھی اس لیئے کہ وہاں پانی تھا نہ چراگاہ تھی لیکن حضرتؐ نے اُس مقام پر قیام فرمایا اور تمام مسلمان بھی ٹھہرے۔ اور حضرتؐ کے قیام کرنے کا سبب یہ ہوا کہ قرآن کی آیتیں نہایت تاکید کے ساتھ حضرتؐ پر نازل ہوئیں کہ جناب امیرؑ کو اپنے بعد خلافت کے لیئے مقرر فرما دیں۔ اور اس سے پہلے بھی اس بارہ میں آنحضرتؐ پر وحی نازل ہو چکی تھی لیکن ایسی تاکید و سختی نہ تھی۔ اسی لیئے حضرتؐ نے تاخیر فرمائی تاکہ ایسا نہ ہو کہ اُمّت کے درمیان اختلاف ہو اور اُن میں سے بعض لوگ دین سے منحرف ہو جائیں۔ اور خداوندِ عالم جانتا تھا کہ اگر غدیرِ خم سے گزر جائیں گے تو تمام مُسلمان اپنے اپنے شہروں کو متفرق ہو جائیں گے۔ اس لیئے خدا نے چاہا کہ اسی مقام غدیر پر مسلمان جمع ہو جائیں تاکہ سب کے تمام امیرالمومنین پر نص ہوتے ہوتے سُن لیں اور اس بارے میں حجت تمام ہو جائے اور مسلمانوں میں کسی کو کوئی عذر باقی نہ رہے۔ اور یہ آیت نازل فرمائی:۔ يَاأَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ یعنی اے پیغمبرؐ لوگوں کو وُہ حکم پہنچا دو جو تمہارے پروردگار کی طرف سے (علیؑ بن ابی طالبؑ کی امامت اور اُمّت میں ان کو اپنا خلیفہ قرار دینے کے بارے میں) تم پر نازل ہو چکا ہے۔ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (پ۶ سورۃ مائدہ آیت۶۷) اگر تم نے وُہ حکم نہ پہنچایا تو خدا کی رسالت ہی ادا نہیں کی۔ اور خدا تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔" اس میں تبلیغ کی تاکید فرمائی ہے اور آنحضرتؐ کو تاخیر کرنے سے ڈرایا ہے اور آنحضرتؐ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھنے کی ضمانت لے لی ہے اسی سبب سے حضورؐ نے ایسے مقام پر قیام فرمایا جو ٹھہرنے کی جگہ نہ تھی اور تمام مسلمان بھی حضرتؐ کے گرد جمع ہو گئے۔ اُس روز گرمی شدت کی تھی۔ حضرتؐ کے حکم سے ایک درخت کے نیچے کانٹے صاف کیئے گئے اور

اُونٹ کے کجاوے ایک پر ایک رکھ کر منبر بنایا اور منادی کرا دی کہ سب لوگ حضرتؐ کے پاس جمع ہو جائیں اُن میں سے اکثر گرمی کی شدت کے سبب اپنی چادروں کو پیروں میں لپیٹے ہوئے تھے۔ غرض جب لوگ جمع ہو گئے تو حضرتؐ اُن کجاووں کے منبر پر تشریف لے گئے اور امیرالمومنین کو اپنے پاس منبر پر طلب فرمایا، اور اپنی داہنی جانب کھڑا کیا۔ پھر خطبہ پڑھا جس میں حمد و ثنائے الٰہی ادا فرمایا اور بلیغ موعظے کیئے اور اپنی وفات کی لوگوں کو اطلاع دی کہ مجھ کو درگاہِ ربّ العزّت میں طلب کیا گیا ہے اور عنقریب میں خدا کی طلبی کو منظور کروں گا۔ وقت وُہ آگیا ہے کہ میں تم لوگوں سے جُدا ہو جاؤں گا اور اس دارِ فانی کو وداع کروں گا اور آخرت کے درجاتِ عالیہ کی طرف رحلت کروں گا۔ اور یقیناً تم میں ایسی دو چیزیں چھوڑتا ہوں کہ اگر اُن سے متمسک رہو گے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ وُہ کتابِ خدا اور میری عترتؑ ہے جو میرے اہلبیتؑ ہیں۔ اور یقیناً یہ دونوں آپس سے جُدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوضِ کوثر پر پہنچیں۔ پھر بآوازِ بلند اُن لوگوں سے سوال کیا کہ کیا میں تمہاری جانوں پر تم سے زیادہ حق نہیں رکھتا؟ تمام مسلمانوں نے جواب دیا خدا گواہ ہے کہ آپؐ کو ہم پر ہم سے زیادہ حق ہے۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ نے امیرالمومنین کا بازو پکڑ کر اُن کو اس حد تک اُٹھایا کہ حضرتؐ کی زیرِ بغل کی سفیدی نمایاں ہو گئی۔ اور فرمایا کہ میں جس کا مولا اور اُس کے نفس کا مالک ہوں اُس کا یہ علیؑ بھی مولا اور اُس کے نفس سے اُس پر زیادہ اختیار رکھنے والا ہے۔ خداوندا تو دوست رکھ اُس کو جو علیؑ کو دوست رکھے اور دُشمن رکھ اُس کو جو علیؑ کو دُشمن رکھے، اور مدد کر اُس کی جو علیؑ کی مدد کرے اور چھوڑ دے اُس کو جو علیؑ کو چھوڑ دے۔ یہ فرما کر حضرتؐ منبر سے نیچے اُتر آئے۔ وقت زوال کے قریب ہو چکا تھا اور گرمی کی بے حد شدت تھی۔ حضرتؐ نے دو رکعت نماز ادا کی اتنے میں زوالِ آفتاب ہو گیا۔ مؤذن نے اذان دی اور حضرتؐ نے سب کے ساتھ نماز ظہر ادا فرمائی اور اپنے خیمہ میں واپس آئے۔ اور حکم دیا تو لوگوں نے حضرتؐ کے خیمہ کے پاس ہی ایک خیمہ امیرالمومنین کے واسطے نصب کیا۔ جناب امیرؑ اُس میں بیٹھے۔ جناب سرورِ کائنات نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ جوق جوق اُن حضرتؑ کی خدمت میں جائیں اور اُن جناب کو امامت و خلافت کی تہنیت اور مبارکباد دیں اور مومنین کی بادشاہی اور امیر ہونے پر اُن کو سلام کریں اور کہیں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ یہ حکم سُنکر تمام مسلمانوں نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے اپنی بیویوں اور تمام مسلمانوں کی عورتوں کو حکم دیا کہ حضرت علیؑ کو اُن کے پاس جا کر تہنیت اور مبارکباد دیں اور امارتِ مومنین پر اُن کو سلام کریں۔ تو سب نے تعمیل کی اور ان تمام لوگوں میں سب سے زیادہ اہتمام عمر بن خطابؓ نے کیا اور دوسروں سے زیادہ خوشی اور مسرّت کا اظہار کیا۔ اور مبارکباد دینے کے سلسلہ میں جناب امیرؑ سے کہا:۔ بَخٍ بَخٍ لَكَ يَا عَلِيُّ أَصْبَحْتَ مَوْلَايَ وَمَوْلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ۔ یعنی مبارک ہو مبارک ہو تم کو اے علیؑ آج تم نے صبح کا کس قدر مبارک مُنہ دیکھا کہ تم میرے آقا اور ہر مومن و مومنہ کے آقا ہو گئے۔" حسان بن ثابتؓ آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور اجازت طلب کی کہ ایک قصیدہ امیرالمومنینؑ کی مدح میں لکھیں جس میں غدیر کا واقعہ اور اُن جناب کا خلافت کے لیئے منتخب کیا جانا اور وُہ دُعائیں جو جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اُن حضرتؑ کے حق میں فرمائی ہیں ذکر کریں۔ حضرتؐ نے اجازت دی تو وُہ ایک بلندی پر آئے۔ وُہ مشہور قصیدہ بآوازِ بلند لوگوں کو سنایا جس کا تذکرہ

بطریق متواتر خاصہ اور عامہ نے کیا ہے۔ جناب رسُولِ خدا نے حسّانؓ کی تعریف کی اور فرمایا اے حسّان تم ہمیشہ رُوح القدس سے تائید یافتہ رہو گے جب تک اپنی زبان سے ہماری مدد کرتے رہو گے۔ اور یہ اشارہ آنحضرتؐ کا تھا اِس پر کہ وُہ امیرالمومنینؑ کی ولایت پر قائم و باقی نہ رہے گا۔ چنانچہ اس کا اثر حضرتؐ کی وفات کے بعد ظاہر ہوا۔

سید ابن طاؤس اور شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی وغیرہم اور خاصہ اور عامہ کے محدّثین نے متعدد طریق سے جناب امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسُولؐ خدا تمام شرائع دین لوگوں کو پہنچا چکے سوائے حج اور ولایت امام ہمام علیؑ بن ابی طالب کے تو جبریلؑ نازل ہوتے اور کہا اے پیغمبرؐ آپؐ کو خلاّقِ عالم سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ مَیں نے کسی پیغمبرؑ کو دُنیا سے نہیں اُٹھایا مگر اپنے دین کو تمام اور اپنی حجتوں کو پُورا کرنے کے بعد۔ لہٰذا ابھی دوؔ عظیم باتیں رہ گئی ہیں چاہیئے کہ تم اپنی قوم کو ضرور وُہ باتیں پہنچا دو۔ ایک فریضۂ حج دوسرا تمہارے بعد فریضۂ ولایت وخلافت ہے۔ کیونکہ مَیں نے کبھی زمین کو اپنی حجت و ہادی سے خالی نہیں رکھا ہے اور آئندہ بھی قیامت تک خالی نہ رکھوں گا۔ لہٰذا اس وقت آپ کو خدا کا حکم یہ ہے کہ فریضۂ حج لوگوں کو تعلیم فرمائیں۔ لہٰذا حج کو روانہ ہوں اور آپ کے ساتھ ہر اُس مُسلمان کو حج کے لیئے جانا چاہیئے جس کو مقدرت اور استطاعت ہو جو لوگ یہاں موجود ہیں یا مدینہ کے اطراف میں ہیں بادیہ نشین سب کو مسائل حج تعلیم فرمائیں جس طرح ان کو نماز و روزہ و زکوٰۃ وغیرہ کی تعلیم دی ہے لہٰذا حج کے ارکان وغیرہ بھی تعلیم فرمایئے۔ غرض پیغمبرؐ نے لوگوں کے درمیان منادی کرا دی کہ پیغمبرؐ خدا حج کے لیئے جا رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم لوگوں کو مناسکِ حج تعلیم فرمائیں۔ پھر آنحضرتؐ اور آپ کے ساتھ لوگ مدینہ سے روانہ ہوئے اور آنحضرتؐ کے تمام افعال و حرکات وسکنات کو بغور دیکھتے جاتے۔ جو کچھ حضرتؐ عمل کرتے وُہ لوگ بھی آپ کی متابعت کرتے یہاں تک کہ حضرتؐ نے اُن لوگوں کے ساتھ حج ادا کیا۔ حضرتؐ کی خدمت میں مدینہ والے اور اُس کے اطراف و جوانب کے لوگ اور اہلِ عرب جملہ ستر ہزار اشخاص تھے یا اصحاب جناب موسیٰؑ کی تعداد سے زیادہ جو ستر ہزار تھے اور جناب موسیٰؑ نے حضرت ہارونؑ کی بیعت اُن سے لی تھی۔ اور اُن لوگوں نے بیعت توڑ کر گوسالہ اور سامری کی متابعت کی۔ اسی طرح جناب رسُولِ خدا نے علیؑ بن ابی طالبؑ کی خلافت کے لیئے ایک جماعت سے بیعت لی جو حضرت موسیٰؑ کے اصحاب کی تعداد کے برابر تھے۔ تو ان لوگوں نے بھی جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد بیعت توڑی اور اس اُمّت کے گوسالہ اور سامری کی متابعت کی جو فلاں اور فلاں مشہور ہیں۔ یہ پیروی تھی گزشتہ اُمتوں کی موافقت میں اور ایک نظیر تھی سابقہ گمراہوں کی۔

جب آنحضرتؐ حج کے لیئے روانہ ہوئے لوگوں کی کثرتِ ہجوم کے سبب تلبیہ کی آواز مکہ و مدینہ کے درمیان متصل ہو کر گونجی۔ جب آنحضرتؐ نے عرفات میں قیام فرمایا جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا اے محمدؐ خداوند عالمین آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ آپ کی وفات قریب آگئی ہے اور آپ کی عمر آخر ہو چکی ہے لہٰذا اپنے عہد کو پُورا کیجیے اور اپنی وصیت کو آگے بڑھایئے اور جو کچھ آپ کے پاس علوم ہیں جو مَیں نے آپ پر نازل کیئے ہیں اور گزشتہ پیغمبروں کے علوم سب کے سب اپنے وصی اور خلیفہ کو سپرد کر دیجیئے جو میری مخلوق پر

میری حجت بالغہ ہے یعنی علیؑ بن ابی طالبؑ کو اور اُن کو ایک علَم اور لوگوں کے درمیان ایک نشان قرار دیجیئے جس سے لوگ راہِ ہدایت پائیں گے۔ اور ان کی اطاعت اور پیمان اور بیعت لوگوں پر تازہ کیجیئے اور اُن کو وُہ عہد و پیمان جو مَیں نے اُن سے اپنی بیعت ومیثاق اور پیمان مضبوط لیئے تھے اور وُہ عہد جو ولایت و امامت علیؑ بن ابی طالبؑ کے بارہ میں کہ میرا دوست ہے اور ان لوگوں کا بلکہ ہر مومن و مومنہ کا مولا ہے مَیں نے پہلے سے بھیجا ہے یاد دلایئے اور مضبوط کیجیئے اِس لیئے کہ مَیں نے اپنے کسی پیغمبر کی رُوح قبض نہیں کی مگر بعد اس کے جبکہ اپنے دین کو کامل کر لیا اور اپنی نعمتیں پُوری کر دیں اس شرط پر کہ میرے دوستوں سے محبت اور میرے دشمنوں سے عداوت رکھیں۔ اور یہی میری توحید پرستی اور میرا دین ہے اور میری مخلوق پر میری نعمتوں کا پُورا ہونا میرے ولی کی متابعت اور اطاعت کرنے سے ہے۔ اور یہ اس لیئے ہے کہ مَیں زمین کو بغیر ہادی کے کبھی خالی نہیں چھوڑتا۔ لہٰذا آج مَیں نے آپ کے واسطے آپ کا دین کامل کیا اور اپنی نعمتیں آپؐ پر پُوری کیں اور آپ کے واسطے اپنے ولی علیؑ کی ولایت و محبت کے ساتھ دین اسلام کو پسند کیا جو میرا بندہ اور میرے پیغمبرؐ کا وصی اور اُس کے بعد خلیفہ اور میری حجت کاملہ میری مخلوق پر ہے جس کی اطاعت محمدؐ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت ہے اور اُن کی اطاعت میری اطاعت ہے۔ تو جس نے علیؑ کی اطاعت کی تو اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے اُن کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی۔ مَیں نے اُس کو ایک علَم اور نشان اپنے اور اپنی مخلوق کے درمیان قرار دیا ہے۔ جس نے اُس کو پہچانا وُہ مومن ہے، جو شخص اُس کا منکر ہے کافر ہے! اور جو شخص کسی دُوسرے کو بیعت میں اُس کے ساتھ شریک کرے وُہ مشرک ہے۔ اور جو شخص اُس کی ولایت اور امامت کے اعتقاد کے ساتھ میرے پاس آئے گا وُہ داخل بہشت ہو گا اور جو شخص اُس کی عداوت کے ساتھ آئے گا جہنّم میں جائے گا۔ لہٰذا اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) علیؑ کو میری مخلوق کے درمیان علَم و نشان قرار دیجیئے اور اُن لوگوں سے اس کی بیعت لیجیئے اور میرا وُہ عہد و پیمان جو (روزِ الست) مَیں اُن سے لے چکا ہوں اُن کو یاد دلایئے۔ بیشک میں آپ کو دُنیا سے اُٹھانے والا اور اپنے جوارِ رحمت میں طلب کرنے والا ہوں۔ یہ احکام سُنکر جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی قوم سے خوفزدہ ہوتے کہ ایسا نہ ہو کہ اہلِ شقاق ونفاق پراگندہ ہو جائیں اور اپنی جاہلیت اور کُفر کی طرف پلٹ جائیں۔ کیونکہ آنحضرتؐ جانتے تھے کہ اُن کو علیؑ سے کس درجہ عداوت ہے اور اُن کی طرف سے اُن کے دلوں میں کس قدر کینے بھرے ہوتے ہیں۔ لہٰذا جبریلؑ سے فرمایا کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ سے سوال کریں کہ مجھ کو منافقوں کے شر سے محفوظ رکھے۔ اور آنحضرت اسی کا انتظار کر رہے تھے کہ جبریلؑ خدا کی جانب سے حفاظت کی خوشخبری لے کر آئے۔ لہٰذا آنحضرتؐ نے مسجد خیف تک اس حکم کی تبلیغ ملتوی فرمائی۔ پھر مسجد خیف میں جبریل علیہ السّلام نازل ہوتے اور کہا کہ عہدِ ولایت کی تبلیغ فرمائیں اور علی علیہ السّلام کو اپنا قائم مقام بنائیں۔ لیکن محافظت کا وعدہ بیان نہ کیا جو حضرتؐ نے طلب کیا تھا اس لیئے حضرتؐ نے پھر تاخیر فرمائی اور کراع الغمیم تک پہنچے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے۔ وہاں پھر جبریلؑ نازل ہوتے لیکن حفاظت کی آیت نہ لائے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ اے جبریلؑ میں اپنی قوم سے ڈرتا ہوں کہ وُہ میری تکذیب کریں گے اور علیؑ کے بارے میں میرا قول تسلیم نہ کریں گے۔ پھر وہاں سے کُوچ کیا اور مقام غدیر خم تک پہنچے جو جحفہ سے تین میل

پہلے ہے تو جبریل علیہ السلام نازل ہوئے جبکہ دوپہر ہو چکی تھی اور حکم تاکیدی نہایت سخت اور ساتھ ہی دشمنوں کے شر سے حفاظت کے وعدہ کے ساتھ لائے اور کہا یا رسولؐ اللہ خداوند عظیم وجلیل آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے پیغمبرؐ بزرگ! علیؑ کے بارے میں جو حکم تم پر نازل ہو چکا ہے اُس کی تبلیغ کر دو۔ اگر نہ کیا تو خدا کی رسالت ہی نہ پہنچائی؛ اور خدا تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ حضرتؐ کے ہمراہیوں کا پہلا قافلہ جحفہ تک پہنچا تھا۔ جبریلؑ نے حضرتؐ سے کہا کہ جو لوگ آگے چلے گئے ہیں ان کو واپس بُلا لیجیے اور جو لوگ پیچھے رہ گئے ہیں ان کو آگے جانے دیجیے جب تک کہ علیؑ کو خلافت کے لیئے مقرر نہ فرمالیں اور علیؑ کی شان میں جو کچھ خدا نے بھیجا ہے لوگوں تک نہ پہنچا دیں۔ اور اطمینان دلایا کہ خداوند عالم آنحضرتؐ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ جب آنحضرتؐ کو دشمنوں کے شر سے حفاظت کا وعدہ خدا کی جانب سے پہنچ گیا تو منادی کرائی کہ تمام لوگ آنحضرتؐ کے پاس جمع ہوں اور آگے بڑھ جانے والوں کو واپس بُلا لیا اور باقی لوگوں کو روک لیا۔ جبریلؑ نے خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرتؐ کو بتایا کہ داہنی راہ کی جانب متوجہ ہوں جہاں اب مسجد غدیر ہے۔ وہاں چند خاردار درخت تھے حضورؐ کے حکم سے اُن درختوں کے نیچے صفائی کی گئی اور چند کجاووں کو اکٹھا کر کے منبر بنایا گیا تاکہ لوگوں سے خطاب فرما سکیں۔ غرض اسی مقام پر سب لوگ جمع ہوئے اور جو لوگ آگے بڑھ گئے تھے واپس آ گئے آنحضرتؐ اُس منبر پر تشریف لے گئے اور حمد و ثنائے الٰہی بجا لائے۔ فرمایا کہ حمد اور ہر طرح کی تعریف اُس خدا کے لیئے ہے جو اپنی یکتائی میں بلند مرتبہ ہے اور اپنی قدرت سے مخلوق سے نزدیک ہے۔ اور اپنی بادشاہی میں سب سے بڑا ہے اور تمام مخلوقات میں اس کی حکمت ظاہر ہے اور اس کا علم تمام چیزوں پر محیط ہے۔ اُس نے اپنی قدرت اور اس کے اظہار کے لیئے تمام خلق کو مغلوب و مقہور کر رکھا ہے۔ وُہ ہمیشہ بلند و بزرگ ہے اور ہمیشہ حمد و ستائش کا مستحق رہے گا۔ بلند آسمانوں کا پیدا کرنے والا زمین پست کا وسیع کرنے والا ہے۔ اُس کی جلالت و قدرت اُس کے آسمانوں میں ظاہر ہے۔ وُہ بُرائیوں سے بے انتہا مقدس و پاک ہے اور عیبوں سے منزّہ و بری ہے۔ فرشتوں اور رُوحوں کا پروردگار ہے اپنی تمام مخلوق پر فضل کرنے والا ہے اور نعمتیں عطا کرتا ہے اس کو جس کو اپنی بارگاہِ جلال کے نزدیک مقرب قرار دیتا ہے۔ اور تمام آنکھوں کو دیکھتا ہے کوئی آنکھ اُس کو نہیں دیکھ سکتی۔ کریم ہے، بُردبار ہے، صاحبِ علم و وقار ہے۔ اُس کی رحمت تمام چیزوں کے اُوپر ہے اور اپنی نعمت کے ساتھ تمام چیزوں پر احسان کیئے ہوئے ہے اپنی عدالت سے بندوں سے انتقام نہیں لیتا بلکہ تفضّل کرتا ہے اور عذاب کے مستحقین پر عذاب میں سبقت نہیں کرتا۔ وُہ لوگوں کے دلوں کے رازوں کا جاننے والا ہے اور ان کے دلوں پر مطلع ہے کوئی پوشیدہ چیز اُس سے چھپی ہوئی نہیں ہے اور کوئی امر مخفی اُس پر مشتبہ نہیں۔ ہر چیز کا احاطہ کیئے ہوئے ہے اور سب پر غالب ہے اور ہر چیز سے زبردست ہے اور ہر چیز سے طاقت والا ہے۔ کوئی چیز اُس کے مثل نہیں ہے اُس نے تمام چیزوں کو پیدا کیا جبکہ کوئی چیز نہیں تھی۔ وُہ ہمیشہ رہنے والا ہے جس کو زوال نہیں ہے وُہ لوگوں میں عدالت کے ساتھ قائم ہے۔ سوائے اس کے کوئی خدا نہیں۔ وُہ جو ارادہ کرتا ہے اُس پر غالب ہے اُس کے تمام کام حکمت و مصلحت پر مبنی ہیں وُہ اس سے بلند تر ہے کہ عقلیں اس کو ادراک کر سکیں اور وُہ عقلوں کا ادراک کرنے والا ہے اور وُہ اُمور کے لطائف سے آگاہ ہے اور اشیاء کے دقائق (باریکیوں) سے آگاہ ہے اور اُمور کی پوشیدہ حقیقت

پر مطلع ہے کوئی شخص ازروئے مشاہدہ و معاینہ اُس کی مدح نہیں کر سکتا اور کوئی نہیں جانتا کہ وُہ آشکارا اور پوشیدہ کیسے ہے مگر جس طرح اُس نے خود بتا دیا ہے۔ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ وُہی خدا ہے اُس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے اور نہ کوئی معبود اُس کے سوا پرستش کے قابل ہے۔ اُس کے آثار قدس و تنزّہ سے عالم بھرا ہوا ہے اور ظاہری نور ازل سے ابد تک کو روشن کیئے ہوئے ہے۔ وُہ خدا وُہ ہے جو کسی صاحب رائے کے مشورہ کے بغیر اپنا حکم جاری کرتا ہے۔ تقدیر میں اُس کے ساتھ کوئی اُس کا شریک و سہیم نہیں۔ اس کی تدبیروں میں کوئی نقص و فرق نہیں ہوتا۔ جس چیز کو پیدا کیا اُس کی صورت بنائی بغیر اس کے کہ کوئی مثال اُس کے سامنے ہو اور جو کچھ پیدا کیا بغیر کسی کی مدد کے پیدا کیا یا اس کو اُس میں کوئی مشقت ہوئی ہو یا اُس میں کچھ غور و فکر کی ہو بلکہ صرف اپنی قدرت سے پیدا کیا تو وُہ وجود میں آ گئیں۔ وُہ تمام چیزوں کو عدم کی پوشیدگی سے وجود میں لایا تو وُہ ظاہر ہو گئیں لہٰذا پیدا کرنے والا وہی ہے اُس کے سوا کوئی نہیں۔ اُس نے اپنی صنعتیں بہت بہتر بنائیں اور بیحد احسانات کیئے ہیں۔ وُہ ایسا عادل ہے کہ ہرگز ظلم نہیں کرتا۔ اور وُہ سب سے زیادہ کریم ہے کہ تمام اُمور اُسی کی طرف منتہی ہوتے ہیں۔ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ وُہ ایسا خدا ہے کہ ہر شے اُس کی بلندی کے سامنے پست ہے اور ہر شے اُس کی سطوت و ہیبت کے سامنے جھکی ہوئی اور سرنگوں ہے۔ وُہ ملکوں کا مالک ہے اور آسمانوں کا بلند کرنے والا ہے اور خلائق کے لیئے آفتاب و ماہتاب کا تسخیر کرنے والا ہے کہ ہر وقتِ مقررہ پر جاری ہوتا ہے وُہ پردۂ شب کو دن کے چہرہ پر کھینچ دیتا ہے اور دن کی چادر رات کے مُنہ پر ڈال دیتا ہے ایسی حالت میں کہ دن رات کو طلب کرتا ہے۔ ہر کینہ پرور سرکش کا سرِ غرور توڑنے والا اور ہر باغی شیطان کا ہلاک کرنے والا ہے۔ اُس کی کوئی نظیر اور مثال نہیں۔ وُہ یکتا ہے۔ حاجتوں میں تمام خلق کا مقصود ہے۔ وُہ کسی کا باپ نہیں اور نہ کسی سے پیدا ہوا ہے۔ اس کے لیئے کوئی بیماری نہیں ہے۔ کوئی اُس کا ہمسر و مقابل نہیں۔ وہ یکتا معبود اور بڑا پرورش کرنے والا ہے۔ جو ارادہ کرتا ہے عمل میں لاتا ہے جو چاہتا ہے حکم کرتا ہے اور تمام چیزوں کا جاننے والا ہے۔ ہر چیز کا احصا کرنے والا ہے۔ وُہ مار ڈالتا ہے اور مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ وہی فقیر و غنی کرتا ہے۔ وہی ہنساتا اور رُلاتا ہے۔ وُہی ایک دُوسرے کو باہم نزدیک و دُور کرتا ہے کبھی اپنی بخششیں روک دیتا ہے اور کبھی عطا فرماتا ہے۔ بادشاہی اُسی کے لیئے مخصوص ہے۔ وُہی تمام تعریفوں کا سزاوار ہے۔ ہر طرح کی بھلائی اُسی کے اختیار میں ہے اور وُہ ہر شے پر قادر ہے۔ وہی رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے بیشک وہی غالب اور بخشنے والا اور دُعاؤں کا قبول کرنے والا ہے اور بڑی بخششیں کرنے والا ہے۔ نفوس کا احصا کرنے والا اور جن و انس کا پالنے والا ہے۔ کوئی امر اُس کے لیئے مشکل نہیں۔ اور فریاد کرنے والوں کی آہ و زاری اُس کو اذیت نہیں پہنچاتی اور گڑگڑانے والوں کی آواز اس کو دل تنگ نہیں کرتی۔ نیکوں کی حفاظت کرنیوالا اور نجات پانے والوں کو توفیق دینے والا ہے۔ مومنوں کا آقا اور تمام عالمین کا پروردگار ہے۔ وُہ خدا ہی ہے جو اپنی تمام مخلوقات کے نزدیک نعمتوں کے وقت اور بلاؤں کی حالت میں اور سختی اور اُمید میں حمد و شکر کا مستحق ہے۔ مَیں اُس پر اُس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسُولوں پر ایمان لایا ہوں اُس کا حکم سُنتا اور اس کی اطاعت کرتا ہوں اور ہر اُس چیز کی طرف سبقت کرتا ہوں جس کو وُہ پسند کرتا ہے اور اُس کی فرمانبرداری میں رغبت کی وجہ سے اور

اُس کی سزا کے خوف سے اُس کی قضا کا مطیع ہوں کیونکہ وُہ ایسا خدا ہے جس کے عذاب سے بےخوف نہیں ہونا چاہیئے اور اُس کی ہمسائگی سے نہیں ڈرنا چاہیئے۔ میں اپنے متعلق اس کا بندہ ہونے کا اقرار کرتا ہوں اور اُس کی پروردگاری کی گواہی دیتا ہوں اور اُس نے جو کچھ مجھ پر وحی بھیجی ہے تم کو پہنچاتا ہوں اس خوف سے کہ اگر وُہ نہ پہنچاؤں تو مجھ پر اُس کا سخت عذاب نازل ہوگا جس کو کوئی شخص دفع نہیں کرسکتا اگرچہ اس کی عظیم کوشش کرے کیونکہ بجُز اُس کے کوئی خدا نہیں ہے۔ کیونکہ اُس نے مجھے آگاہ کر دیا ہے کہ اگر میں اُس کا یہ حکم تم لوگوں تک نہ پہنچاؤں گا تو اُس کا کوئی پیغام ہی نہ پہنچایا ہوگا۔ اور بلاشبہ وُہ لوگوں کے شر سے میری حفاظت کا ضامن ہوگیا ہے اور وہی دُشمنوں کے شر سے بچانے والا اور اپنے دوستوں پر کرم کرنے والا ہے۔ اُس نے مجھ پر یہ وحی بھیجی ہے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ ؕ وَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ یَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (آیت ۶۷ پ ۶ سورۃ المائدہ) اے رسُولؐ پہنچا دو وُہ حکم جو تم پر نازل ہو چکا ہے۔ اور اگر تم نے نہ پہنچایا تو خدا کی رسالت ہی نہیں ادا کی۔ اور اللہ تعالیٰ تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا" اے گروہِ مردمان! میں نے ان احکام کے پہنچانے میں کوئی کمی نہیں کی جو مجھ پر نازل کیئے گئے تھے۔ اور اب اس آیت کے نازل ہونے کا سبب تم سے بیان کرتا ہوں۔ وُہ یہ کہ مجھ پر تین مرتبہ جبریلؑ نازل ہوئے۔ ہر مرتبہ خدا کی جانب سے سلام پہنچایا اور حکم دیا کہ اس مقام پر قیام کروں اور ہر سفید و سیاہ کو آگاہ کر دوں کہ علیؑ بن ابی طالبؑ میرا بھائی، میرا وصی، میرا خلیفہ اور میرے بعد میری اُمّت کا پیشوا ہے۔ اور میرے نزدیک اُس کی قرب و منزلت ویسی ہی ہے جیسے ہارونؑ کی جناب موسیٰؑ کے نزدیک ہے مگر میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ اور وُہ خدا و رسُولؐ کے بعد تمہارا مولا ہے۔ اور خدا نے اس مطلب کو قرآن کی اس آیت میں واضح کیا ہے:- اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوۡلُهٗ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوا الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَهُمۡ رٰکِعُوۡنَ (پ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۵۵)۔ یعنی تمہارا ولی امر تو بس خدا اور اُس کا رسُولؐ ہے اور وُہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں وُہ نماز کو قائم کرتے ہیں اور حالتِ رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں" آنحضرتؐ نے فرمایا کہ بیشک علیؑ نے نماز قائم کی اور حالتِ رکوع میں زکوٰۃ دی۔ اور اُن کے ان تمام افعال میں خدا کی رضا انکی غرض تھی اور ان کی نیت خالص تھی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ پھر میں نے جبریلؑ سے سوال کیا کہ وُہ جناب مقدس الٰہی سے میرے لیئے اس پیغام کی تبلیغ سے معافی چاہیں کیونکہ خدا سے ڈرنے والے کم ہیں اور منافقین زیادہ۔ اور مکّاروں کے مکر سے میں واقف ہوں اور اسلام کا مذاق اُڑانے والوں کے فریب سے آگاہ ہوں جن کی خداوندِ عالم نے اپنی کتاب میں خود مذمّت فرمائی ہے کہ وُہ زبانوں سے وُہ بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے اور گمان کرتے ہیں کہ یہ معمولی بات ہے حالانکہ خدا کے نزدیک بہت عظیم ہے اور ان لوگوں نے مجھ کو بہت اذیتیں پہنچائی ہیں یہانتک کہ میرا نام ہی اذن رکھ دیا ہے اس لیئے کہ علیؑ ہمیشہ میرے ساتھ رہتے ہیں اور میں ہر وقت اُنہی کی طرف متوجّہ رہتا ہوں اور اُن کی بات سُنتا ہوں یہانتک کہ خدا تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:- وَمِنۡهُمُ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ النَّبِیَّ وَیَقُوۡلُوۡنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلۡ اُذُنُ خَیۡرٍ لَّكُمۡ یُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَیُؤۡمِنُ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ (آیت ۶۱ سورۃ توبہ، پ ۱۰) منافقوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو رسُولؐ کو ایذا دیتے

ہیں اور کہتے ہیں کہ وُہ مجسّم کان ہے یعنی ہر ایک کی بات سُن لیتا ہے اور مان لیتا ہے۔ اے رسُولؐ کہہ دو کہ وُہ تمہارے لیئے بھلائی ہی کا سُننے والا ہے۔ وُہ خدا پر ایمان رکھتا ہے اور مومنین کی باتوں کی تصدیق کرتا ہے پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر چاہوں تو اُن منافقوں کے نام بھی بتا سکتا ہوں ان کی طرف اشارہ کرنا چاہوں تو کر سکتا ہوں اور اگر ان کو پہچنوانا چاہوں تو پہچنوا بھی سکتا ہوں لیکن خدا کی قسم ان کے معاملات میں مہربانی برتتا ہوں اور اُن کو رُسوا نہیں کرنا چاہتا۔ اور باوجود ان تمام باتوں کے جو میں نے کیں جانتا ہوں کہ خدا بغیر اُس حکم کی تبلیغ کے راضی نہ ہوگا جو مجھ پر نازل فرمایا ہے۔ پھر حضرتؐ نے دوبارہ اُسی آیۃ بَلِّغۡ کی تلاوت فرمائی اور کہا اَیُّهَا النَّاس آگاہ ہو جاؤ کہ خداوندِ عالم نے تمہارا حاکم علیؑ کو مقرر فرمایا ہے۔ وُہ تمہارا ولی اور تمہارے امر کا سب سے زیادہ مستحق ہے تمہارا امام و پیشوا ہے اور خدا نے اس کی اطاعت تمام مہاجرین و انصار پر فرض کی ہے اور اُس گروہ و جماعت پر جو مہاجرین و انصار کی نیکی میں متابعت کرتے ہیں اور ہر شہر و قریہ میں بسنے والوں پر اور تمام عرب و عجم والوں پر اور ہر بندہ و آزاد پر اور ہر چھوٹے اور بڑے پر اور ہر سفید و سیاہ پر اور ہر اُس شخص پر جو خدا کی اس کی وحدانیت کے ساتھ پرستش کرتا ہے۔ خدا کا حکم نافذ ہے اور اُس کا ارشاد جاری ہے اور اُس کا فرمان اٹل ہے۔ جو شخص اس کی یعنی علیؑ کی مخالفت کرے گا وُہ ملعون ہے اور جو شخص اس کی متابعت کرے گا اُس پر خدا کی رحمت ہے اور جو شخص اس کی تصدیق کرے گا اور اس کی بات سُنے گا اور اطاعت کرے گا خداوند کریم اُس کو بخش دے گا۔ اے گروہِ مردمان یہ آخری موقع ہے کہ میں ایسے مجمع میں کھڑا ہوں لہٰذا میری بات سُنو اور اطاعت کرو اور خدا کے حکم کی فرمانبرداری کرو۔ بیشک حق تعالیٰ تمہارے نفسوں کا مالک ہے وُہ تمہارا پیدا کرنے والا ہے۔ اُس کے بعد اُس کا رسُولؐ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہاری جانوں کا مالک ہے اور وُہ تمہارے سامنے کھڑا ہے اور تمہاری مصلحتوں اور بھلائیوں کا قائم کرنے والا ہے اور جو کچھ تمہارے واسطے ضروری ہے وُہ تم کو بتلا رہا ہے۔ پھر میرے بعد تمہارا حاکم علیؑ ہے وُہ خدا کے حکم سے تمہارا پیشوا ہے۔ اُس کے بعد قیامت تک جس روز کہ خدا و رسُولؐ سے ملاقات کرو گے، امامت اُس کی ذرّیت میں اُس کے فرزندوں میں ہے جس کو خدا نے حلال کر دیا ہے اُس کے سوا کوئی حلال نہیں ہے اور جس کو خدا نے حرام کر دیا ہے اُس کے سوا کوئی چیز حرام نہیں ہے۔ اُس نے مجھ کو تمام حلال و حرام پہچنوا دیا ہے اور جو کچھ خدا نے مجھے تعلیم کی تھی میں نے علیؑ کو اُن سب سے آگاہ کر دیا ہے اور اُن کو تعلیم دے دی ہے۔ اے گروہِ مردمان کوئی علم نہیں مگر یہ کہ خدا نے مجھ کو تعلیم فرما دی ہے۔ اور جو کچھ خدا نے مجھے سکھایا پڑھایا ہے میں نے وُہ سب امام المتقین علیؑ بن ابی طالبؑ کی ذات میں احصا کر دیا اور سب کچھ اس کو تعلیم دے دی ہے۔ وہی امام مبین ہے جس کے بارے میں خدا نے قرآن میں فرمایا ہے وَكُلَّ شَیۡءٍ اَحۡصَیۡنٰهُ فِیۡۤ اِمَامٍ مُّبِیۡنٍ (پ ۲۲ سورۃ یٰسین آیت ۱۲) یعنی ہم نے ہر چیز کو امام مبین میں گھیر دیا ہے" اے گروہِ مردم اُس سے منکر مت ہو اور نفرت و تکبّر اُس کی ولایت قبول کرنے میں نہ کرو۔ حالانکہ وُہ حق کی جانب تمہاری ہدایت کرتا ہے اور حق پر عمل کرتا ہے۔ باطل کو مٹاتا ہے اور اُس سے روکتا ہے۔ اُس کو ملامت کرنیوالوں کی ملامت راہِ خدا سے باز نہیں رکھتی۔ بیشک وُہ اس اُمّت میں پہلا شخص ہے جو خدا اور اُس کے رسُولؐ پر ایمان لایا اور وہی ہے جس نے رسُولؐ پر اپنی جان فدا کر دی۔ وہی ہے جو خدا کے رسُولؐ کے ساتھ معبود کی عبادت کرتا تھا

جس وقت کہ اُس کے سوا مردوں اور عورتوں میں کوئی عبادت نہیں کرتا تھا۔ اے گروہ مردمان اس کو سب پر تفضیل دو کیونکہ خدا نے اس کو تفضیل دی ہے اور قبول کرو کیونکہ خدا نے اس کو تمہارا حاکم مقرر کیا ہے۔ اے گروہ مردمان وُہ خدا کی جانب سے تمہارا امامؑ ہے۔ خدا کسی کی توبہ قبول نہیں کرتا جو اس کی ولایت سے انکار کرتا ہے اور اس کو نہیں بخشتا۔ اور یہ امر خدا نے اپنے اُوپر لازم قرار دے لیا ہے کہ اس شخص کے بارے میں ایسا ہی کرے گا جو علیؑ کے بارے میں اُس کے حکم کی مخالفت کرتا ہے اور اُس کو ہمیشہ ہمیشہ عذاب عظیم میں مبتلا رکھے گا کہ کبھی اُس کا عذاب ختم نہ ہوگا۔ لہٰذا اُس کی مخالفت سے پرہیز کرو کیونکہ اگر اس کی مخالفت کرو گے تو اُس آگ کے ایندھن بن جاؤ گے جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے اور جس کو خداوندِ عالمین نے کافروں کے واسطے مہیا کیا ہے۔ ایّہا النّاس! خدا کی قسم گزشتہ انبیاءؑ و مرسلینؑ نے میرے بارے میں بشارت دی تھی اور میں خاتم المرسلین ہوں اور زمین و آسمان کی تمام مخلوقات پر خدا کی حجّت ہوں۔ تو جو شخص شک کرے گا وُہ کافر ہے گزشتہ اہلِ جاہلیت کے کفر کے مانند اور جس نے میری ایک بات میں بھی شک کیا تو اُس نے تمام رسالت میں شک کیا اور جو میرے کلام میں شک کرے اُس کی بازگشت جہنم کی طرف ہے۔ اے گروہِ مردمان! خدا نے احسان فرمایا ہے اور مجھ کو اس فضیلت کے ساتھ بلند مرتبہ قرار دیا اور یہ صرف اُس کا فضل و احسان ہے۔ اور اُس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے وُہی ہر حال میں ابدالآباد تک میری طرف سے حمد کا سزاوار ہے۔ اے گروہِ مردمان علیؑ کو تفضیل دو بے شبہ وُہ میرے بعد تمام مردوں اور عورتوں سے افضل ہے۔ حق تعالیٰ ہماری برکت سے خلائق کو روزی دیتا ہے اور ان کو مہالک سے نجات بخشتا ہے۔ وُہ شخص ملعون و مغضوب ہے جو میری بات مجھ پر رد کرے اگرچہ اُس کی طبیعت کے موافق نہ ہو۔ بے شک جبرئیلؑ نے خداوندِ عالم کی جانب سے مجھ کو ایسی خبر دی ہے۔ وُہ کہتے ہیں کہ جو شخص علیؑ کی دُشمنی اختیار کرے گا اور اُس کی امامت کا اقرار نہ کرے گا اُس پر خدا کی لعنت اور اس کا غضب ہوگا لہٰذا ہر شخص کو ہر آن غور کرنا چاہیئے کہ وُہ اپنے واسطے کل قیامت کے روز کے لیئے کیا بھیجتا ہے۔ اے لوگو خدا سے ڈرو اس بات سے کہ علیؑ کی مخالفت کرو۔ ایسا نہ ہو کہ دین میں ثابت قدمی کے بعد تمہارے پیروں کو لغزش ہو جائے۔ یقیناً تمہارے اعمال کا خدا نگران ہے۔ اے گروہِ مردمان علی جنب اللہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ اُس کے مخالفین قیامت میں کہیں گے یٰحَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُّ فِیْ جَنْۢبِ اللّٰهِ (پ۲۴ سورۃ زمر آیت۵۶) یعنی ہزار افسوس اُس پر کہ ہم نے جنب اللہ کے بارے میں یعنی ولایت علیؑ بن ابی طالبؑ کے بارے میں قصور کیا"۔ اے گروہ مردمان قرآن میں غور و فکر کرو اور اُس کی آیتوں کو سمجھو اور اُس محکم آیتوں کی طرف نظر کرو اور اس کے متشابہات کی متابعت مت کرو۔ خدا کی قسم کوئی شخص اُس کی ڈرانے والی آیتوں کو اور اُس کی تفسیر کو تم پر ظاہر و واضح نہیں کریگا سوائے اُس کے جس کا ہاتھ پکڑ کر میں اُونچا کرتا اور جس کے بازوؤں کو بلند کرتا ہوں اور تم سب کے سب اُس کو دیکھتے ہو۔ میں تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ جس کا مولا میں ہوں اُس کا مولا یہ علیؑ ہے۔ اور یہ علیؑ ابن ابی طالبؑ ہے میرا بھائی میرا وصی۔ اور اس کی مولائیت کا حکم مجھ پر خدا کی جانب سے نازل ہوا ہے۔ اے گروہِ مردم علیؑ اور میری اولاد میں سے پاک و طاہر لوگ ثقل خورد ہیں جنکو میں تمہارے درمیان چھوڑتا ہوں اور قرآن ثقل بزرگ ہے۔ اور ثقل اُس چیز کو کہتے ہیں جس کی برداشت لوگوں کے دلوں پر گراں ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ ان دونوں میں سے ہر ایک ایک دُوسرے کی تصدیق کرنے والی اور ایک

دُوسرے کے موافق ہے اور آپس سے جُدا نہ ہوں گی یہانتک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں۔ اور میرے اہلبیتؑ خدا کی مخلوق کے درمیان خدا کی امانت ہیں اور اُس کی زمین میں حکیم الٰہی ہیں۔ بیشک میں نے رسالت ادا کر دی اور وحی الٰہی کی تبلیغ کر دی اور جو کچھ چاہیئے تھا سُنا دیا اور جو کچھ مجھ پر نازل ہوا تھا میں نے واضح کر دیا۔ یقیناً میں نے جو کچھ کہا ہے خدا نے فرمایا تھا اور میں نے خدا کی طرف سے پہنچایا ہے۔ بلا شبہ سوائے میرے اس بھائیؑ کے جو پہلو میں کھڑا ہے کوئی امیر المومنین نہیں ہے۔ میرے بعد سوائے اس کے کسی کو مومنین کی بادشاہی سزاوار نہیں۔ پھر اپنا ہاتھ حضرت علیؑ کے بازو پر رکھا اور اُن کو اس قدر بلند کیا کہ اُن کے پیر آنحضرتؐ کے زانو مبارک تک پہنچ گئے۔ اور جب منبر پر تشریف لے گئے تھے تو حضرت علیؑ کو طلب فرما کر اپنے سے ایک زینہ نیچے کھڑا کیا تھا۔ غرض حضرتؐ نے پھر فرمایا کہ اے لوگو! یہ علیؑ میرا بھائی میرا وصی اور میرے علوم کا جاننے والا ہے میری اُمّت پر میرا خلیفہ ہے اور کتاب خدا کی تفسیر کرنے میں میرا جانشین ہے اور لوگوں کو خدا کی طرف بلانے والا ہے اور جو کچھ خدا کو پسند ہے اُسی پر عمل کرنے والا ہے اور دُشمنانِ خدا سے جنگ کرنے والا ہے اور خدا کی اطاعت کرنے والوں سے دوستی و محبت کرنے والا ہے اور خدا کی معصیت سے روکنے والا ہے۔ یہی رسُولؐ خدا کا خلیفہ اور یہی مومنوں کا امیر ہے۔ یہی ہدایت کرنے والا پیشوا ہے، یہی بیعت توڑنے والوں، ظلم و ستم کرنے والوں، اور دین سے خارج ہو جانے والوں کو خدا کے حکم سے قتل کرنے والا ہے۔ یاد رکھو کہ جو کچھ میں نے کہا ہے اس میں کچھ تغیّر و تبدّل نہ ہوگا۔ یہ سب میں نے خدا کے حکم سے کہا ہے۔ خداوندا تُو دوست رکھ اُس کو جو علیؑ کو دوست رکھے اور دُشمن رکھ اس کو جو اُس کو دُشمن رکھے اور لعنت کر اُس پر جو اس سے انکار کرے، اور غضب فرما اُس پر جو اُس کے حق کا مُنکر ہو۔ خداوندا تُو نے مجھ پر ظاہر کیا ہے اور اپنا حُکم نازل فرمایا ہے کہ امامت تیرے ولی علیؑ کے لیئے ہے اس وقت کہ میں لوگوں کے لیئے بیان کر رہا ہوں اور امامت کے لیئے اُس کو مقرر کر دُوں اس لیئے کہ تُو اپنے بندوں پر اُس کے دین کو کامل کر دے اور اپنی نعمتیں اُن پر تمام کر دے اور ان کے لیئے دینِ اسلام کو پسند فرمائے۔ پھر فرمایا:۔ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (پ۳ سورۃ آل عمران آیت۸۵) یعنی جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی اور دین اختیار کرے گا تو اُس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وُہ آخرت میں نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوگا"۔ خداوندا میں تجھ ہی کو گواہ کرتا ہوں کہ جو کچھ اس بارے میں تُو نے مجھے حکم دیا تھا میں نے لوگوں کو پہنچا دیا۔ اے لوگو! خداوندِ عالمین نے علیؑ کی امامت کے ذریعہ سے تمہارے دین کو کامل کر دیا۔ تو جو شخص اُس کی اور اس کے فرزندوں میں سے اماموں کی اقتدا نہ کرے گا جو قیامت تک عالمین کے اعمال کو خدا کی بارگاہ میں پیش کرنے والے ہیں تو حق تعالیٰ اُس کے اعمال کو ضائع کر دے گا اور وُہ ہمیشہ ہمیشہ جہنّم میں رہیں گے نہ اُن کے عذاب میں کمی کی جائے گی نہ اُن کو مہلت دی جائے گی اے گروہِ مسلمانان! یہ ہیں علیؑ تمہارے سب سے بڑے مددگار اور میرے نزدیک تمہارے سب سے زیادہ مستحق اور تم میں میرے سب سے زیادہ مقرب اور تم میں میرے نزدیک سب سے زیادہ عزیز اور میں اور خداوند جلیل دونوں اُس سے خوشنود اور راضی ہیں۔ اور کوئی آیت خدا کے پسندیدہ لوگوں کی شان میں نازل نہیں ہوئی مگر یہ کہ اُس کی شان میں

بھی نازل ہوئی اور خدا نے قرآن میں یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کہہ کر خطاب نہیں کیا مگر یہ کہ ابتدا علیؑ سے کی ہے اور مقصود اصلی وہی ہیں۔ اور کوئی آیت اور کوئی وحی قرآن میں نہیں آئی مگر یہ کہ اُس کی شان میں۔ اور بہشت کے حقدار ہونے کی گواہی سورۃ هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ الخ میں نہیں دی ہے مگر اس کے لیئے اور وُہ پورا سورۃ اس کے سوا کسی کے حق میں نازل نہیں ہوا اور اس سُورۃ میں اُس کے سوا کسی اور کی مدح نہیں کی ہے۔ اے گروہِ مسلمانان! علیؑ دین خدا کے مددگار رہیں اُس کے رسُولؐ کی حمایت میں جہاد کرنے والے ہیں۔ وُہ پاکیزہ کردار، پرہیزگار، ہدایت یافتہ اور ہدایت کرنے والے ہیں۔ تمہارا پیغمبرؐ بہترین انبیاءؑ اور تمہارا وصیؑ اُن پیغمبروں کے تمام وصیوں سے بہتر ہے اور اس کے فرزند بہترین اوصیائے پیغمبران ہیں۔ اے لوگو! ہر پیغمبر کی ذرّیت اُسی کے صلب سے ہوئی لیکن میری ذرّیت علیؑ کے صلب سے ہے۔ اے لوگو! بے شک شیطان لعین نے آدمؑ کو حسد کے سبب سے بہشت سے نکالا۔ لہٰذا علیؑ پر حسد مت کرو ورنہ تمہارے اعمال حبط (ضائع) ہوجائیں گے۔ اور راہِ ایمان سے تمہارے قدم ڈگمگا جائیں گے۔ بیشک آدمؑ ایک غلطی کے سبب زمین پر بھیج دیئے گئے۔ حالانکہ وُہ خدائے جلیل کے برگزیدہ تھے تو پھر حق کی مخالفت میں تمہارا کیا حال ہوگا حالانکہ تم جیسے ہو تم خود جانتے ہو۔ اور تم میں سے کچھ جماعت خدا کی دشمن ہے بیشک علیؑ کو دشمن نہیں رکھتا مگر بدبخت۔ اور دوست نہیں رکھتا علیؑ کو مگر پرہیزگار اور ایمان نہیں لاتا علیؑ پر مگر مومن جو اپنا ایمان خدا پر خالص رکھتا ہے۔ خدا کی قسم علیؑ کی شان میں سورۂ عصر نازل ہوا ہے۔ اے گروہِ مردم میں نے خدا کو گواہ قرار دیا اور اپنی رسالت تم کو پہنچا دی اور رسُولؐ پر پہنچا دینے کے سوا کچھ نہیں۔ اے گروہِ مردمان خدا سے ڈرو جو ڈرنے کا حق ہے اور دینِ اسلام پر مرو۔ اے لوگو! خدا اور رسُولؐ پر اور اس نور پر ایمان لاؤ جو رسُولؐ کے ساتھ نازل ہوا ہے؛ اور وُہ علیؑ بن ابی طالبؑ ہے۔ اے لوگو! نورؔ، خدا کی جانب سے مجھ میں جاری ہوا ہے پھر علیؑ بن ابی طالب میں پھر اُس کی نسل میں جو برحق آئمہ ہیں قائم مہدیؑ تک وُہ علیؑ جو خدا کا حق اور ہمارے حقوق حاصل کرتا ہے اس لیئے کہ ہم کو خداوند عالم نے خطا کاروں، دشمنوں، مخالفوں، خیانت کرنے والوں، گنہگاروں، ظالموں اور تمام اہلِ عالمین پر حجت قرار دیا ہے۔ اے گروہِ مردمان! تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ میں خدا کا رسُولؐ ہوں جس طرح مجھ سے پہلے اُس کے رسُولؑ گزرے ہیں۔ تو اگر میں مر جاؤں یا قتل کر دیا جاؤں تو کیا تم اپنے پیچھے پلٹ جاؤ گے اور مرتد ہوجاؤ گے۔ تو جو شخص دین سے پھر جائے گا تو وُہ خدا کا کچھ نقصان نہ کریگا وُہ تو شکر کرنے والوں کو عنقریب اچھا بدلہ دے گا۔ سمجھ لو کہ علیؑ صبر و شکر کی صفتوں سے متصف ہے اُس کے بعد اُس کے فرزند جو اُس کی صلب سے ہوں گے ان صفات سے موصوف ہوں گے۔ اے مسلمانو! خدا پر اپنے اسلام کا احسان مت رکھو ورنہ وُہ تم پر غضبناک ہوگا اور تم پر عذابِ عظیم کا اس کو حق ہوگا۔ بیشک وُہ صراط پر کافروں کو بدلا دینے والا ہے۔ اے مُسلمانوں کے گروہ میرے بعد چند پیشوا ہوں گے جو لوگوں کو جہنّم کی طرف بلائیں گے اور قیامت کے دن ان کی مدد نہ کی جائے گی۔ لوگو! خدا اور میں دونوں اُن سے بیزار ہیں۔ لوگو! یہ پیشوائے ضلالت اور اُن کے پیرو، اطاعت و اتباع کرنے والے جہنّم کے سب سے نیچے طبقے میں ہوں گے اور غرور کرنے والوں کی کیا بُری جگہ ہے۔ بیشک وُہ اصحابِ صحیفہ ہیں لہٰذا اُن کو چاہیئے کہ اپنے صحیفہ میں دیکھیں کہ کیا لکھ رکھا ہے۔ امام محمد باقرؑ

نے فرمایا کہ لوگوں نے نہیں سمجھا کہ صحیفہ سے مُراد کیا ہے سوائے چند لوگوں کے جو اُس صحیفہ میں شریک تھے صحیفہ سے مُراد وُہ عہد نامہ تھا جو اسی سفر میں منافقوں نے کعبہ کے سامنے تحریر کیا اور آپس میں عہد کیا تھا کہ علیؑ کو خلیفہ نہ ہونے دیں گے۔ غرض آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے مُسلمانوں کے گروہ بیشک میں خلافت کو اپنی اولاد میں روزِ قیامت تک کے لیئے ایک امانت اور وراثت کے طور پر سپُرد کرتا ہوں اور بلاشبہ میں نے پہنچا دیا جس پر مامور ہوا تھا تاکہ حجت ہو ہر اُس شخص پر جو حاضر ہے اور جو غائب ہے اور ان میں سے جو حاضر ہیں ہر ایک پر اور اُن میں سے جو نہیں حاضر ہیں ہر ایک پر خواہ وُہ پیدا ہو چکے ہیں یا پیدا نہیں ہوتے ہیں۔ لہٰذا جو لوگ حاضر ہیں اُن کو چاہیئے کہ غیر حاضر لوگوں کو یہ خبر پہنچا دیں اور اپنے بعد اپنی اولادوں کو قیامت تک آگاہ کرتے رہیں۔ بہت جلد ایسا ہوگا کہ لوگ میری خلافت غصب کرکے بادشاہی میں تبدیل کر دیں گے خدا غصب کرنے والوں پر اور اُن کی مدد کرنے والوں پر لعنت کرے۔ وُہ لوگ اُس وقت عقوبت و سزا سے بھرے ہوتے اس خطاب کے مستحق ہونگے سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَیُّهَا الثَّقَلٰنِ ۝ یُرْسَلُ عَلَیْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّ نُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ۝ (سورۃ رحمٰن آیت ۳۱ و ۳۵ پ۲۷) ترجمہ: "اے جن و انس ہم عنقریب تمہاری طرف متوجّہ ہوں گے تم دونوں پر آگ کا سبز شعلہ اور سیاہ دھواں چھوڑ دیا جائیگا تو تم کسیطرح نہ بچ سکو گے"۔ اے گروہِ مردم خداوند عالم تم کو یُونہی نہ چھوڑ دے گا یہاں تک کہ خبیث کو طیب سے جُدا کر دے یعنی مومن کو منافق سے۔ اور خداوند عالم کسی کو غیب پر مطلع نہیں کرتا جب تک فتنہ نہیں ہوتا، مومن اور منافق کو تم نہیں پہچان سکتے۔ اے گروہِ مردمان کوئی قریہ ایسا نہیں جس کے باشندوں کو اپنے پیغمبروں کی تکذیب کرنے سے نہ ہلاک کیا ہو۔ اسی طرح خدا ہلاک کرتا ہے اُن شہر والوں کو جو ظالم ہیں جیسا خدا نے قرآن میں ذکر فرمایا ہے۔ لوگو! یہ علیؑ تمہارا امام اور تمہارا والیٔ امر ہے۔ خدا کے وعدوں کا محل ہے کہ اُس نے رجعت اور قیامت میں اُس کے لیئے وعدہ فرمایا ہے اور خدا اپنے وعدوں کو سچ کر دکھاتا ہے۔ اے لوگو! تم سے پہلے اکثر لوگ دین سے ڈگمگا گئے تو خدا نے ان کو ہلاک کر دیا۔ اسی طرح آنے والوں کو ہلاک کرے گا۔ اے گروہِ مردمان! بیشک خدا نے مجھ کو اپنے امر و نہی سے آگاہ فرمایا اور میں نے علیؑ کو آگاہ کر دیا ہے اور اُس نے خدا کی جانب سے اوامر و نواہی کو سمجھ لیا ہے۔ لہٰذا علیؑ کا حکم سُنو تاکہ دُنیا اور عقبیٰ کی پریشانیوں سے محفوظ رہو اور اس کی اطاعت کرو تاکہ دینِ خدا کی طرف ہدایت پاؤ اور اس کی نہی سے باز آؤ تاکہ رشد و صلاح حاصل کرو۔ اور میری اور اس کی طرف اس کی راہِ حق پر رہو دُوسری راہوں کی طرف پراگندہ مت ہو۔ اے گروہِ مردمان میں صراطِ مستقیم ہوں جس کی اطاعت کرنے کا خدا نے تم کو حکم دیا ہے۔ غرض میرے بعد علیؑ پھر ان کے فرزند جو ان کے صلب سے ہوں گے امام و پیشوا ہیں اور حق کے ساتھ ہدایت کریں گے اور لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ عدالت کریں گے۔ پھر حضرتؐ نے سُورۂ حمد کی آخر تک تلاوت کی اور فرمایا کہ یہ سُورۃ انہی لوگوں کے بارے میں نازل ہوا ہے اور اُن سب کے سب کو گھیرے ہوئے ہے اور اُنہی سے مخصوص ہے۔ وُہ لوگ خدا کے دوست ہیں۔ ان کے لیئے نہ کوئی ہراس ہے نہ خوف ہے اور نہ وُہ قیامت میں اندوہناک ہوں گے۔ بیشک یہی لوگ خدا کے گروہ ہیں اور خدا کا گروہ کامیاب ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ دشمنانِ علیؑ اہلِ شقاوت ہیں جنہوں نے حق سے تجاوز کیا ہے اور شیطانوں کے بھائی ہیں جو سخن باطل آپس میں ایک دُوسرے کے دلوں میں ڈالتے ہیں جس کو

انہوں نے ایک دُوسرے کو فریب دینے کے لیئے آراستہ کیا ہے۔ بیشک دوستانِ علیؑ اور اُن کی ذریت ایسے چند مومن ہیں جن کی توصیف کی جانب خدا نے اس آیت میں اشارہ کیا ہے :۔ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ (پ۲۸ سورۃ مجادلہ آیت ۲۲) یعنی اُس گروہ کو جو خدا اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے تم اُس شخص سے دوستی و محبت کرتے ہوئے نہ پاؤ گے جو خدا اور رسولؐ کا دشمن ہے اگرچہ وُہ دشمنانِ خدا و رسولؐ اُن کے باپ دادا یا لڑکے بالوں یا بھائی بند یا کنبے والوں میں سے ہوں"۔ بیشک دوستانِ علیؑ ایسے مومن ہیں جن کی خدا نے اس آیت میں مدح کی ہے :۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ (پ۷ سورۃ انعام آیت ۸۲) یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم کا لباس نہیں پہنایا اُنہی کے لیئے امن و امان ہے اور وہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں"۔ پھر فرمایا ہے[ع] کہ بیشک اُن ائمہ کے دوست وُہ ہیں جو بہشت میں امن و امان کے ساتھ داخل بہشت ہوں گے اور فرشتے اُن کو سلام کرتے ہوئے ان کا استقبال کریں گے اور کہیں گے کہ خوش آمدید بہشت میں داخل ہو جاؤ اور ہمیشہ اُس میں رہو۔ بیشک اُن کے دوست وُہ ہیں جن کے بارے میں فرماتا ہے کہ وُہ بے[ع] حساب داخل بہشت ہوں گے اور اُن کے دُشمن جہنم کے ایندھن ہیں۔ ان کے دشمن وُہ ہیں جو جہنم سے صدائے مہیب سُنیں گے اور اُس کا جوش و خروش دیکھیں گے جبکہ وُہ جہنم میں داخل ہوں گے تو ایک گروہ دُوسرے گروہ پر لعنت کریگا بیشک ان کے دُشمن وُہ ہیں جن کے حق میں خلاقِ عالم نے فرمایا ہے کہ جب وُہ فوج فوج جہنم میں ڈالے جائیں گے تو خازنانِ جہنم اُن سے پُوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس عذاب سے ڈرانے والا کوئی رسُول نہیں آیا تھا؟ وُہ کہیں گے کہ بلاشبہ آیا تھا لیکن ہم نے اس کی تکذیب کی اور کہا کہ وُہ جھوٹ کہتا ہے خدا نے کوئی حکم نازل نہیں کیا ہے۔ بیشک اُن کے دوست وُہ ہیں جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اُن چیزوں سے جو اُن کی نگاہوں سے پوشیدہ ہیں اُنہی کے لیئے گناہوں کی معافی ہے اور اجرِ عظیم ہے۔ اے لوگو! کس قدر زیادہ جہنم اور بہشت کے درمیان فاصلہ ہے۔ لہٰذا ہمارا دشمن وُہ ہے جس کی خدا نے مذمت کی ہے اور اُس پر لعنت کی ہے اور ہمارا دوست وُہ ہے جس کی خدا نے مدح کی ہے اور اُس کو دوست رکھا ہے۔ اے لوگو! میں ڈرانے والا ہوں اور علیؑ ہدایت کرنے والا ہے جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے :۔ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (آیت ۷ سورۃ الرعد پ۱۳) بیشک تم ڈرانے والے ہو اور ہر قوم کے لیئے ایک ہدایت کرنے والا ہے"۔ اے لوگو! میں پیغمبر ہوں اور علیؑ میرا وصی ہے اور بیشک خاتم ائمہ ہمیں میں سے ہے اور وُہ قائم بحق مہدیؑ ہے بیشک وہی تمام دینوں پر غالب ہونے والا، اور ظالموں سے انتقام لینے والا، قلعوں کا فتح کرنیوالا اور ان کو تباہ کرنے والا ہے۔ وہی مشرکوں کے ہر قبیلہ کا قتل کرنے والا ہے۔ وہی دوستانِ خدا کے ہر خون کا عوض لینے والا ہے جن کا عوض نہیں لیا گیا ہے۔ وہی دینِ خدا کی مدد کرنے والا ہے، وہی ناپیدا کنار دریائے علومِ حق تعالیٰ سے علم

ع سورۃ زمر آیت ۷۳ پ۲۴ - ۱۲

حاصل کرنے والا ہے۔ وہی صاحبِ فضیلت کو اُس کی فضیلت کے مطابق اور ہر جاہل کو اس کی جہالت کے لحاظ سے تقسیم کرنے والا ہے وہی خدا کا پسندیدہ اور اُس کا برگزیدہ ہے وہی جمیع علوم کا وارث اور اُن کا احاطہ کرنے والا ہے وہی اپنے پروردگار کی جانب سے خبر دینے والا ہے وہی صاحبِ رشد و درست کردار ہے وُہی ہے کہ خداوند عالم نے امرِ اُمت کو اُسی پر چھوڑ دیا ہے۔ وہی ہے جس کی خوشخبری گزشتہ لوگوں نے دی ہے۔ وہی ہے جس کی حجت باقی ہے اُس کے بعد کوئی حجت نہیں ہے۔ کوئی حق نہیں مگر اُس کے ساتھ ہے۔ کوئی نور نہیں مگر اُس کے پاس ہے۔ اور یہ وُہ ہے جس پر کوئی غالب نہیں ہوگا اور کوئی اُس کے مقابل میں مدد نہیں پائے گا۔ وہی زمین میں خدا کا ولی ہے اور خلق کے درمیان خدا کا حکم کرنے والا ہے اور آشکار و پنہان خدا کا امین ہے۔ اے گروہِ مردم میں نے تم سے بیان کر دیا اور تم کو سمجھا دیا۔ اور آئندہ یہ علیؑ ہیں جو میرے بعد تم کو سمجھائیں گے۔ اور آگاہ ہو جاؤ کہ اپنا خطبہ ختم کرنے کے بعد تم کو بلاؤں گا کہ بیعت کے لیئے اور اُس کی امامت کا اقرار کرنے کے لیئے ہاتھ میرے ہاتھ پر رکھو۔ پھر میرے بعد ہاتھ اُس کے ہاتھ پر رکھو اور اسکی بیعت کرو اور سمجھو کہ میں نے خدا سے بیعت کی ہے۔ اور علیؑ نے مجھ سے بیعت کی ہے اور میں تم کو خدا کی جانب سے حکم دیتا ہوں کہ علیؑ سے بیعت کرو۔ پھر جو شخص اس بیعت کو توڑے گا وُہ اپنا آپ نقصان کرے گا اور جو اس کو پورا کریگا جو کچھ خدا سے عہد کیا ہے تو اُس کو خدا بہت جلد اُس کا اجر دے گا۔ ایہا الناس! بیشک حج و عمرہ دین کی نشانیاں ہیں۔ لہٰذا اے لوگو خانہ کعبہ کا حج کرتے رہو بیشک کسی گھر کے لوگ حج کو نہیں گئے مگر یہ کہ وُہ مستغنی ہو جاتے ہیں اور کسی خاندان نے حج سے رُوگردانی نہیں کی مگر یہ کہ وُہ فقیر و محتاج ہو گیا۔ لوگو! کوئی مومن عرفات میں نہیں کھڑا ہوا مگر یہ کہ خدا نے اس روز تک اُس کے گناہ معاف کر دیئے۔ اور جب حج سے فارغ ہوا تو اُس کے اعمال از سرِ نو شروع ہوئے۔ اے گروہِ مردمان! حاجیوں کی خدا مدد کرتا ہے جو کچھ حج میں صرف کرتے ہیں خدا اُس کا عوض دیتا ہے اور وُہ نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ اے لوگو! دین کی تکمیل کے ساتھ مسائل کو جانتے ہوئے خانہ کعبہ کا حج کرو اور مشاعرِ حج اور اُس کے موقف سے توبہ و پشیمانی اور گناہوں کے ترک کا عہد کیئے بغیر واپس نہ ہو۔ ایہا الناس! نماز کو قائم رکھو زکوٰۃ ادا کرتے رہو جیسا کہ خدا نے تم کو حکم دیا ہے کہ اگر زمانہ گزرنے کے سبب تم سے احکامِ دین کی حفاظت میں تقصیر ہو یا ان احکام کو بھول جاؤ تو علیؑ تمہارے ولی ہیں وُہ احکامِ دین کو بتائیں گے اور اُس شخص کے بارے میں جس کو خدا نے مجھ سے اور علیؑ سے پیدا کیا ہے تم کو آگاہ کریں گے اور وُہ تم کو وُہ باتیں بتائیں گے جو تم پُوچھو گے اور جو کچھ تم نہیں جانتے وُہ تم کو سمجھائیں گے۔ بیشک حلال و حرام اُس سے زیادہ ہیں جنکو بیک وقت ایک جلسہ میں میں تم کو بتا سکوں اور پہچنوا سکوں اور سارے حلال اُمور کا حکم دے دوں اور سارے حرام اُمور سے منع کر سکوں۔ لہٰذا میں اس وقت مامور ہوا ہوں کہ تم سے بیعت لوں کہ تم قبول کرو جو کچھ میں علیؑ بن ابی طالبؑ کے بارے میں خدا کی جانب سے لایا ہوں کہ وُہ امیرالمومنین ہیں اور اس کے بعد وُہ ائمہ جو مجھ سے اور علیؑ سے پیدا ہوں گے قیامت تک خلق کے امام ہیں اور اُن کا قائم اُنہی میں سے ہوگا جو حق کے ساتھ حکم کرے گا۔ اے لوگو! ہر وُہ حلال جس سے میں نے تم کو آگاہ کر دیا ہے اور ہر حرام جس کی تم کو ممانعت کر دی ہے میں ان سب سے برگشتہ نہیں ہوا ہوں اور نہ اُن میں کچھ تغیر و تبدل کیا ہے۔ لہٰذا ان کو یاد کرو اور ان کو حفظ کرو۔

اور آپس میں ایک دُوسرے کو وصیت کرتے رہو اور ان میں اَدل بدل مت کرنا۔ اور نماز کو قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور نیکیوں کا حکم اور بُرائیوں کی ممانعت کرتے رہو۔ اور جان لو کہ تمہارے اعمال کا سرامر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے لہٰذا جو باتیں تم سے بیان کی ہیں اُن کو بھی اُن سے آگاہ کرتے رہو جو اس مقام پر حاضر نہیں ہیں اور میرے کلام کو دُوسروں تک پہنچا دو کیونکہ جو کچھ مَیں نے کہا ہے اپنے اور تمہارے پروردگار کے حکم سے کہا ہے اور امرِ معروف اور نہیِٔ منکر نہیں ہوتا مگر امام معصوم کے ساتھ۔ اے لوگو! قرآن تم کو پہچنواتا اور دلالت کرتا ہے کہ علیؑ کے بعد ائمہ اس کے فرزندوں میں سے ہوں گے اور مَیں نے تم سے بیان کر دیا ہے کہ وُہ مجھ سے اور علیؑ سے ہیں جیساکہ خداوند عالم نے حضرت ابراہیمؑ کے تذکرہ میں فرمایا ہے:۔ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ (پ۲۵ سورۃ الزخرف آیت ۲۸) یعنی خدا نے خلافت کو کلمۂ باقیہ قرار دیا ہے جو اُن کے بعد ہے"۔ لہٰذا اس آیت سے ظاہر ہوا کہ خلافت ہمیشہ حضرت ابراہیمؑ کی نسل میں رہے گی اور ذریت امیرالمومنین ابراہیمؑ کی نسل سے ہے (اور ممکن ہے کہ تاویل قرآنی کے مطابق عقبہ کی ضمیر حضرت امیرالمومنین کی طرف راجع ہو) غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مَیں نے تم سے بیان کر دیا کہ ہرگز گمراہ نہ ہوگے جب قرآن اور ان سے متمسک رہو گے۔ اے لوگو! خدا کی مخالفت اور اس کے عذاب سے ڈرو اور قیامت کے ہول سے بچتے رہو۔ کیونکہ خدا نے فرمایا ہے کہ:۔ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ (پ۱۷ سورۃ الحج آیت ۱) لہٰذا موت، حسابِ روزِ قیامت، ترازوئے اعمال اور خدا کے سامنے بندوں کا حساب کیا جانا اور ثواب وعذابِ الٰہی کو یاد رکھو۔ تو جو شخص قیامت کے روز نیکی لے کر آئے گا اُس کو ثواب (یعنی باغِ فردوس) ملے گا اور جو شخص گناہوں کا بوجھ لے کر آئے گا اُس کو بہشت نصیب نہ ہوگی۔ دُوسری حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ گناہ سے مُراد امیرالمومنین کی عداوت ہے۔ اے لوگو! تمہاری تعداد اتنی زیادہ ہے کہ تم سب کا میرے ہاتھ پر بیعت کرنا دشوار ہے۔ لہٰذا خدا نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ تم سب کی زبانوں سے اقرار لے لُوں جو تم نے اپنے اُوپر لازم قرار دے لیا ہے اور علیؑ بن ابی طالبؑ کے بارے میں تم سے عہد وپیمان لے لُوں کہ وُہ مومنین کے مولا ہیں اور وُہ ائمہ بھی جو اُن کے بعد ہوں گے جو مجھ سے اور اُس سے ہوں گے جیساکہ مَیں نے آگاہ کر دیا کہ میری اُمّت اُسی کے صلب سے ہوگی۔ لہٰذا تم سب کے سب اقرار کرو کہ ہم نے سُن لیا اور اطاعت کی اور راضی ہیں اور تابع ہیں اُن باتوں کے جو آپ نے علیؑ بن ابی طالبؑ اور اُن کے فرزندوں میں سے پیدا ہونے والے ائمہ کے بارے میں ہمارے اور اپنے پروردگار کی جانب سے فرمایا اور کہو کہ ہم آپ سے اس بارے میں اپنے دلوں، اپنی جانوں، اپنی زبانوں اور اپنے ہاتھوں سے بیعت کرتے ہیں اور اسی اعتقاد پر زندہ رہیں گے اور مریں گے اور قیامت کے روز اُٹھیں گے۔ اس میں مطلق تغیّر وتبدّل نہ کریں گے اور قطعی شک وشبہ نہ رکھیں گے اور اپنے اس عہد سے برگشتہ نہ ہوں گے نہ کبھی اپنے اس پیمان کو توڑیں گے اور آپ نے جو کچھ ہم کو علیؑ کی امامت کے بارے میں نصیحت کی ہے اور اُن کے بعد کے اماموں کے بارے میں جن کا ذکر کیا ہے کہ وُہ آپ کے اور علیؑ کے فرزندوں میں سے ہوں گے جن میں کے پہلے حسنؑ وحسینؑ ہیں اور اُن کے بعد وُہ جو حسینؑ کی ذریت میں سے ہوں گے جن کو خدا نے امامت کے لئے نصب کیا ہے اور کہو کہ ہم نے خدا کی، آپؐ کی،

علیؑ کی اور علیؑ کی ذریت سے اماموں کی دل وجان اور زبان اور اپنے ہاتھوں کی بیعت سے اطاعت کی جن کے بارے میں آپؐ نے فرمایا کہ عہد اور پیمان محکم امیرالمومنین اور اُن کے بعد کے ائمہ کے بارے میں لیا گیا ہے۔ جو کچھ ہم نے کہا اس کے علاوہ کوئی تبدیلی نہ چاہیں گے اور اپنے دلوں میں کوئی بات ایسی نہیں پاتے ہیں کہ اس اعتقاد سے کبھی برگشتہ ہوں۔ اس پر ہم خدا کو گواہ کرتے ہیں اور گواہی کے لیے وہی کافی ہے اور یا رسُولؐ اللہ آپ بھی ہماری اس بیعت پر گواہ ہیں اور ہر اُس شخص کو گواہ کرتے ہیں اُن میں سے جو یہاں ظاہر ہیں۔ اور وُہ خدا کی اطاعت کرتا ہے اور خدا کے فرشتوں کو جو یہاں پنہاں ہیں اور خدا کے لشکر اور اُس کے بندوں کو گواہ کرتے ہیں اور خدا ہر گواہ سے بہت بڑا ہے۔ اے لوگو! کیا کہتے ہو بیشک خدائے تعالٰی ہر آواز کو سُنتا ہے اور ہر متنفس کے پوشیدہ راز کو جانتا ہے۔ لہٰذا جو شخص کہ ہدایت حاصل کرتا ہے اپنے لیے کرتا ہے اور جو گمراہ ہوتا ہے تو گمراہی کا ضرر خود اُسی کو پہنچتا ہے۔ جس نے علیؑ سے بیعت کی اُس نے خدا سے بیعت کی۔ خدا کی رحمت کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں کے اُوپر ہے۔ لوگو! خدا سے ڈرو اور مومنوں کے امیر علیؑ سے بیعت کرو اور حسنؑ وحسینؑ سے اور اُن کے بعد ائمہ سے جو قیامت تک کلمہ پائے ہوئے ہیں۔ خدا اُس کو ہلاک کرے جو مکر کرے اور اُس پر رحم فرمائے جو اپنے عہد کو پُورا کرے۔ جو شخص بیعت توڑے گا اُس کو خود نقصان پہنچے گا اور جو شخص بیعت پر قائم رہے گا تو وُہ اجرِ عظیم حق سُبحانہٗ وتعالٰی سے پائے گا۔ اے گروہِ مردمان! جو کچھ مَیں نے کہا اُس کا اقرار کرو اور امارت اور مومنوں کی بادشاہی پر علیؑ کو سلام کرو اور کہو کہ ہم نے سُنا اور اطاعت کی اور اے ہمارے پروردگار ہم تجھ سے آمرزش طلب کرتے ہیں اور ہماری بازگشت تیری ہی طرف ہے اور کہو کہ ہر طرح کی تعریف خدا ہی کے لیے ہے جس نے ہماری ہدایت کی اور اگر خدا ہدایت نہ کرتا تو ہم کو ہدایت نہ ملتی۔ اے لوگو! علیؑ کے فضائل خدا کے نزدیک محفوظ و پوشیدہ ہیں اور جو کچھ خدا نے اُن کے لیے قرآن میں فرمایا ہے اُس سے زیادہ ہیں کہ مَیں ان سب کا بیک وقت ایک مجلس میں احصا کر سکوں۔ لہٰذا جو شخص تم کو علیؑ کے فضائل سے خبر دے اور تم کو اُن فضائل کو پہچنوائے تو اُس کی تصدیق کرو۔ ایّہا النّاس! جو اطاعت کرے گا خدا اور اُس کے رسُولؐ اور علیؑ کی اور اُن کے بعد اُن کی ذریت سے اماموں کی تو اُس نے بہترین نجات حاصل کی۔ اے گروہِ مردمان بہشت اور اُس کے درجاتِ عالیہ کی طرف سبقت کرنے والے وُہ لوگ ہیں جو علیؑ کی بیعت اور اُن کی دوستی اور امیرالمومنینؑ ہونے پر ان کو سلام کرنے میں سبقت کرتے ہیں وُہ لوگ وُہ ہیں جو جنّاتِ نعیم میں خدا کی عظیم رحمت سے فائز ہونے والے ہیں۔ لوگو! زبان سے وُہ بات کہو جو خدا کو تم سے راضی کرے اگر تم اور روئے زمین کے تمام لوگ کافر ہو جائیں تو خدا کا کچھ نقصان نہیں ہو سکتا خداوندا تو مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کو بخش دے جو ایمان لائیں اُن باتوں پر جو مَیں نے ادا کیں اور جن کا مَیں نے حکم دیا اور غضب کر کافر مردوں اور کافرہ عورتوں پر جو ان کا انکار کریں جو مَیں نے کہا ہے اور ان کو ہلاک کر۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

حضرتؐ نے یہ خطبہ ختم کیا تو تمام صحابہ نے آوازیں بلند کیں اور کہنے لگے کہ ہم نے سُنا اور جس کا خدا و رسُولؐ نے ہم کو حکم دیا ہم نے اپنی جانوں، دلوں، زبانوں اور اپنے ہاتھوں بلکہ تمام اعضا سے اطاعت کی اور سب کے

سب جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور امیرُ المومنین کے پاس جمع ہوتے اور سب نے مصافحہ کیا اور بیعت کی۔ اور سب سے پہلے جس نے جناب رسُولِؐ خدا سے امیرالمومنین کی ولایت پر بیعت کی وُہ حضرت ابوبکرؓ تھے اُن کے بعد حضرت عمرؓ اُن کے بعد ابوعبیدہ جراح پھر ابوسالم حذیفہ کے غلام پھر سعید بن عاص نے بیعت کی۔ یہ لوگ وُہ ہیں جنہوں نے خلافِ رسُول عہد وپیمان کرکے صحیفہ لکھا تھا۔ اور ممکن ہے عثمان بھی اُنہی میں سے ہوں۔ پھر ان لوگوں کے بعد تمام مہاجرین وانصار اور باقی اور سب لوگوں نے اپنے رُتبہ ودرجہ کے لحاظ سے بیعت کی۔ اُس روز بیعت میں تمام دن گزر گیا یہانتک کہ نماز مغرب کا وقت آگیا اور آنحضرتؐ نے نماز مغرب وعشا یکے بعد دیگرے ادا فرمائی، پھر بیعت لینا شروع کی اور تینؔ روز تک بیعت کا سلسلہ جاری رہا یہانتک کہ جتنے لوگ موجود تھے سب نے بیعت کی۔ اور ہر گروہ جبکہ بیعت کرلیتا تھا جناب سرورِؐ عالم فرماتے تھے مَیں حمد کرتا ہوں اُس خدا کی جس نے ہم کو تمام عالمین پر فضیلت دی۔ اسی سبب سے ہاتھ میں ہاتھ دینا اور بیعت کرنا خلفا کے درمیان سنّت قرار پایا یہانتک کہ جو لوگ خلافت کا حق نہیں رکھتے تھے اور جن لوگوں نے غصب خلافت کی وُہ بھی اسی طرح لوگوں سے بیعت لیتے تھے۔

کتاب ارشاد القلوب میں مذکور ہے کہ ایک انصاری حذیفہ بن الیمان کی وفات کے وقت مدائن میں ان کے پاس آیا اور غاصبانِ خلافت اور اس اُمّت سے پلٹ جانے والوں کے بارے میں دریافت کیا۔ حذیفہ نے اِدھر اُدھر کی باتوں کے بعد کہا کہ جب جناب رسُولِؐ خدا خلاقِ عالم کی جانب سے حج پر مامور ہوئے مدینہ کے اطراف اور تمام شہروں، قریوں اور وادیوں میں حضرتؐ نے منادی کرنے والوں کو بھیجا کہ لوگوں کو حج کے لیئے طلب کریں جب ہر طرف کے لوگ جمع ہوگئے تو آنحضرتؐ سب کو ہمراہ لے کر حج کو روانہ ہوئے، اور ان کو مناسک حج کی تعلیم دی اور جب اعمال حج سے فارغ ہوئے جبرئیلؑ نازل ہوئے اور سورۂ عنکبوت کی ابتدائی آیتیں لائے اور کہا یارسُولؐ اللہ پڑھیئے:۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ٥ الٓمّٓ ٥ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَ ھُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ ٥ وَ لَقَدۡ فَتَنَّا الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِھِمۡ فَلَیَعۡلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ صَدَقُوۡا وَ لَیَعۡلَمَنَّ الۡکٰذِبِیۡنَ ٥ اَمۡ حَسِبَ الَّذِیۡنَ یَعۡمَلُوۡنَ السَّیِّاٰتِ اَنۡ یَّسۡبِقُوۡنَا ؕ سَآءَ مَا یَحۡکُمُوۡنَ ٥ (سورۂ عنکبوت آیت ۱تا۴ پ۲۰) کیا لوگ گمان کرتے ہیں کہ اتنا کہنے سے کہ "ہم ایمان لائے" چھوڑ دیئے جائیں گے اور اُن کا امتحان نہ لیا جائے گا۔ بیشک ہم نے اُن لوگوں کا امتحان لیا جو ان سے پہلے گزر چکے تو خدا ان لوگوں کو ضرور ظاہر کردے گا جو اپنے دعوائے ایمان میں سچّے ہیں اور جھوٹوں کو بھی ضرور ظاہر کردے گا۔ آیا وُہ لوگ سمجھتے ہیں جو بُرے کام کرتے ہیں کہ ہم سے چھُوٹ جائیں گے اور ہم ان کی بداعمالیوں کا بدلہ دینے سے عاجز ہوجائیں گے، یہ لوگ کیسا بُرا حکم کرتے ہیں"۔ جناب رسُولِؐ خدا نے پُوچھا کہ اے جبرئیلؑ یہ فتنہ کیسا ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا یارسُولؐ اللہ حق تعالیٰ آپؐ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ مَیں نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ اُس کو حکم دیا جس وقت کہ اس کی وفات کا وقت آیا کہ اپنی اُمّت میں اُس کو خلیفہ مقرر کرے جو اُس کا قائم مقام ہونے کا اہل ہو اور اُس کی سُنّتوں اور احکام کو اُس کی اُمّت میں زندہ رکھے۔ تو جو لوگ خدا کے رسُول کی اس امر میں اطاعت کریں جو وُہ اُن کو حکم دے تو وہی لوگ اپنے دعوائے

ایمان میں سچّے ہیں جیسا کہ خدا نے اس آیت میں فرمایا ہے اور جو لوگ اُس کے حکم کی مخالفت کریں وُہ جھوٹے ہیں۔ یارسُولؐ اللہ بیشک آپ کا وقت اپنے پروردگار اور بہشت میں جانے کا قریب آگیا ہے اور خدا آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ اپنے بعد اپنی اُمّت میں علیؑ بن ابی طالب کو مقرر کیجیئے اور اُن کو احکامِ دین کی وصیّت کیجیئے وُہ آپ کے خلیفہ ہیں جو رعایا اور آپ کی اُمّت کے معاملات میں آپ کے قائم مقام ہیں خواہ وُہ لوگ اطاعت کریں یا نافرمانی جیسا کہ کریں گے یہ ہے وُہ فتنہ جس سے اس اُمّت کا امتحان لیا جائے گا۔ اور حق تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ علیؑ کو وُہ سب کچھ تعلیم دے دیں جو خدا نے آپ کو تعلیم دی ہے اور اُن سے تمام اُمور کے خواستگار ہوں جن کی حفاظت کا خدا آپ سے خواستگار ہُوا ہے۔ اور اُن کو اپنی تمام امانتیں سپُرد کر دیجیئے کیونکہ وُہ امین مومن ہیں۔ خدا فرماتا ہے کہ اے محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) مَیں نے تم کو اپنے بندوں میں برگزیدہ کیا تاکہ تم میرے رسُولؐ ہو اور مَیں نے علیؑ کو برگزیدہ کیا تاکہ وُہ تمہارا وصی ہو۔ یہ پیغام سُنکر جناب رسُولِؐ خدا نے امیرالمومنینؑ کو طلب کیا اور ایک رات اور ایک دن اُن کو خلوت میں اُن تمام علوم وحکمت کی تعلیم فرمائی جو حق تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو سپُرد فرمایا تھا اور اس بارے میں جو کچھ وحی جبرئیلؑ لائے تھے سب اُن حضرتؐ سے بیان فرمایا اور یہ عائشہ کی باری کا دِن تھا تو عائشہ نے کہا علیؑ کے ساتھ آپ کی خلوت بڑی طولانی ہو رہی ہے۔ آنحضرتؐ نے ان کی طرف سے مُنہ پھیر لیا اور کوئی جواب نہ دیا۔ عائشہ نے کہا آپ کیوں میری جانب سے مُنہ پھیرتے اور مجھ کو خبر نہیں دیتے۔ شاید اس میں میری بھی کچھ بھلائی ہو۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم نے سچ کہا کہ اس میں بہتری اُس کے لیئے ہے جس کو خدا سعادت مند بنائے اور اُس کے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور وُہ اس پر ایمان لائے۔ اور میں اس پر مامور ہُوا ہوں کہ تمام لوگوں کو اس کی طرف بلاؤں جبکہ اُس کی تعمیل کرنے کھڑا ہوں گا۔ اُس وقت اے عائشہ تم بھی مطلع ہوجاؤ گی۔ عائشہ نے کہا یارسُولؐ اللہ اس وقت آپ کیوں نہیں بتاتے تاکہ سب سے پہلے میں ہی اُس پر عمل کروں اور اُس کو اختیار کروں جس میں میری بھلائی ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ مَیں تم کو آگاہ کیئے دیتا ہوں بشرطیکہ تم اس کی حفاظت کرو اور پوشیدہ رکھو جب تک کہ مَیں لوگوں کو آگاہ نہ کردوں۔ تو اگر تم اس کو افشا نہ کرو گی تو خدا تم کو دنیا اور آخرت کے نقصان سے محفوظ رکھے گا اور تم کو خدا ورسُولؐ پر ایمان کی طرف سبقت اور عجلت کی فضیلت حاصل ہوگی اور اگر تم نے اس کو ضائع کیا اور اس کی رعایت کو ترک کیا جو مَیں تم کو بتاتا ہوں تو تم کافر ہو جاؤ گی اور تمہارے ثوابات ضبط وبرباد ہوجائیں گے اور تم سے خدا ورسُولؐ بیزار والگ ہوجائیں گے اور تم بھی نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوگی۔ اور تمہارے عمل سے خدا ورسُولؐ کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ یہ سُنکر وُہ ضامن ہوئیں کہ اس راز کی حفاظت کریں گی اور اس کو افشا نہ کریں گی۔ اور اُس پر ایمان لائیں گی اور اُس کی رعایت کریں گی۔ تب سرورِ کائنات نے اُن سے فرمایا کہ خداوند عالم نے مجھے خبر دی ہے کہ میری عمر آخر ہورہی ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ علیؑ کو لوگوں کے درمیان علم اور نشان قرار دوں اور اُن کا امام وپیشوا بناؤں اور ان کو اپنا خلیفہ مقرر کروں جس طرح کہ پیغمبرانِ گزشتہ نے اپنے اوصیا کو خلیفہ بنایا اور میں اپنے پروردگار کے حکم کا مطیع ہوں اور اُس کے فرمانے پر عمل کرتا ہوں۔ لہٰذا تم کو

اے عائشہ چاہیئے کہ اس راز کو اپنے دل میں اُس وقت تک پوشیدہ رکھو جب تک کہ خدا مجھ کو اس کے ظاہر کرنے کا حکم نہ دے۔ یہ سُنکر عائشہ نے تمام باتوں کا اقرار کیا اور خدا نے آنحضرتؐ کو ہر اُس خیانت سے جو عائشہ و حفصہ اور اُن کے باپوں نے اس بارہ میں کیا آگاہ فرما دیا۔ غرض عائشہ نے فوراً اس راز کو حفصہ سے کہہ دیا اور پھر اُن دونوں نے اپنے اپنے والدوں سے بیان کیا۔ پھر ان دونوں صاحبان نے مجتمع ہو کر جماعت طلقا اور منافقوں کو اس راز سے آگاہ کیا تو اُن میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ محمدؐ خلافت کے بارے میں چاہتے ہیں کہ قیصر و کسریٰ کے طور و طریقہ پر عمل کریں تاکہ خلافت قیامت تک ہمیشہ اُن کی ذریت میں رہے اور خدا کی قسم تم کو زندگی کا کچھ لطف حاصل نہ ہوگا اگر خلافت علیؑ کو مل جائے گی۔ بیشک محمدؐ تمہارے ساتھ ظاہرداری بھی کرتے ہیں، اور علیؑ تو وُہی عمل کریں گے جو تم سے برتاؤ دیکھیں گے۔ لہٰذا خوب غور کرو اور اپنے بارے میں اس کے متعلق خوب سوچو اور پہلے ہی جو کچھ تمہاری رائے ہو طے کرلو۔ غرض ان لوگوں نے اس کے متعلق بہت سی باتیں اور بہت سی تدبیروں پر غور کیا یہانتک کہ اس بات پر اتفاق کیا کہ آنحضرتؐ کے ناقہ کو ہر گھاٹی پر بھڑکا دیں تاکہ آنحضرتؐ کو گرا دے اور حضرتؐ ہلاک ہوجائیں۔ اور اس سے پہلے غزوۂ تبوک میں اُس قرارداد پر عمل بھی کیا مگر خدا نے اپنے پیغمبرؐ کو اُن کے شر سے بچا لیا۔ پھر برابر منافقین جمع ہوکر کوششیں کرتے رہے کہ آنحضرتؐ کو ہلاک کردیں یا زہر دے دیں مگر اُن کو کامیابی نہ ہوئی۔ غرض حج آخری سے واپسی کے وقت آنحضرتؐ کے دشمنوں سے منافقین قریش اور وُہ لوگ جو تلوار کے خوف سے اسلام لائے تھے اور منافقانِ انصار اور مدینہ کے وُہ لوگ جو دل میں طے کیئے ہوئے تھے کہ مرتد ہوجائیں گے اور دین سے پلٹ جائیں گے، متفق ہوئے۔ اور آپس میں سب نے عہد و پیمان کیا اور قسم کھائی کہ آنحضرتؐ کے ناقہ کو گھاٹی پر بھڑکا دیں گے۔ وُہ چودہ [14] اشخاص تھے۔ اور حضورؐ کا ارادہ تھا کہ جب مدینہ واپس آئیں گے تو امیر المومنینؑ کو امامت کے لیئے مقرر فرما دیں گے اسی لیئے حضرتؐ نے عجلت کے ساتھ دو شبانہ روز مسلسل سفر کیا۔ تیسرے روز جبریلؑ سورۃ حجر کی آخری آیتیں لے کر آئے کہ وَلَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ (پ۱۴ سورۃ الحجر آیہ ۹۳ تا ۹۵) یعنی بیشک ہم اُن سے سوال کریں گے اُن تمام باتوں کے متعلق جو وُہ دُنیا میں کرتے تھے۔ لہٰذا اے رسولؐ تم اُن پر ظاہر کردو اس امر کو جس پر تم مامور ہوئے ہو اور مشرکوں سے رُو گردانی کرو بیشک ہم تم کو ان کے شر سے بچا لیں گے جو مذاق اُڑانے والے ہیں۔" یہ حکم سُنکر حضرتؐ نے عجلت کے ساتھ کوچ کیا اور تیزی سے روانہ ہوئے کہ جلد مدینہ پہنچ جائیں اور علیؑ کو اپنا خلیفہ مقرر کردیں۔ تو شب چہارم آخری رات کو جبریلؑ نازل ہوئے اور یہ آیت لائے:- يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (پ۶ سورۃ مائدہ آیت ۶۷) حذیفہ نے کہا کافروں سے مُراد وُہ لوگ ہیں جنہوں نے آنحضرتؐ کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ غرض جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اے جبریلؑ تم دیکھو تو میں تو تیزی کے ساتھ مدینہ جا رہا ہوں تاکہ وہاں پہنچ کر حاضر و غائب ہر ایک پر

ولایتِ علیؑ فرض قرار دوں۔ جبریلؑ نے کہا حق تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ کل علیؑ کی ولایت لوگوں پر فرض کردو جبکہ قیام کرنا۔ حضرتؐ نے فرمایا ایسا ہی ہوگا انشاء اللہ کل ایسا ہی کروں گا۔ پھر حضرتؐ نے حکم دیا تو لوگوں نے وہاں سے کوچ کیا اور غدیر خم تک پہنچے اور وہاں قیام فرمایا اور لوگوں کے ساتھ حضرتؐ نے نماز پڑھی اور حکم دیا تو لوگ حضرتؐ کے پاس جمع ہوئے اور امیر المومنینؑ کو طلب فرمایا اور اُن کا بایاں ہاتھ اپنے داہنے ہاتھ سے پکڑ کر بلند کیا اور بلند آواز سے اُن حضرتؑ کی ولایت کا اعلان کیا اور آپ کی اطاعت ہر ایک پر واجب قرار دی اور لوگوں کو حکم دیا کہ میرے بعد اُن سے روگردانی نہ کریں اور اُن کو بتلایا کہ میں جو کچھ کہتا ہوں خدا کے حکم سے ہے۔ اور فرمایا کیا میں مومنین کی جانوں پر اُن سے زیادہ اولےٰ اور حقدار نہیں ہوں۔ لوگوں نے کہا ضرور ہیں یا رسولؐ اللہ۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے فرمایا کہ میں جس کا مولا ہوں علیؑ بھی اُس کا مولا ہے:- اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهٗ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهٗ (خداوندا دوست رکھ اُس کو جو دوست رکھے علیؑ کو اور دشمن رکھ اُس کو جو دشمن رکھے علیؑ کو اور مدد کر اُس کی جو مدد کرے علیؑ کی اور ذلیل کر اُس کو جو ذلیل کرے علیؑ کو) پھر لوگوں کو حکم دیا کہ اُن حضرتؑ سے بیعت کریں تو سب نے بیعت کی اور کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ ابوبکر و عمر بیعت سے قبل جحفہ چلے گئے تھے۔ جناب رسولؐ خدا نے اُن کو واپس بُلوایا۔ جب وُہ آئے تو حضرتؐ نے ترش رو ہوکر فرمایا اے ابوقحافہ کے بیٹے اور اے عمر علیؑ سے بیعت کرو کیونکہ وُہ میرے بعد ولیٔ امر امامت ہے۔ ان دونوں حضرات نے کہا کیا یہ حکم خدا و رسولؐ کی جانب سے ہے فرمایا ہاں۔ بیعت کرو۔ تو ان دونوں نے بیعت کی۔ پھر وہاں سے روانہ ہوئے اور باقی اُس تمام دن اور رات چلتے رہے یہانتک کہ عقبۂ ہرشی کے نزدیک پہنچے۔ وُہ دونوں پہلے وہاں پہنچ چکے تھے اور اپنے ساتھ ٹین کے ڈبے لیئے ہوئے تھے جن میں سنگریزے بھر رکھے تھے۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ جب جناب رسولؐ خدا عقبہ کے قریب پہنچے مجھ کو اور عمار یاسر کو طلب فرمایا اور عمار کو حکم دیا کہ ناقہ کا سر پکڑے رہیں اور کھینچتے چلیں اور مجھ سے فرمایا کہ پیچھے رہوں۔ یہانتک کہ اسی طرح ہم عقبہ کے اُوپر پہنچے اور وُہ دونوں ہمارے پیچھے تھے انہوں نے اُن ڈبوں کو حضرتؐ کے ناقہ کے پیروں میں پھینک دیا جس سے ناقہ ڈرا اور نزدیک تھا کہ بھاگے اور حضرتؐ کو گرا دے۔ آنحضرتؐ نے ناقہ کو للکارا کہ ساکن رہ کہ تجھ کو کچھ نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اُس وقت خدا نے اُس کو گویا کیا اور اُس نے عربی فصیح زبان میں عرض کی یا رسولؐ اللہ خدا کی قسم اب اپنے ہاتھوں اور پیروں کو اپنی جگہ سے حرکت نہ دُوں گا جبتک آپ میری پُشت پر ہیں۔ پھر وُہ دونوں ناقہ کے قریب آئے تاکہ اُس کو گرا دیں تو میں اور عمار دونوں نے اپنی تلواریں کھینچ لیں اور اُن کی طرف دوڑے رات بہت تاریک تھی وُہ دونوں بھاگ گئے اور اپنی تدبیر سے نااُمید ہوگئے۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے پُوچھا یا رسولؐ اللہ یہ کون لوگ تھے جنہوں نے آپ کے ساتھ ایسی حرکت کی۔ حضرتؐ نے فرمایا اے حذیفہ یہ دُنیا و آخرت میں منافقین ہیں۔ میں نے کہا آپ کچھ لوگوں کو کیوں نہیں بھیجتے کہ وُہ ان کا سر کاٹ لائیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ اُن سے متعرض نہ ہوں کہ لوگ کہیں کہ اپنی قوم کے لوگوں کو اور اپنے ساتھیوں کو دعوت اسلام دی اُن لوگوں نے قبول کیا اور انہی کی اعانت سے دشمنوں کے ساتھ جنگ کی اور جب دشمنوں پر غالب ہوگئے تو انہی لوگوں کو مار ڈالا

اے حذیفہ ان کو چھوڑ دو کہ خدا وند عالم قیامت کے روز ان کو اس کا بدلا دے گا اُس نے تھوڑی سی مُہلت ان کو دُنیا میں دے دی ہے پھر عذابِ عظیم کی طرف ان کو ڈھکیل دے گا۔ مَیں نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ یہ منافقین کون ہیں آیا مہاجرین میں سے ہیں یا انصار میں سے؟ تو حضرتؐ نے ایک ایک کا نام لیا یہاں تک کہ ہر ایک کا نام لے کر بتلایا اور اُن میں ایک جماعت کا نام لیا جنکے متعلق میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ ان میں شامل ہوں گے اس سبب سے میں خاموش ہو گیا حضرتؐ نے فرمایا اے حذیفہ شاید تم کو ان میں سے بعض کے متعلق شک ہوا جنکے نام مَیں نے گنائے ہیں؟ سر اُٹھا کر دیکھو۔ مَیں نے اُن کی طرف نگاہ کی اور وُہ سب عقبہ کے اُوپر کھڑے تھے ناگاہ ایک برق چمکی جس نے ہمارے تمام اطراف کو روشن کر دیا اور اتنی دیر ٹھہری کہ مَیں نے گمان کیا کہ آفتاب طالع ہو گیا ہے۔ اُس روشنی میں مَیں نے اُس جماعت کے ایک ایک شخص کو پہچان لیا۔ اور انہی سب کو پایا جن کا نام حضرتؐ نے بتلایا تھا وُہ چودہ[۱۴] اشخاص تھے نو[۹] آدمی قریش میں سے اور پانچ دُوسرے تمام لوگوں میں سے تھے۔ اس روایت کے راوی انصاری نے کہا اے حذیفہ خدا تم پر رحمت کرے مجھے اُن کے نام بھی بتاؤ۔ حذیفہ نے کہا خدا کی قسم وُہ ابوبکر، عمر، عثمان، طلحہ، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، ابو عبیدہ بن جراح، معاویہ بن ابی سفیان اور عمرو بن العاص۔ یہ لوگ قریش میں سے تھے اور وُہ دُوسرے پانچ ابو موسیٰ اشعری، مغیرہ بن شعبہ، اوس بن حدثان، ابوہریرہ، اور ابو طلحہ انصاری تھے۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ جب ہم عقبہ سے نیچے آئے تو صبح نمودار ہو چکی تھی۔ حضرتؐ ناقہ سے نیچے اُترے اور وضُو کر کے اپنے اصحاب کا انتظار کرنے لگے۔ مَیں نے دیکھا کہ وُہ منافقین عقبہ سے نیچے اُتر رہے تھے اور لوگوں میں شامل ہو کر حضرتؐ کے ساتھ نماز میں شریک ہو گئے۔ حضرتؐ نمازِ صبح سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ ابوبکر، عمر، اور ابو عبیدہ بن الجراح ایک دوسرے کے ساتھ سرگوشی کر رہے ہیں۔ حضرتؐ نے حکم دیا کہ منادی کر دو کہ تین[۳] اشخاص ایک جگہ جمع نہ ہوں کہ پوشیدہ طور پر راز میں باتیں کریں۔ پھر حضرتؐ وہاں سے روانہ ہوئے۔ جب دوسری منزل پر پہنچے حذیفہ کے غلام سالم نے ابوبکر و عمر و ابو عبیدہ کو ایک جگہ اکٹھا دیکھا جو باہم سرگوشی کر رہے تھے۔ وُہ اُن کے پاس گیا اور کہا کہ کیا رسُولؐ خدا نے منع نہیں کیا ہے کہ تین اشخاص یکجا ہو کر راز کی باتیں نہ کریں۔ خدا کی قسم اگر مجھے اُس راز سے آگاہ نہ کرو گے جو آپس میں کہہ رہے تھے تو ضرور رسُولؐ خدا سے جا کر تمہاری شکایت کر دوں گا۔ ابوبکر نے کہا اے سالم مَیں تجھ سے خدا کے ساتھ عہد و پیمان لیتا ہوں کہ اگر یہ راز ہم تجھ کو بتا دیں تو تُو بھی اگر چاہے تو ہمارے اس معاملہ میں شامل ہو جا جس کے لیئے ہم لوگ اکٹھا ہوتے ہیں، اور ہمارا ہمخیال و مددگار رہو جا اور اگر تُو نہ چاہے تو پوشیدہ رکھنا اور ہمارے راز کو محمدؐ سے نہ کہہ دینا۔ سالم نے مان لیا اور اُن سے عہد و پیمان کیئے کیونکہ وُہ ان سے زیادہ امیر المومنین سے کینہ و عداوت رکھتا تھا۔ اور وُہ جانتے تھے کہ سالم ایسا ہی ہے اس لیئے اس سے بیان کیا کہ ہم لوگ جمع ہوتے ہیں اور ایک دُوسرے سے عہد کرتے ہیں اور قسم کھاتے ہیں کہ محمدؐ نے جو کچھ ولایتِ علیؑ کے بارے میں کہا ہے ہم اس کو نہ مانیں گے اور اطاعت نہیں کریں گے۔ سالم نے کہا کہ سب سے پہلے جو شخص عہد و پیمان کرتا ہے اور اس بارے میں اقرار کرتا ہے اور تمہاری مخالفت نہیں کرتا وُہ میں ہوں۔ خدا کی قسم

کسی خاندان کو بنی ہاشم سے زیادہ اور بنی ہاشم میں کسی شخص کو علیؑ سے زیادہ دشمن نہیں رکھتا ہوں لہٰذا اس امر میں جو تمہاری رائے ہو اُس پر عمل کرو۔ میں بھی تمہارا معین و مددگار رہوں۔ غرض اُسی وقت اُن لوگوں نے آپس میں عہد کیا اور اس امر پر قسمیں کھائیں اور وہاں سے متفرق ہو گئے۔ جب آنحضرتؐ نے کوچ کا حکم دیا تو یہ لوگ حضرتؐ کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا آج آپس میں تم نے کیا راز کی باتیں کیں حالانکہ مَیں نے تم کو راز کی باتیں کرنے سے منع کیا تھا وُہ بولے یا رسُولؐ اللہ آج تو ہم سے کسی سے ملاقات ہی نہیں ہوئی سوائے اس وقت کے جبکہ ہم آپ کی خدمت میں آ کر کھڑے ہوئے ہیں۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے اُن کو تعجب سے دیکھا اور فرمایا تم زیادہ جاننے والے ہو یا خدا۔ اور کون اُس سے زیادہ ظالم ہے جو گواہی کو جانتے ہوئے خدا سے چھپاتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اُس سے غافل نہیں ہے۔ پھر حضرتؐ روانہ ہو کر مدینہ پہنچے پھر وُہ منافقین جمع ہوتے اور ایک عہد نامہ تحریر کیا اور جو کچھ عہد و پیمان کیا تھا اُس میں درج کیا۔ اور سب سے پہلی بات جو اُس صحیفہ میں لکھی امیر المومنینؑ کی بیعت کا توڑنا تھا۔ اور یہ کہ اس امر کا تعلق ابوبکر، ابو عبیدہ اور سالم سے ہے کسی اور کو اس میں دخل نہیں ہے اور منافقوں میں چونتیس[۳۴] افراد اُس پر گواہ ہوئے جن میں چودہ[۱۴] اشخاص اہلِ عقبہ تھے بقیہ اور دُوسرے منافقین تھے۔ پھر اُس عہد نامہ کو ابو عبیدہ بن الجراح کے سپُرد کیا اور اُس کو اس کا امین قرار دیا۔ پھر اُس انصاری نے حذیفہ سے کہا کہ وُہ منافقین جو ابوبکر، عمر اور ابو عبیدہ بن الجراح تھے وُہ تو اس سبب سے راضی ہو گئے کہ وُہ قریش سے تھے لیکن سالم کو کس لیئے اس میں داخل کر لیا حالانکہ نہ وُہ قریش سے تھا، نہ مہاجرین سے تھا، نہ انصار سے بلکہ انصار کی ایک عورت کا آزاد کیا ہوا غلام تھا۔ حذیفہ نے کہا اُن منافقوں کی حسد کے سبب سے غرض یہ تھی کہ خلافت حضرت علیؑ کو نہ ملنے پائے۔ اور علیؑ سے اُن کی عداوت اس سبب سے تھی کہ حضرتؑ نے راہِ خدا میں اُن کے کافر عزیزوں کو مارا تھا اور اُن کی ضربتوں سے اُن کے جگر زخمی تھے جیسا کہ قریش کے تھے۔ اور یہ کہ وُہ حضرت علیؑ کو رسُولؐ اللہ کا خاص عزیز سمجھتے تھے اور اُن سے اُن مقتولین کا عوض لینا چاہتے تھے جنکو جناب رسُولِؐ خدا کی نصرت میں جناب علیؑ اور دُوسروں نے قتل کیا تھا۔ چونکہ سالم کو بھی اس امر میں متفق سمجھتے تھے اس لیئے اس کو بھی اس عہد نامہ میں شامل کر لیا۔ انصاری نے کہا کہ چاہتا ہوں کہ اُس عہد نامہ کا مضمون بھی مجھ سے بیان کر دیجیئے۔ حذیفہ نے کہا کہ اُس کا مضمون اسماء بنت عمیس نے مجھ کو بتلایا ہے جو اُس وقت ابوبکر کی زوجہ تھیں۔ وُہ کہتی ہیں کہ وُہ جماعت ابوبکر کے مکان میں جمع ہوئی اور سب اس بارے میں مشورہ اور سازش کر رہے تھے اور میں سُن رہی تھی وُہ اُن کی منحوس تدبیریں سمجھ رہی تھی یہاں تک کہ ان کی رائے اس پر قرار پائی تو ان لوگوں نے سعید بن العاص اُموی کو حکم دیا۔ اُس نے اس عہد نامہ کو اُن کی فاسدہ رائے کے مطابق تحریر کیا جس کا مضمون یہ تھا:۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اس پر مہاجرین و انصار میں سے اشراف و رؤسائے اُمتِ محمدؐ رسُول اللہ نے اتفاق کیا ہے جن کی مدح خدا نے اپنی کتاب میں اپنے پیغمبرؐ کی زبانی کی ہے اُس کے بعد جبکہ خُوب غور و فکر اور آپس میں مشورہ کر لیا ہے تو اس عہد نامہ کو اسلام اور اہلِ اسلام پر قیامت تک شفقت و محبت کے سبب سے لکھا ہے تاکہ ان لوگوں کے بعد جو مسلمان پیدا ہوں وُہ ان کی پیروی کریں۔ اما بعد:۔

خداوند عالمین نے اپنے کرم و نعمت سے محمدؐ کو اپنے دین کی رسالت کے ساتھ جس کو اپنے بندوں کے لیے پسند فرمایا تھا تمام لوگوں کی جانب مبعوث فرمایا تو حضرتؐ نے رسالت ادا فرمائی اور جو کچھ خدا نے اُن کو حکم دیا تھا اُس کی تبلیغ کی اور ہم پر واجب قرار دیا کہ ہم اُن تمام اُمور پر قائم و برقرار رہیں یہانتک کہ ہمارے لیے دین کو کامل کیا اور فرائض کو واجب کیا اور سُنتوں کو محکم کیا۔ پھر خدا نے رسُولؐ کے لیے دُنیائے فانی کی منزلوں پر عقبےٰ کے درجاتِ عالیہ کو اختیار فرمایا اور اُن کی رُوح کو اپنی طرف گرامی رکھتے ہوئے بلا لیا اور ہمیشہ کی نعمتوں سے سرفراز فرمایا بغیر اس کے کہ انہوں نے کسی کو خلیفہ مقرر کیا ہو بلکہ خلافت کا معاملہ اُمت پر چھوڑ دیا تاکہ جس کی رائے اور خیر خواہی پر اعتماد ہو اُمت اُس کو اپنا خلیفہ بنالے بیشک مسلمانوں کو لازم ہے کہ جناب رسُولِ خدا کی تاسّی کریں جیساکہ کرنا چاہیئے۔ چنانچہ خداوند عالم نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ (آیت ۲۱، پ ۲۱، سورۃ احزاب) یعنی تمہارے لیے رسُولؐ خدا کی ذات میں عمل کا بہترین نمونہ ہے مگر اُس کے لیے جو خدا اور روزِ آخرت کی اُمید رکھتا ہو۔" بیشک رسُولؐ اللہ نے کسی کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا تاکہ یہ خلافت ایک ہی خاندان میں نہ رہے کہ اُن میں میراث کے طور پر ہوجائے اور تمام مسلمان اُس سے محروم رہیں اور ان کے دولتمند لوگ اس کو دست بدست پھراتے رہیں تاکہ کوئی خلافت کا دعوٰے کرنے والا نہ کہے کہ یہ امرِ خلافت میرے فرزندوں میں قیامت تک محدود رہے گا۔ ایک خلیفہ کے مرنے کے بعد مسلمانوں پر واجب ہے کہ اُن کے صاحبانِ رائے و صلاح جمع ہوکر اپنے اُمور میں مشورہ کریں اور جس کو خلافت کا مستحق پائیں اُس کو خلیفہ بنالیں پھر اگر کوئی شخص لوگوں میں سے دعوٰے کرے کہ رسُولؐ نے اس کو لوگوں کا خلیفہ بنایا اور مقرر کیا ہے اور اس کی خلافت پر نص کیا ہے تو اُس کا دعوٰے باطل ہے اور اُس کا بیان حقیقت کے خلاف ہے جس کو اصحابِ رسُولؐ جانتے ہیں اور اُس نے اس طرح مسلمانوں کی جماعت کی مخالفت کی ہے اور اگر کوئی دعوٰے کرے کہ حضرت سرورِ کائنات کی خلافت میراث ہے یا کسی کو حضرتؐ سے میراث میں ملتی ہے تو یہ سخن محال ہے کیونکہ رسُولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ ہم گروہ انبیا کوئی چیز میراث میں نہیں چھوڑتے ہیں۔ جو کچھ باقی رہتا ہے وُہ صدقہ ہے۔ اور اگر کوئی شخص دعوٰے کرے کہ خلافت تمام لوگوں میں صرف ایک شخص کے لائق اور اُسی کی ذات میں منحصر ہے اور دُوسروں کے لیے سزاوار نہیں ہے کیونکہ خلافت رسُولؐ کی جانشینی ہے تو وُہ جھُوٹ بکتا ہے کیونکہ پیغمبرؐ نے کہا ہے کہ میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں اُن میں جس کی بھی پیروی کروگے ہدایت پاؤگے۔ اور اگر کوئی دعوٰے کرے کہ رسُولؐ اللہ کی قرابت کی وجہ سے میں خلافت و امامت کا مستحق ہوں اور خلافت اُس کے لیے ہے اور اُس کے بعد اُس کے فرزندوں کے لیے ہے جیسے کہ ہر فرزند اپنے باپ کی میراث ہر زمانہ میں پاتا ہے اور اُن کے علاوہ کسی کے لائق نہیں ہے اور سزاوار نہیں ہے کہ اُن کے سوا کسی کے لیے ہو۔ یونہی ہوتا رہے گا یہانتک کہ زمین اور جو کچھ زمین میں ہے حق تعالٰی کی میراث میں پہنچے یہانتک کہ تمام خلق فنا ہوجائے۔ لہٰذا ایسی باتیں کہنے والے کے لیے خلافت نہیں اور نہ اُس کے فرزندوں کے لیے اگرچہ اس کا نسب پیغمبرؐ سے قریب ہو کیونکہ خداوند عالمین کہتا ہے اور اُس کے حکم کا قبول کرنا سب پر لازم ہے کیونکہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ

اَتْقٰکُمْ (پ ۲۶ سورۃ الحجرات آیت ۱۳) تم میں خدا کے نزدیک سب سے زیادہ بلند و صاحب مرتبہ وُہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔" اور رسُولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں کی امان وُہ ہے جو ان کے پست ترین لوگوں کی امن و امان میں کوشش کرے اور سب کے سب ایک ہاتھ کے مانند ہیں اس کے لیے جو غیر ہے۔ یعنی چاہیئے کہ سب ایک دوسرے کی مدد کریں اور اپنے دشمنوں کے دفعیہ پر سب متفق رہیں تو وہ شخص خدا اور اُس کی کتاب پر ایمان لاتا ہے اور سُنّتِ رسُولؐ کا اقرار کرتا ہے تو وُہ راہِ مستقیم پر ہے اور حق کی جانب رجُوع ہے اور اُس نے صحیح راستہ اختیار کیا ہے اور جو شخص مسلمانوں کے کردار سے اور اُن کے خلیفہ مقرر کرنے سے کراہت کرتا ہے تو اُس نے حق اور کتابِ خدا کی مخالفت کی اور مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہوگیا لہٰذا اُس کو قتل کردو کیونکہ اُس کو قتل کر دینا اُمّت کی بھلائی کا سبب ہے بیشک رسُولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری اُمّت کی طرف آئے جس وقت کہ وُہ لوگ جمع ہوئے ہوں اور وُہ اُن کو پراگندہ کرے تو اُس کو قتل کردو اور جو اُمّت کی رائے سے الگ ہوجائے اُس کو قتل کردو وُہ کوئی ہو۔ بلاشبہ اجتماع رحمت ہے اور پراگندہ ہوکر رہنا عذاب کا سبب ہے اور میری اُمّت کبھی ضلالت و گمراہی پر جمع نہیں ہوسکتی۔ بیشک تمام مسلمان آپس میں ایک دُوسرے کے لیے ایک ہاتھ کے مانند ہیں اس لیے کہ مسلمانوں کی جماعت سے خارج نہیں ہوتا مگر وُہ جو اُن سے علیٰحدگی اختیار کرتا ہے اور اُن سے کینہ رکھتا ہے اور اُن کے مقابلہ میں اُن کے دُشمنوں کا مددگار ہو۔ تو ایسے شخص کا خون خدا و رسُولؐ نے مباح کردیا ہے اور اُس کا قتل کرنا حلال فرما دیا ہے۔ اس عہد نامہ کو سعید بن عاص نے ایک گروہ کے اتفاق سے ماہِ محرّم سنہ ۱۰ھ میں لکھا جن کے نام اس صحیفہ کے آخر میں لکھے ہیں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ۔

اس کے بعد اُس صحیفہ کو ابو عبیدہ کو دیا پھر کعبہ میں بھیج کر مدفون کرا دیا جو عمر بن الخطاب کے زمانۂ خلافت تک مدفون رہا، اور انہوں نے وہاں سے نکالا۔ اور جب عمر ہلاک ہوئے اور امیر المومنین اُن کے جنازہ پر آئے تو فرمایا کہ میں آرزو رکھتا ہوں کہ اس مرد کے اس صحیفہ کے ساتھ خدا سے ملاقات کروں جو موت کی نیند سو رہا ہے اور جس کے سر اور چہرے پر چادر ڈال دی گئی ہے۔

غرض اس عہد نامہ کی تحریر سے فارغ ہوکر وُہ لوگ ابو بکر کے گھر سے نکلے۔ جناب رسُولِ خدا نے نمازِ صبح ادا فرمائی اور تعقیبات میں مشغول تھے یہانتک کہ آفتاب طلوع ہوا تو حضرتؐ نے ابو عبیدہ کی جانب رُخ کرکے اعتراض کے طور پر فرمایا کیا کہنا ہے تمہارا کون ہے تمہاری مثل۔ اب تو تم امینِ اُمت ہو پھر حضرتؐ نے اس آیہ کو پڑھا۔ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ یَکْتُبُوْنَ الْکِتَابَ بِاَیْدِیْھِمْ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ ھٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ لِیَشْتَرُوْا بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا فَوَیْلٌ لَّھُمْ مِّمَّا کَتَبَتْ اَیْدِیْھِمْ وَوَیْلٌ لَّھُمْ مِّمَّا یَکْسِبُوْنَ (آیت ۷۹ سورۃ بقرہ پ ۱) یعنی وائے ہو اُن لوگوں پر جو اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے تاکہ اس کو تھوڑی سی دنیوی قیمت پر فروخت کریں لہٰذا ان کے لیے اس کے عوض عذابِ الٰہی ہے جو کچھ وُہ لکھتے ہیں اور جو کچھ کمائی کرتے ہیں۔" پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ اس جماعت کی مثال ان لوگوں کی سی

ہے۔ جو لوگوں سے معافی مانگتے ہیں اور خدا سے مغفرت چاہتے ہیں حالانکہ خدا اُن کے ساتھ ہوتا ہے جبکہ وُہ ایسی باتوں میں وقت گزارتے ہیں جن کو خدا پسند نہیں کرتا اور خدا تو اُن کے اعمال کو گھیرے ہوئے ہے اور خوب جانتا ہے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ اس اُمت میں بھی کچھ لوگوں نے جاہلیت اور کفر کے زمانہ کے طریقہ پر صحیفہ لکھا ہے اور کعبہ میں رکھ دیا ہے۔ اور خدا اُن کو مہلت دیتا ہے تاکہ اُن کا اور اُن لوگوں کا جو اُن کے بعد آنے والے ہیں امتحان لے اور خبیث طیّب سے جُدا کر دے۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا کہ خدا نے اُن سے متعرض ہونے کو چند مصلحتوں اور حکمتوں کے سبب سے جو اُن کو مہلت دینے میں ہے مجھے منع کیا ہے تو یقیناً ان سب کی گردنیں مار دیتا۔ حذیفہ نے کہا کہ خدا کی قسم ہم نے ان منافقین کو دیکھا جس وقت کہ آنحضرتؐ ان کے بارے میں یہ باتیں کہہ رہے تھے کہ ان کے بدن کانپنے لگے۔ اور اُن کا حال ایسا متغیر ہُوا کہ اُن کی خیانت تمام حاضرین پر ظاہر ہوگئی اور سب نے سمجھ لیا کہ حضرتؐ کے اعتراضات ان ہی لوگوں پر تھے اور مثالیں اُنہی لوگوں پر بیان کیں اور قرآنی آیتیں اُنہی کی تنبیہہ کے لیئے پڑھی تھیں۔ پھر حذیفہ نے کہا کہ جب آنحضرتؐ نے اس سفر سے مراجعت فرمائی اور ام سلمہ کے مکان میں قیام فرمایا اور ایک مہینہ تک وہیں مقیم رہے اور کسی دوسری بی بی کے گھر نہیں تشریف لے گئے جیسا کہ حضرتؐ کا معمول تھا، تو اس حال کی عائشہ و حفصہ نے اپنے باپ سے شکایت کی، ان لوگوں نے کہا کہ ہم جانتے ہیں کہ آنحضرتؐ ایسا کیوں کر رہے ہیں اور اس کا کیا سبب ہے۔ پھر عائشہ و حفصہ سے کہا کہ تم لوگ جاؤ اور اُن حضرتؐ سے نرمی کے ساتھ باتیں کرو اور اپنی محبت ظاہر کرو اور اُن کو گرویدہ رکھو۔ اگر ایسا کروگی تو چونکہ وُہ صاحبِ شرم و حیا ہیں ممکن ہے ان حیلوں کے سبب جو کچھ اُن کے دل میں ہے ظاہر کر دیں اور ان کو اپنے اُوپر مہربان بنالو۔ یہ سُنکر عائشہ تنہا آنحضرتؐ کی خدمت میں آئیں آنحضورؐ ام سلمہؓ کے گھر میں تشریف فرما تھے امیرالمومنین بھی آپؐ کے پاس موجود تھے۔ سرکارِ دو عالمؐ نے فرمایا اے حُمیرا کس غرض سے آئی ہو عائشہ نے کہا یا رسُولؐ اللہ آپ کا میرے غریب خانہ پر اس مرتبہ تشریف نہ لانا میرے لیئے بہت شاق ہے میں آپؐ کی ناراضی سے خدا کی پناہ چاہتی ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر تم اپنے اس قول میں سچی ہوتیں تو میرے راز کو جو میں نے تم سے ظاہر کر دیا تھا افشا نہ کرتیں حالانکہ میں نے بڑی تاکید کر دی تھی کہ ظاہر نہ کرنا۔ مگر تم یقیناً خود بھی ہلاک ہوئیں اور ایک گروہ کو بھی ہلاک کر دیا۔ پھر حضرتؐ نے ام سلمہؓ کی کنیز کو بُلایا اور فرمایا کہ میری سب بیویوں کو بُلا لاؤ۔ جب وُہ سب خانۂ ام سلمہؓ میں جمع ہوگئیں حضرتؐ نے اُن سے فرمایا جو کچھ میں تم سب سے کہتا ہوں غور سے سُنو۔ پھر حضرت علیؑ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ یہ میرا بھائی اور وصی اور وارث ہے اور میرے بعد تمہارے اور میری تمام اُمت کے معاملات (دینی و دنیوی) کی نگرانی کرنے والا ہے۔ لہٰذا وُہ جو حکم دے اُس کی اطاعت کرو اور اُس کی نافرمانی مت کرنا ورنہ ہلاک ہوجاؤ گی۔ پھر حضرت علیؑ سے فرمایا ان عورتوں کی میں تم سے سفارش کرتا ہوں کہ ان کی نگرانی رکھنا اور جب تک یہ تمہاری مطیع رہیں ان کے اخراجات ان کو دیتے رہنا اور ان کو اپنی اطاعت کا حکم دیتے رہنا اور ان کی جن باتوں سے تم کو شک گزرے اُن سے روکتے رہنا اور منع کرتے رہنا۔ اگر نافرمانی کریں تو ان کو میری زوجیت سے آزاد کر دینا اور طلاق دے دینا۔ جنابِ امیرؑ نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ یہ عورتیں ہیں ان کا کام سُستی اور رائے کی کمزوری ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا جب تک

نرمی سے اصلاح ممکن ہو نرمی کرنا پھر بھی ان میں سے جو تمہاری نافرمانی کرے تو اس کو طلاق دے دینا ایسا طلاق جس سے خدا و رسُولؐ راضی ہوں۔ یہ سُنکر تمام بیویاں ساکت ہوگئیں اور ایک لفظ نہ بولیں مگر عائشہ نے کہا یا رسُولؐ اللہ ہم ہرگز ایسے نہیں کہ آپ کسی بات کا حکم دیں اور ہم اُس کے خلاف کریں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے حُمیرا ایسا نہیں بلکہ تُو نے مخالفت کی اور بدترین مخالفت۔ خدا کی قسم یہی بات جو ابھی میں نے تجھ سے کہی ہے تو اُس کی بھی مخالفت کرے گی۔ اور علیؑ کی میرے بعد نافرمانی کرے گی، اور علانیہ اور ظاہر بظاہر گھر سے نکلے گی جہاں میں تجھے بٹھا کر جاؤں گا۔ اور کئی ہزار اشخاص تیرے گرد ہوں گے اور تو علیؑ سے سرکشی کرے گی اور اپنے پروردگار کی گنہگار ہوگی اور جس راہ سے کہ تُو جاتے گی حوأب کے کُتّے سرِراہ تجھ پر بھونکیں گے اور یہ وُہ امر ہے کہ ضرور واقع ہوگا۔ پھر سب بیویوں کو رُخصت فرمایا اور وہ اپنے اپنے گھروں میں واپس چلی گئیں۔ پھر حضرتؐ نے اُن منافقین کی جماعت کو طلب کیا جو اہلِ صحیفہ و عقبہ تھے مع طلقا و منافقین کے جنہوں نے اُن کی موافقت کی تھی، اور وُہ چار ہزار اشخاص تھے اور اسامہ بن زید کو اُن کا سردار بنا کر اُن کو شام کی طرف جانے کا حکم دیا۔ انہوں نے کہا ابھی تو ہم آپ کے ساتھ اس سفر سے واپس آئے ہیں اور ازسرِنو سامانِ سفر درست کرنا پڑے گا لہٰذا ہم کو چند روز مدینہ میں قیام کی اجازت دیجیئے تاکہ اسبابِ سفر مہیا کریں۔ حضرتؐ نے ان کو اجازت دی اور جن چیزوں کی اُن کو ضرورت تھی عطا فرمایا۔ اور اسامہ بن زید کو حکم دیا کہ وُہ ان کو مدینہ سے باہر لے کر جائے اور ایک فرسخ دُور جا کر قیام کرے۔ اُسامہ نے مدینہ سے باہر اُس مقام پر قیام کیا جہاں حضرتؐ نے حکم دیا تھا اور انتظار کرنے لگے کہ منافقین اور ان کے علاوہ دُوسرے لوگ اپنے ضروریات سے فارغ ہوکر ان کے پاس جمع ہوں اسامہ بن زید اور اُن کے ساتھ اس جماعت کے بھیجنے سے آنحضرتؐ کی غرض یہ تھی کہ مدینہ ان سے خالی ہو جائے اور منافقوں میں سے کوئی مدینہ میں نہ رہ جائے۔ اور حضرتؐ نے ان کے سفر میں بڑا اہتمام فرمایا اور اُن کو ترغیب دیتے رہے۔ ناگاہ حضرتؐ علیل ہوگئے اور اسی مرض میں دُنیا سے رحلت فرمائی جب منافقوں نے حضرتؐ کی علالت مشاہدہ کی اُسامہ کے ساتھ جانے میں لیت و لعل کرنے لگے یہ معلوم کر کے حضرتؐ نے قیس بن سعدؓ بن عبادہ کو جو ہمیشہ حضرتؐ کے لشکر کے لیئے لوگوں کو جمع کرنے والے تھے اور خبابؓ بن منذر کو انصار کی ایک جماعت کے ساتھ حکم دیا کہ ان لوگوں کو سختی کے ساتھ اُسامہ کے لشکر تک پہنچائیں۔ تو قیس اور خباب نے اُن کو مدینہ سے باہر نکالا اور اسامہ کے لشکر میں پہنچا دیا۔ اور اُسامہ سے کہا جنابِ رسُولؐ خدا نے تم کو حکم دیا ہے کہ اب ذرا بھی توقف نہ کرو اور فوراً کوچ کرو اور روانہ ہو جاؤ لہٰذا ابھی سامان بار کرو اور کوچ کرو تاکہ حضرتؐ جان لیں کہ تم روانہ ہوگئے ہو۔ یہ سُنکر اُسامہ نے اُسی وقت کوچ کیا۔ اور قیس و خباب آنحضرتؐ کی خدمت میں واپس آئے، اور بیان کیا کہ وُہ لوگ روانہ ہوگئے؛ لیکن حضرتؐ نے فرمایا کہ وُہ لوگ نہیں جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ قیس و خباب کے واپس آنے کے بعد ابوبکر و عمر و ابوعبیدہ اور اُن کے ساتھیوں کی ایک جماعت نے اُسامہ سے کہا کہ کہاں جاتے ہو اور مدینہ کو خالی کیئے دیتے ہو حالانکہ ہم کو اس وقت سے زیادہ کسی وقت مدینہ میں رہنے کی ضرورت نہیں تھی اُسامہ اور اُن کے ہمراہیوں نے پُوچھا کہ تمہاری اس گفتگو کا راز کیا ہے ان لوگوں نے کہا کہ رسُولؐ خدا کا وقتِ وفات قریب ہے اور خدا کی قسم اگر ہم اس وقت مدینہ کو خالی چھوڑ دیں گے تو کچھ اُمور واقع ہو جائیں گے

پھر جس کی اصلاح نہ ہوسکے گی۔ لہٰذا ہم مدینہ میں رہ کر انتظار کریں گے کہ دیکھیں حضرتؐ کا معاملہ (مرض) کس حدتک پہنچتا ہے۔ اُس کے بعد اس سفر پر روانہ ہوسکیں گے۔ یہ کہہ کر وُہ لوگ پلٹ آئے۔ اُسامہ اور اُس کے ہمراہیوں نے اُسی مقام پر قیام کیا اور آنحضرتؐ کی خیریت معلوم کرنے کے لیئے ایک شخص کو بھیجا۔ وُہ قاصد پوشیدہ طور پر عائشہ کے پاس آیا اور حضرتؐ کا حال دریافت کیا۔ انہوں نے کہا کہ ابوبکر و عمر اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ہیں جاکر بتا دو کہ حضرتؐ کا مرض بہت سخت ہوگیا تم میں سے کوئی اپنی جگہ سے حرکت نہ کرے میں برابر حضرتؐ کا حال بھیجتی رہوں گی۔ غرض آنحضرتؐ کا مرض شدید ہوا۔ اُدھر عائشہ نے صہیب کو ابوبکر کے پاس بھیجا کہ حضرتؐ کا حال اس حد کو پہنچ چکا ہے کہ اُمیدِ زیست نہیں لہٰذا تم، عمر اور ابوعبیدہ اور جس کو مناسب سمجھو اپنے ساتھ لے کر جلد سے جلد مدینہ میں پہنچ جاؤ اور رات کو پوشیدہ طور سے داخل ہونا جب یہ خبر اُن لوگوں کو ملی صہیب کا ہاتھ پکڑ کر اسامہ کے پاس گیئے اور آنحضرتؐ کی شدتِ مرض کی خبر بیان کی اور کہا ہمارے لیئے کیونکر جائز ہے کہ ایسی حالت میں رسُولِ خدا کی زیارت سے انحراف کریں اور اُن سے اجازت طلب کی۔ اُسامہ نے اجازت تو دے دی لیکن یہ تاکید کردی کہ پوشیدہ طور پر جاؤ۔ اگر حضرتؐ خیر و عافیت سے ہوں تو اپنے لشکر میں واپس آجاؤ۔ اور اگر آنحضرتؐ کی وفات ہوگئی ہو تو ہم کو اطلاع دینا تاکہ ہم بھی لوگوں کے ساتھ آجائیں۔ ابوبکر و عمر اور ابوعبیدہ جراح رات کے وقت داخل مدینہ ہوگئے آنحضرتؐ کا مرض بہت شدید ہوتا گیا تھا۔ کچھ افاقہ ہوا تو حضرتؐ نے فرمایا آج رات شرِ عظیم ہمارے مدینہ میں داخل ہوا ہے۔ لوگوں نے پُوچھا وُہ کیا۔ فرمایا کہ وُہ جماعت جو لشکرِ اُسامہ کے ساتھ تھی اُن میں سے بعض واپس آگئے ہیں اور میرے حکم کی مخالفت کی ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ میں خدا کے نزدیک اُن سے بیزار ہوں۔ پھر برابر یہی کہتے رہے کہ لشکرِ اُسامہ کو روانہ کردو اور اُن لوگوں کو اُس کے ہمراہ بھیجو۔ خدا اُس پر لعنت کرے جو لشکرِ اُسامہ سے رُوگردانی کرے۔ اور یہ جملہ کئی بار فرمایا۔ اور حضورؐ کے مؤذن بلال جب ظہر کی اذان دیتے تو اگر حضرتؐ سے تکلیف و دشواری کے ساتھ بھی ممکن ہوتا تو باہر جاکر لوگوں کے ساتھ نماز پڑھتے۔ اور اگر باہر جانے کی طاقت نہ ہوتی تو حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ کو حکم دیتے کہ لوگوں کے ساتھ نماز پڑھیں۔ جناب امیرؑ اور فضل بن عباس اس حال میں حضرتؐ سے جُدا نہ ہوتے تھے اور برابر حضرتؐ کی خدمت میں رہتے تھے۔ اس روز جس رات کو وُہ منافقین مدینہ میں داخل ہوئے بلال نے اذان دی اور حضرتؐ کے درِ دولت پر حاضر ہوئے تاکہ معمول کے مطابق نماز کے لیئے حضرتؐ کو اطلاع دیں۔ چُونکہ آنحضرتؐ کا مرض شدید ہوچکا تھا بلالؓ کو حضرتؐ کے آنے کی کوئی اطلاع نہیں ملی اور اُن کو حضرتؐ کے پاس بھی جانے نہ دیا۔ اُدھر عائشہ نے صہیب کو اپنے پدر ابوبکر کے پاس بھیجا اور کہلایا کہ آنحضرتؐ کا مرض نہایت شدت پر ہے اور حضرتؐ نماز کے لیئے نہیں جاسکتے اور علیؑ حضرتؐ کی تیمارداری میں مشغول ہیں آپ جاکر لوگوں کے ساتھ نماز پڑھیں۔ کیونکہ یہ موقع آپ کے لیئے نہایت بہتر ہے اور یہ نماز بعد میں آپ کے کام آئے گی۔ لوگ مسجد میں جمع ہوگئے تھے اور حسبِ معمول انتظار کر رہے تھے کہ آنحضرتؐ یا حضرت علیؑ آئیں تو نماز پڑھائیں ناگاہ ابوبکر داخلِ مسجد ہوئے اور کہا کہ رسُول اللہؐ کا مرض شدید ہے اور مجھے نماز پڑھانے کا حکم دیا ہے۔ یہ سُنکر اصحابِ رسُولؐ میں سے ایک صاحب نے

اُن سے کہا کہ یہ پیغام تم کو کب ملا حالانکہ تم لشکرِ اُسامہ میں تھے۔ خدا کی قسم میں نہیں سمجھتا کہ حضرتؐ نے تمہارے پاس کسی کو بھیجا ہو اور تم کو نماز پڑھانے کے لیئے حکم دیا ہو۔ یہ سُنکر بلالؓ نے لوگوں سے کہا کہ صبر کرو میں رسُول اللہؐ سے اجازت لے لوں۔ یہ کہہ کر نہایت تیزی سے حضرتؐ کے درِ اقدس پر آئے اور دروازہ کو بہت زور زور سے کھٹکھٹایا۔ جناب رسُولِ خدا نے سُن لیا اور فرمایا کہ دیکھو یہ کس لیئے اس قدر سختی کے ساتھ دروازہ کھٹکھٹایا جا رہا ہے۔ فضل بن عباس باہر نکلے، دروازہ کھولا، دیکھا کہ بلالؓ ہیں۔ پُوچھا کس کام کے لیئے دروازہ پیٹ رہے ہو؟ بلالؓ نے کہا ابوبکر مسجد میں آئے ہیں اور رسُولِ خدا کی جگہ پر کھڑے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرتؐ نے مجھ کو بھیجا ہے تاکہ اُن کی جگہ پر کھڑے ہوکر لوگوں کو نماز پڑھاؤں۔ فضل نے تعجب سے کہا کہ شاید ابوبکر اُسامہ کے لشکر کے ساتھ نہیں ہیں خدا کی قسم یہ وہی شرِ عظیم ہے جس کے بارے میں آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ رات شرِ عظیم مدینہ میں داخل ہوا ہے۔ غرض فضل بلال کو آنحضرتؐ کی خدمت میں لائے۔ بلالؓ نے تمام روئداد ابوبکر کی حضرتؐ سے بیان کی۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھے اُٹھاؤ اور مسجد میں لے چلو۔ اُسی خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اسلام پر بلائے عظیم نازل ہوگئی۔ پھر حضرتؐ باہر نکلے اس طرح کہ سر پر عصابہ باندھے ہوئے تھے۔ ایک ہاتھ جناب امیرؑ کے کاندھے پر اور دُوسرا فضل کے کاندھے پر رکھے ہوئے تھے۔ پائے اقدس زمین پر گھسٹتے ہوئے نہایت تکلیف سے مسجد میں داخل ہوئے۔ ابوبکر آنحضرتؐ کی جگہ پر کھڑے ہوئے تھے اور اُن کے گرد عمر، ابوعبیدہ، سالم اور صہیب اور کچھ لوگ جو ان کے ہمراہ مدینہ میں داخل ہوئے تھے جمع تھے۔ اکثر لوگوں نے ان کی اقتدا نہیں کی تھی۔ اور بلالؓ کی خبر کا انتظار کر رہے تھے کہ حضرتؐ کو دیکھا کہ باوجود مرض کی شدت اور ضعف اور ناتوانی کے مسجد میں تشریف لا رہے ہیں۔ لوگوں کو یہ امر بہت عظیم معلوم ہوا۔ جناب رسُولِ خدا محراب کے قریب تشریف لے گئے اور ابوبکر کو کھینچ کر الگ کیا تو ابوبکر اور اُن کے دُوسرے ہمراہی جو اُن سے متفق تھے پیچھے جاکر لوگوں کے درمیان پوشیدہ ہوگئے اور لوگوں نے حضرتؐ کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ حضرتؐ نے بیٹھ کر نماز پڑھی۔ چونکہ حضرتؐ نہایت کمزور تھے، آپ کی تکبیر کی آواز لوگوں تک نہیں پہنچتی تھی، بلالؓ حضورؐ کی تکبیر لوگوں تک پہنچا رہے تھے یہاں تک کہ نماز ختم ہوئی تو حضرتؐ نے پیچھے رُخ کیا اور ابوبکر کو نہیں دیکھا تو فرمایا کہ لوگو! ابوقحافہ کے بیٹے اور اُس کے ساتھیوں پر کیا تعجب نہیں کرتے ہو کہ میں نے ان سب کو لشکرِ اُسامہ کے ساتھ بھیجا تھا اور حکم دیا تھا کہ اُس طرف جائیں جس طرف میں نے اُن کو بھیجا ہے۔ ان لوگوں نے میرے حکم سے سرتابی کی اور فتنہ و فساد کرنے مدینہ واپس آگئے ہیں اور خداوندِ عالم نے اُن کو فتنہ میں ڈال دیا ہے۔ پھر فرمایا کہ مجھ کو منبر پر بٹھاؤ۔ لوگوں نے حضرتؐ کا ہاتھ پکڑ کر منبر پر بٹھایا۔ حضرت پہلے زینہ پر بیٹھے اور خدا کی حمد و ثنا بجا لاتے اور فرمایا ایّہا النّاس! بلاشبہ میرے پاس وُہ چیز خدا کی جانب سے آئی ہے جس کی تم کو پابندی کرنا چاہیئے۔ بلاشک میں نے تم کو راہِ راست روشن پر چھوڑا ہے اور اُس کو تمہارے واسطے ایسا واضح کر دیا ہے کہ اُس کی راتیں دن کے مانند روشن ہیں۔ لہٰذا میرے بعد اختلاف نہ کرنا جس طرح بنی اسرائیل نے کیا۔ ایّہا النّاس میں نے تم پر کوئی چیز حلال نہیں کی مگر وہی جسے قرآن نے حلال کیا ہے اور کوئی چیز حرام نہیں کی مگر وہی جس کو قرآن نے حرام کیا ہے۔ یقیناً

حدیث ثقلین اور اس سے تمسک رکھنے کی تاکید

میں تمہارے درمیان دوؔ عظیم چیزیں چھوڑتا ہوں ۔جب تک اُس سے متمسک رہو گے اور اُن سے ہاتھ نہ اُٹھاؤ گے ہرگز گمراہ نہ ہوگے وُہ دونوں خدا کی کتاب اور میری عترت ہے جو میرے اہلبیتؑ ہیں اور یہ دونوں تمہارے درمیان میرے خلیفہ ہیں اور یہ ایک دُوسرے سے جُدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض کوثر پر نہ پہنچیں پھر وہاں تم سے پُوچھوں گا کہ تم نے ان کی رعایت کیسی کی بیشک اُس روز چند اشخاص کو میرے حوض سے دُور کریں گے اور دفع کریں گے جس طرح لوگ اُونٹوں کو پانی پلاتے وقت اجنبی اُونٹوں کو حوض سے بھگا دیتے ہیں۔ اُس وقت اُن میں سے کچھ لوگ کہیں گے کہ مَیں فلاں اور مَیں فلاں ہوں۔ تو مَیں ان کے جواب میں کہوں گا کہ مَیں تم کو جانتا اور پہچانتا ہوں۔ تمہارے ناموں سے واقف ہوں۔ لیکن میرے بعد تم مُرتد ہوگئے اور دین سے نکل گئے تھے لہٰذا تمہارے لیئے خدا کی رحمت سے دُوری اور عذاب الٰہی سے نزدیکی ہو۔ یہ فرما کر حضرتؐ منبر سے نیچے آئے اور اپنے حجرۂ مقدسہ میں واپس تشریف لے گئے اور ابوبکر مدینہ میں پوشیدہ تھے اور باہر نکلتے نہ تھے یہانتک کہ جناب رسُولِؐ خدا نے رحلت فرمائی اور انصار نے حقوقِ اہلبیتِؑ رسالت سے انکار اور اُن کے حق کو جو خدا نے اُن کے لیئے مقرر فرمایا تھا غصب کرنے کے ارادہ کے سلسلہ میں کیا جو کچھ کیا اور یہی سبب ہوا کہ دُوسرے منافقین نے خلافت غصب کرلی غرض رسُولِؐ خدا کے ایک خلیفہ کے ساتھ یہ برتاؤ کیا اور دُوسرے کے ساتھ جو کتابِ خدا تھی تحریف کی اور تغیّر و تبدل کیا اور جس طرح چاہا اُلٹ پلٹ کر دیا۔ اس روایت کے راوی انصاری سے حذیفہ نے کہا اے انصاری اس امرِ عظیم میں جو مَیں نے تم سے بیان کیا عبرت و نصیحت ہے اُس شخص کے لیئے جس کی خدا ہدایت کرنا چاہے۔ انصاری نے کہا مجھے اُس دُوسری جماعت کے لوگوں کے نام بتایئے جو صحیفہ کی تحریر میں شریک و متفق تھے اور اُس پر اپنی گواہیاں ثبت کی تھیں۔ حذیفہ نے کہا وُہ ابوسفیان، عکرمہ بن ابی جہل، صفوان بن امیہ بن خلف، سعید بن العاص، خالد بن ولید، عیاش بن ابی ربیعہ، بشر بن سعید، سہل بن عمر، حکیم بن حزام، صہیب بن سنان، ابوالاعور اسلمی، مطیع بن اسود بدری اور کچھ اور لوگ تھے جن کی تعداد اور نام بھُول گیا ہوں۔ پھر اُس جوان انصاری نے کہا اے حذیفہؓ اصحابِ رسُولؐ میں اس گروہ کی کیسی قدر و منزلت تھی کہ ان کے سبب سے تمام صحابہ دین سے پھر گئے۔ حذیفہؓ نے کہا یہ لوگ قبیلوں کے سردار اور اُن کے بزرگ تھے اور اس جماعت کے ہر فرد کی تابع عظیم مخلوق تھی کہ لوگ اُن کی باتیں سُنتے اور اطاعت کرتے تھے اور اُن کے خبیث دلوں کی گہرائیوں میں ابوبکر کی محبت جاگزیں تھی جس طرح بنی اسرائیل کے دلوں میں بچھڑے اور سامری کی محبت جگہ کیئے ہوئے تھی جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے وَاُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْؕ (آیت ۹۳ سورۃ بقرہ پ۱) ان کی بے ایمانی کی وجہ سے بچھڑے کی محبت ان کے دلوں میں گھول کر پلا دی گئی یہانتک کہ بنی اسرائیل نے ہارونؑ کو چھوڑ دیا اور ان کو کمزور بنا دیا۔ پھر اُس سعادت مند جوان انصاری نے کہا کہ خداوند عالمین کی قسم کھاتا ہوں کہ میں ہمیشہ ان کو دشمن رکھوں گا اور ان سے اور ان کے کاموں سے خدا کے نزدیک بیزاری کا اظہار کرتا رہوں گا اور ہمیشہ حضرت امیرؑ المومنین کی خدمت میں رہوں گا تاکہ جلد مجھ کو شہادت نصیب ہو انشاء اللہ۔ پھر وُہ حذیفہ سے رخصت ہُوا اور جناب امیرؑ کی خدمت میں

53

اُس وقت پہنچا جبکہ حضرتؑ مدینہ سے روانہ ہوکر عراق کی طرف جا رہے تھے۔ وُہ حضرتؑ کے ساتھ بصرہ گیا، اور اُس جنگ میں سب سے پہلا شخص وہی تھا جو شہید ہُوا۔ وُہ جوان وہی تھا جس کو حضرت نے قرآن دے کر اُن نااہلوں کے سامنے بھیجا تھا اور انہوں نے اُس کو شہید کر دیا جیسا کہ اس کے بعد جنگِ صفین کے تذکرہ میں بیان کیا جائے گا انشاء اللہ۔

ہجرت کے دسویں سال کے واقعات

بعض کتابوں میں ہجرت کے دسویں سال کے واقعات میں تحریر ہے کہ باذان عاملِ یمن کی وفات ہوئی تو حضرتؐ نے اُس کی جگہ شہر پسر باذان اور عامر پسر شہر بن ثور کے درمیان تقسیم فرما دی اور معاذ بن جبل کو یمن اور حضرموت کی طرف بھیجا تاکہ احکامِ دین کی ان کو تعلیم دیں۔ اسی سال جریر بن عبداللہ کو ذی الکلاع حمیری کی طرف بھیجا جو طائف کے بادشاہوں میں تھا۔ وُہ مسلمان ہوگیا اور حضرتؐ کی اطاعت قبول کرلی۔ اسی سال فروہ جذامی جو بادشاہِ روم کا عامل تھا مسلمان ہُوا اُس نے حضرتؐ کی خدمت میں عریضہ لکھا اور اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ اور اپنی قوم کے ایک شخص کو حضرتؐ کی خدمت میں بھیجا جس کا نام مسعود بن سعد تھا اُس نے ایک سفید خچر اور ایک گھوڑا اور ایک ٹٹو اور ریشمی چند لباس جو سونے کے تاروں سے بُنے ہوئے تھے ہدیّہ کے طور پر بھیجا۔ حضرتؐ نے اُس کے خط کا جواب لکھا اور بلالؓ کو حکم دیا کہ چاندی یا سونا ساڑھے بارہ اوقیہ اُس کے قاصد کو دے دیں۔ جب فروہ کے اسلام لانے کی اطلاع بادشاہِ رُوم کو ہوئی اُس کو بُلایا اور ہر چند اُس سے کہا اور سمجھایا کہ وُہ دینِ اسلام سے پلٹ جاتے لیکن اُس نے منظور نہ کیا تو اُس نے اُس کو شہید کر کے دار پر کھینچا۔ بیان کرتے ہیں کہ اُسی سال ماہِ ربیع الاوّل میں جناب ابراہیمؑ فرزندِ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمتِ الٰہی سے واصل ہوئے اور بقیع میں دفن کیئے گئے۔

گیارھویں سال کے واقعات

گیارھویں سال کے واقعات میں ذکر ہے کہ اس سال یمن کا ایک گروہ نیمۂ محرم میں حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور وُہ لوگ دوسو ۲۰۰ اشخاص تھے۔ انہوں نے اسلام کا اقرار کیا وُہ یمن میں معاذ بن جبل کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے۔ یہ آخری وفد تھا جو حضرتؐ کی خدمت میں آیا۔ روایت ہے کہ اُسی سال ماہِ محرّم میں حضرتؐ مامور ہوئے کہ بقیع کے مُردوں کے واسطے استغفار کریں۔ حضرتؐ نے بقیع میں جا کر اُن کے لیئے استغفار کی پھر وہاں کے مردوں سے خطاب فرمایا کہ تمہیں یہ حال مبارک ہو جس میں تم ہو۔ اور تم کو فتنوں سے نجات مل گئی ہے۔ بیشک میرے بعد فتنے مثل تاریک رات کے ٹکڑوں کے ظاہر ہوں گے۔ ایک کے بعد ایک اور آنے والا پہلے سے بدتر فتنہ ہوگا۔

پچاسواں باب ۵۰

آنحضرتؐ کے نادر حالات اور آپؐ کے اصحاب کے بعض حالات کا تذکرہ، اور وہ مناظرے جو حضرتؐ اور مشرکین اور اہلِ کتاب اور تمام لوگوں کے درمیان واقع ہوئے

مفسران خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ، سلمان، بلال، عمار، صہیب اور چند غریب و فقیر مسلمانوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ ناگاہ اقرع بن حابس تمیمی و عیینہ بن حصن فزاری اور انہی کے ایسے مؤلفۃ القلوب حضرتؐ کے پاس آئے اور ان اصحاب مساکین کو حقارت سے دیکھتے ہوئے کہا یارسولؐ اللہ کیا ہو جائے گا اگر آپ ان لوگوں کو اپنے پاس سے دُور کر دیں اور ہم آپ کے ساتھ رہیں کیونکہ اشراف عرب آپ کے پاس آتے ہیں ہم نہیں چاہتے کہ وُہ ہمارے ساتھ ان غلاموں کو دیکھیں اور جب ہم آپ کی مجلس سے چلے جائیں تو آپ چاہیں تو ان لوگوں کو پھر اپنے پاس بلالیں۔ دُوسری روایت ہے کہ کفار قریش کے کچھ لوگ حضرتؐ کے پاس آئے اور ان لوگوں کو حضرتؐ کے ساتھ دیکھ کر کہا کہ آپ نے اپنی قوم میں سے انہی لوگوں کو پسند کیا ہے اور ہم کو چاہیئے کہ ہم ان کے تابع ہوں کیا یہی وُہ جماعت ہے جس پر خدا نے اپنے دینِ حق کے ساتھ ہمارے درمیان احسان فرمایا ہے۔ ان لوگوں کو اپنے پاس سے دُور کیجیئے۔ اگر ان کو آپ الگ کر دیں گے، تو شاید ہم آپؐ کے مطیع و فرمانبردار ہو جائیں۔ بعض لوگوں نے روایت کی ہے کہ چونکہ آنحضرتؐ ان کے اسلام لانے کے بڑے خواہشمند تھے تو آپ نے اس لیئے رضامندی ظاہر فرمائی اور حضرت امیرؑ کو بلایا کہ اس بارے میں ایک تحریر لکھیں۔ بعض نے روایت کی ہے کہ حضرت راضی نہیں ہوتے اور یہ زیادہ قوی ہے۔ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْۤا اَهٰۤؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ۝ (آیت ۵۲و۵۳ سورۃ انعام پ۷) یعنی اُن لوگوں کو اپنی مجلس سے مت بھگاؤ جو اپنے پروردگار کو صبح و شام پکارتے ہیں۔ اور اس سے ان کی غرض خدا کی خوشنودی ہے۔ ان کے اعمال کا حساب تم پر نہیں ہے اور نہ تمہارے اعمال کا حساب اُن لوگوں پر ہے۔ اگر تم نے اُن کو اپنے پاس سے دُور کر دیا تو ظالموں سے ہو جاؤ گے۔ اور ہم نے اسی طرح بعض کا امتحان بعض کے ذریعہ سے لیا ہے بعض کو غنی کیا ہے اور بعض کو فقیر۔ بعض کو قوی بنایا ہے بعض کو کمزور۔ تاکہ اُن کے غنی اور صاحبانِ قوت کہیں کہ کیا ہمارے درمیان یہی گروہ ہے جس پر خدا نے نعمت ایمان کے ساتھ احسان کیا ہے۔ اے رسُولؐ کیا خدا شکر کرنے والوں کو زیادہ نہیں جانتا۔" سلمانؓ و بلالؓ و عمارؓ وغیرہ انہی کے مانند لوگوں نے بیان کیا کہ جب خدا نے یہ آیتیں بھیجیں تو رسالتمآبؐ نے ہماری جانب رُخ کیا اور ہم کو اپنے اور نزدیک بُلا لیا۔ اور فرمایا كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ (پ۷ سورۃ الانعام آیت ۵۴)۔ یعنی خدا نے اپنے اُوپر رحمت لازم کر لی ہے۔" اُس کے بعد سے ہم لوگ ہمیشہ آنحضرتؐ کی خدمت میں رہتے تھے اور جب حضرتؐ چاہتے تھے ہمارے پاس سے اُٹھ کر چلے جاتے تھے تو خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں:۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ۔ ترجمہ:۔ اُن لوگوں کے ساتھ زندگی گزارنے میں اپنے نفس کو خوش رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو خلوص کے ساتھ پکارتے ہیں۔" اس کے بعد حضرتؐ ہم لوگوں کو اس قدر نزدیک بٹھاتے تھے کہ ہمارے زانو حضرتؐ کے زانو سے مل جاتے اور ہم سے پہلے نہیں اُٹھتے تھے۔ جب ہم سمجھ لیتے تھے کہ اب حضرتؐ کے اُٹھنے کا وقت آگیا تو ہم لوگ اُٹھ کر روانہ ہو جاتے تھے ہمارے بعد حضرتؐ مجلس سے اُٹھتے تھے اور ہم سے فرماتے کہ میں اُس خدا کا شکر کرتا ہوں جس نے مجھے دُنیا سے نہیں اُٹھایا، یہاں تک کہ مجھے حکم دیا کہ میں اپنی اُمّت کے ایک گروہ یعنی تمہارے ساتھ اپنے نفس کو خوش و خرم رکھوں اور تمہارے ساتھ زندگی بسر کروں اور مرنے کے بعد بھی تمہارے ساتھ ہوں گا۔

علی بن ابراہیم نے دُوسری آیت کی تفسیر میں حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ سلمان فارسیؓ کے پاس بالوں کی ایک چادر تھی جس پر کھانا کھاتے اور رات کو اوڑھتے تھے اور دن کو چادر کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ ایک روز وُہ آنحضرتؐ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ عیینہ بن حصن فزازی حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور جب حضرتؐ کے پاس بیٹھا تو سلمانؓ کی چادر اور اُس میں جذب شدہ پسینہ کی بُو جو دن کی شدّت کی گرمی کے سبب اُس میں پیوست تھی اُس کو ناگوار گزری تو اُس نے کہا یا رسُولؐ اللہ جب ہم آپ کے پاس آیا کریں تو ان لوگوں کو اپنے پاس سے ہٹا دیا کیجیئے اور جب ہم چلے جائیں تو جس کو چاہیئے بلا لیجیئے۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی جس کا مضمون یہ ہے کہ "اپنے نفس کو صبر پر قائم رکھو ان لوگوں کے ساتھ جو اپنے پروردگار کو صبح و شام یاد کرتے ہیں اور اُن کی غرض خدا کی خوشنودی حاصل کرنا ہے اور اُن سے اپنی آنکھیں مت پھیرو کیا دنیاوی زندگی کی زینت چاہتے ہو۔ اُس شخص کی بات مت مانو جس کے دل کو اپنی یاد سے ہم نے غافل کر رکھا ہے۔" یعنی عیینہ کی۔ اسی طرح علی بن ابراہیمؒ نے اُن آیات سابقہ کے نازل ہونے کے سبب میں روایت کی ہے کہ مدینہ میں فقرائے مومنین کا ایک گروہ تھا جس کو اصحاب صفہ کہتے تھے اس لیئے کہ حضرتؐ نے اُن کے لیئے مسجد کے پہلو میں ایک صفہ (چبوترہ) بنا دیا تھا اور اُن کو حکم دیا تھا کہ اُسی صفہ پر رہا کریں اور آنحضرتؐ خود بہ نفس نفیس اُن کی دیکھ بھال میں مشغول رہتے اور اکثر اپنا کھانا اُن کے لیئے اُٹھا رکھتے اور اُن کے پاس پہنچا دیتے۔ وُہ لوگ ہمیشہ حضرتؐ کی خدمت میں آتے اور حضرتؐ اُن کے ساتھ بیٹھتے ان کو اپنے نزدیک بٹھاتے اُن پر محبّت و شفقت فرماتے اور جب حضرتؐ کے اصحاب میں سے مالدار اور دولتمند لوگ حضرتؐ کے پاس آتے تو

اُن کو حضرتؐ کا ان غربا و مساکین سے ربط ضبط ناگوار ہوتا۔ وُہ کہتے کہ یا رسُولؐ اللہ ان کو اپنے پاس سے دُور رکھیئے۔ ایک روز ایک انصاری حضرتؐ کے پاس آیا اُس وقت اصحاب صفہ میں سے ایک صحابی حضرتؐ کے پاس موجود تھے اور حضرتؐ سے بالکل ملے ہوئے بیٹھے تھے اور گفتگو کر رہے تھے۔ یہ دیکھ کر وُہ انصاری حضرتؐ سے دُور بیٹھا۔ حضرتؐ نے ہر چند اُس کو اپنے پاس بُلایا مگر وُہ نہ آیا۔ آخر حضرتؐ نے اُس سے فرمایا کیا تو ڈرتا ہے کہ غریبوں کی غربت تجھ کو لگ جائے گی۔ اُس نے کہا ان لوگوں کو اپنے پاس سے دُور کر دیجیئے۔ اس وقت حق تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں اور آنحضرتؐ پر واجب قرار دیا کہ توبہ کرنے والوں کو سلام کیا کریں جو بُرائیاں کرنے کے بعد توبہ کر لیتے ہیں اور فرمایا :- اِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (پ سورۃ انعام آیۃ) یعنی جب وُہ لوگ تمہارے پاس آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو تم اُن سے کہو کہ تم پر سلامتی ہو تمہارے پروردگار نے اپنی ذات پر رحمت لازم کر لی ہے اُس شخص کے لیئے جو توبہ کرے بیشک تم میں سے جو شخص نادانی سے بُرا کام کر بیٹھے پھر توبہ کر لے اور اپنی اصلاح کر لے تو خدا بخشنے والا مہربان ہے۔"

علی بن ابراہیمؒ نے روایت کی ہے کہ جب لوگ زکوٰۃ کی رقم آنحضرتؐ کی خدمت میں لاتے تھے حضرت فقراء مساکین پر اس کو تقسیم کر دیتے تھے اور مالداروں کو اُس میں سے نہ دیتے تھے۔ ان لوگوں کو یہ امر سخت ناگوار گزرتا اور حضرتؐ پر اعتراض کیا کرتے اور کہتے کہ ہم تو جنگ میں جاتے ہیں دشمنوں کو پیغمبرؐ سے دفع کرتے ہیں اور ان کے دین کو قوت پہنچاتے ہیں اور وُہ صدقے کی رقمیں ان لوگوں کو دیتے ہیں جو ان کی نہ مدد کرتے ہیں نہ ان کو کچھ فائدہ پہنچاتے ہیں۔ تو خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں :- وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِى الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۝ (پ سورۃ توبہ آیت ۵۸و۵۹) یعنی اُن میں کچھ لوگ ہیں جو اے رسُولؐ تم کو صدقات کے بارے میں الزام دیتے ہیں اگر ان کو دے دیا جاتا ہے تو خوش ہو جاتے ہیں اور اگر نہیں دیا جاتا تو غصہ کرتے ہیں۔ اور اگر وُہ اس پر راضی ہوتے کہ جو کچھ خدا اور رسُولؐ ان کو دے دیتے اور کہتے کہ ہمارے واسطے کافی ہے اور خدا و رسُول اپنے فضل و کرم سے بہت جلد ہم کو عطا فرمائیں گے بیشک ہم خدا کی طرف رغبت کرنے والے ہیں تو یہ اُن کے لیئے بہتر تھا۔

بسندِ حسن حضرت امام محمدؑ باقر سے روایت کی ہے کہ ایک مسلمان عورت آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی دوسری روایت کے مطابق اُس کا نام خولہ تھا جس کا شوہر اوس بن صامت تھا اُس نے حضرت سے عرض کی کہ میں نے اپنے شوہر کے لیئے اپنا شکم فرش بنا دیا اور اُس کے دُنیا و آخرت کے کاموں میں مدد کرتی رہتی ہوں کبھی کوئی بات اُس کے خلاف مزاج میں نے نہیں کی۔ لیکن اب اُس کی شکایت کرنے آئی ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا کیا شکایت ہے؟ عرض کی کہ اُس نے کہا ہے کہ تیری پیٹھ میری ماں کی پُشت کے مانند ہے اور مجھ کو گھر سے نکال دیا ہے زمانہ جاہلیت میں اتنا کہہ دینا طلاق کے مانند تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے اس بارے میں مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں فرمایا ہے و

میں اپنی طرف سے کوئی حکم نہیں دے سکتا۔ وُہ روتی اور اپنے حال کی خدا اور رسُولؐ خدا سے فریاد کرتی ہوئی واپس ہوئی تو خدا نے سورۃ مجادلہ کی ابتدائی آیتیں آنحضرتؐ پر نازل فرمائیں اور ظہار کا حکم بیان فرمایا۔ اُسی وقت حضرتؐ نے خولہ کو بلا کر فرمایا کہ اپنے شوہر کو بلا لاتے۔ جب وُہ شخص حاضر ہوا تو آپؐ نے اس سے پُوچھا کیا تُو نے اپنی زوجہ سے ایسا کہا ہے؟ اُس نے کہا ہاں تو حضرتؐ نے فرمایا خدا نے تیرے اور تیری زوجہ کے بارے میں چند آیتیں نازل فرمائی ہیں اور اُن آیتوں کو سُنایا۔ اور حکم دیا کہ اپنی زوجہ کو اپنے گھر لے جا اور اُس سے جُدا نہ ہو کیونکہ تُو نے نامناسب اور جھُوٹ بات کہی ہے اور جو کچھ خدا نے تجھ کو حکم دیا ہے اُس پر عمل کر اور جو کچھ تُو نے کہا تھا خدا نے اُسے معاف کر دیا اور بخش دیا آیندہ پھر ایسی بات نہ کہنا۔ یہ سُنکر وُہ شخص واپس گیا اور اپنے کہنے پر نادم و پشیمان ہوا۔ اور خدا نے یہ امر مکروہ و خراب قرار دیا تاکہ پھر مومنین میں سے کوئی نہ کہے۔[1]

علی بن ابراہیم اور شیخ طبرسی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ دحیہ کلبی قبل اس کے کہ مُسلمان ہوں کچھ کھانے کی چیزیں شام سے مدینہ فروخت کے لیئے لاتے۔ وُہ جب مدینہ آتے تو ایک موضع میں قیام کرتے جسکو احجار الزیت کہتے تھے۔ اور وہاں لوگوں کو جمع کرنے کے لیئے طبل اور دُوسرے باجے بجاتے تھے جس سے تمام اہلِ مدینہ یہانتک کہ باکرہ عورتیں چیزیں خریدنے اور تفریح و تماشا کے لیئے چلی جاتی تھیں اور جمع ہو جاتی تھیں۔ ایک مرتبہ جمعہ کا دن تھا اور جناب رسُولِؐ خدا منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے ناگاہ اُنکے طبل کی آوا

[1] اصل قصّہ یہ ہے کہ اسلام سے قبل عرب میں یہ رسم جاری تھی کہ کوئی غصہ میں اپنی بیوی کو ماں کہہ دیتا تو وُہ اُس پر ہمیشہ کے لیئے حرام ہو جاتی۔ چنانچہ ایک روز خولہ بنت ثعلبہ نماز پڑھ رہی تھی اور اُس کا شوہر اوس بن صامت اُسے دیکھ کر دُوسری دھن میں ہوا۔ خولہ نے اُس وقت انکار کیا تو اُس نے جھٹ سے یہ کہہ دیا کہ تیری پیٹھ میری ماں کی سی ہے۔ یہ سُنکر وُہ پریشان ہوئی اور افتاں و خیزاں حضرت رسُولؐ کے پاس پہنچی۔ آپ نے (رسم و رواج کے مطابق) فرمایا تم دونوں آپس میں حرام ہو گئے۔ اس سے وُہ اور زیادہ حیران ہوئی اور بولی کہ میں اب بڑھیا ہوئی بہت سے ننھے ننھے بچے ہیں شوہر سے جُدا ہو کر ان کی کیونکر پرورش کروں۔ آپؐ نے فرمایا میرے خیال میں تو حرام ہو گئی اب بغیر حکم خدا کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اس پر اُس نے خدا سے شکایت و فریاد کی اُس کی کئی مرتبہ کی فریاد کے بعد یہ حکم آیا کہ وُہ حرام تو ضرور ہے مگر اُس کے شوہر پر کفارہ دینا لازم ہے تب حلال ہو جائے گی (حاشیہ ص۸۶۵ حمائل شریف مترجمہ مولانا فرمان علی صاحب اعلی اللہ مقامہٗ مطبوعہ نظامی پریس لکھنو) وُہ آیتیں یہ ہیں :- قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِىْ تُجَادِلُكَ فِىْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِىْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۚ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۖ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـئِىْ وَلَدْنَهُمْ ۚ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۚ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ اے رسُولؐ جو عورت (خولہ) تم سے اپنے شوہر (اوس) کے بارے میں جھگڑتی اور خدا سے گلے شکوے کرتی ہے خدا نے اس کی بات سُن لی اور خدا تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے بیشک خدا بڑا سُننے والا دیکھنے والا ہے (باقی بر ص۸۳۸)

بلند ہوئی جس کو سُنکر وُہ لوگ جو حضرتؐ کے پاس نماز جمعہ میں موجود تھے بارہ۱۲ آدمیوں اور دُوسری روایتوں کے مطابق گیارہ اور آٹھ آدمیوں کے سوا سب کے سب حضرتؐ کو چھوڑ کر دوڑ گئے تاکہ ایسا نہ ہو کہ دُوسرے لوگ اُن سے پہلے پہنچ کر چیزیں خرید لیں۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی:۔ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً اَوْ لَهْوَا نِ انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ط قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (پ۲۸ سورۃ جمعہ آیت۱۱)۔ یعنی جب وُہ لوگ خرید وفروخت کی چیزیں یا تماشا ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں تو اے رسُولؐ وُہ اُسی کی طرف متوجہ ہوجاتے ہیں اور تم کو نماز میں کھڑے ہوئے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ اے رسُولؐ تم کہہ دو جو کچھ آخرت کا ثواب خدا کے پاس ہے وُہ باجے اور مالِ تجارت سے بہتر ہے اور خدا سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔" جناب رسُولؐ خدا نے باقی لوگوں سے فرمایا کہ اگر تم سب کے سب چلے گئے ہوتے اور مجھ کو تنہا چھوڑ دیتے تو بیشک اُس وادی میں خداوندِ عالم آگ نازل کرتا جو سب کو جلا کر خاک کر دیتی۔ اور دُوسری روایت کے مطابق پتھر آسمان سے برستے۔

شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ مدینہ کے یہودیوں میں سے ایک شخص کا لڑکا حضرتؐ کی خدمت میں آکر بیٹھا کرتا تھا یہانتک کہ حضرتؐ کبھی کبھی اس کو اپنے کاموں کے لیئے بھیج دیا کرتے تھے اور کبھی اس کو خطوط دے کر لوگوں کے پاس بھیج دیا کرتے تھے۔ اتفاق سے چند روز وُہ نہ آیا تو حضرتؐ نے لوگوں سے اُس کا حال دریافت کیا۔ ایک شخص نے عرض کی میں نے آج اس کو عالم نزع میں دیکھا ہے۔ آنحضرتؐ یہ سُنکر اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ اس کو دیکھنے تشریف لے گئے۔ حضرتؐ کی یہ برکت تھی کہ جس شخص سے گفتگو کرتے اگر اس کی زبان بند ہوگئی ہوتی تو بلاشبہ کُھل جاتی اور وُہ حضرتؐ کا جواب ضرور دیتا۔ حضرتؐ اُس کے لڑکے کے پاس پہنچے اور اُس کا نام لے کر پکارا وُہ فوراً بول اُٹھا لَبَّیْکَ یا اَبَا الْقَاسِم حضرتؐ نے فرمایا کہہ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور گواہی دے کہ مَیں خدا کا رسُولؐ ہوں یہ سُنکر اُس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا باپ نے کچھ نہ کہا۔ دُوسری مرتبہ سرورِ عالم نے پھر اُس کو آواز دی اور وُہی بات کہی پھر اُس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا، اور باپ نے کچھ نہ کہا۔ تیسری مرتبہ پھر حضرتؐ نے فرمایا اور اُس نے باپ کی طرف دیکھا۔ اب اُس کے باپ نے کہا اگر تو چاہے کلمہ پڑھ لے اور نہ چاہے نہ پڑھ۔ یہ سُنکر اُس لڑکے نے کہا مَیں خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہوں اور یہ کہ آپؐ خدا کے رسولؐ ہیں اسکے ساتھ اُس کی رُوح جسم سے پرواز کر گئی۔ حضرتؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اس کو غسل وکفن دو اور اس کو میرے پاس لاؤ تاکہ اُس پر نمازِ میت پڑھوں۔ اصحاب نے حکم کی تعمیل کی۔ اور حضرتؐ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ حمد اُس

(بقیہ از صفحہ ۸۳۷) تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں کے ساتھ ظہار کرتے (اپنی بیویوں کو ماں کہتے) ہیں وُہ کچھ اُنکی مائیں نہیں (ہوجاتیں) ان کی مائیں تو بس وہی ہیں جو ان کو جنتی ہیں اور وُہ بیشک ایک نامعقول اور جھوٹی بات کہتے ہیں اور خدا بیشک معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔" (حمائل مترجمہ جناب مولانا فرمان علی صاحب اعلی اللہ مقامہٗ صفحہ ۸۹۵ پ۲۸ سورۃ مجادلہ) اس کے بعد خصوصیت سے ظہار کا حکم ہے۔ (مترجم)

خدا کے لیئے سزاوار ہے جس نے آج میری برکت سے ایک بندہ کو آتشِ جہنّم سے بچالیا۔

قطب راوندی نے جناب امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک سفر میں اپنے اصحاب سے فرمایا کہ ایک شخص ان درّوں سے ظاہر ہوگا کہ تین۳ روز سے اُس کے پاس شیطان نہیں گیا ہے اور اُس پر قابو نہیں پاسکا۔ اسی اثناء میں ایک شخص نمودار ہوا جس کا جسم نہایت لاغر تھا کہ اس کی ہڈیوں سے چمڑا لپٹا ہوا تھا اور اُس کی آنکھیں اندر گھُس گئی تھیں اُس کے ہونٹ زیادہ گھاس کھانے سے سبز ہو رہے تھے۔ جب وُہ حضرتؐ کے لشکر کے قریب پہنچا حضرتؐ کو دریافت کیا اور آخر خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور کہا مجھے اسلام کی تعلیم دیجیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہو اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اُس نے کلمہ پڑھا اور اقرار کیا۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ تجھ کو چاہیئے کہ نمازِ پنجگانہ ادا کرتا رہے۔ ماہِ رمضان المبارک کے روزے رکھے۔ اُس نے کہا میں نے اقرار کیا۔ پھر فرمایا کیا خانہ کعبہ کا حج کرتا ہے زکوٰۃ دیتا ہے اور غسلِ جنابت بھی کرتا ہے اُس نے ان سب کا اقرار کیا۔ پھر وہاں سے حضرتؐ آگے روانہ ہوئے۔ تھوڑی دُور چلے ہوں گے کہ اُس اعرابی کا اونٹ پیچھے رہ گیا۔ حضرتؐ ٹھہر گئے اور اُس کا حال دریافت کیا۔ لوگ واپس پیچھے چلے کہ اُس کو دیکھیں۔ جب لشکر کے آخر تک پہنچے دیکھا کہ اعرابی کے اُونٹ کا پیر ایک سُوراخ میں پھنس گیا ہے اور اُونٹ گر پڑا ہے اس کی اور اعرابی دونوں کی گردنیں شکستہ ہوگئی ہیں اور اعرابی رحمتِ الٰہی سے واصل ہوچکا ہے اور اُونٹ بھی ہلاک ہوگیا ہے۔ لوگوں نے جاکر حضرتؐ سے اُس کا حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا ایک خیمہ برپا کرو اور اُس میں اُس اعرابی کو غسل دو۔ جب اس کو غسل دیا جاچکا تو حضرتؐ نے خیمہ میں جاکر اُس کو کفن پہنایا لوگوں نے حضرتؐ کی حرکت کی آواز سُنی اور جب حضرتؐ خیمہ سے باہر آئے تو آپ کی جبین مبارک سے پسینہ کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ اعرابی بھُوک کے سبب سے مرگیا اور یہ اُن لوگوں میں سے ہے جو ایمان لائے اور کبھی اپنے ایمان کو ظلم اور گناہ سے آلودہ نہیں کیا۔ لہٰذا اس کے دہن میں بہشت کی خوشبو ڈالنے میں حوریں ایک دُوسرے پر سبقت کر رہی تھیں اور کہتی تھیں یا رسُولؐ اللہ مجھ کو بہشت میں اس اعرابی کی زوجیت میں قرار دیجیئے۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ رسُولؐ اللہ کے کسی غزوہ میں بلالؓ نے جمانہ دختر رحاف اشجعی کو اسیر کیا۔ جب وُہ وادی النعام میں پہنچے تو وُہ عورت اُن پر غالب ہوئی اور تلوار سے چند ضربتیں لگائیں اور اس کو اپنی چاندی سونے کی چیزوں میں سے جو جو پسند تھیں لے کر اپنے باپ کے گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگ گئی اور شہاب بن مازن سے جاکر مل گئی جس کا لقب کوکب دری تھا۔ اس سے پہلے شہاب نے اُس کی خواستگاری کی تھی لیکن جمانہ کے باپ نے انکار کر دیا تھا۔ ادھر جب بلالؓ کے آنے میں دیر ہوئی تو جناب رسُولِ خدا نے حضرت سلمانؓ اور صہیب کو ان کی خبر لانے کے لیئے واپس بھیجا۔ جب وُہ پہنچے تو دیکھا کہ بلالؓ زمین پر مُردہ پڑے ہیں اور خُون اُن کے جسم سے جاری ہے۔ انہوں نے واپس آکر حضرتؐ سے بیان کیا اور رونے لگے حضرتؐ نے فرمایا رونا چھوڑ دو اور بلالؓ کو اُٹھا لاؤ۔ غرض بلالؓ لائے گئے۔ حضرتؐ نے دو رکعت نماز ادا کی اور کچھ دعائیں کیں۔ پھر ایک مٹھی خاک لے کر بلالؓ پر چھڑک دی وُہ اُسی وقت زندہ ہوگئے اور حضرتؐ کے قدموں پر گر پڑے

اور پیروں کو بوسہ دینے لگے۔ حضرتؐ نے پُوچھا تم کو کس نے مارا تھا؟ بلالؓ نے کہا جمانہ دختر زحاف نے حالانکہ میں اُس پر عاشق ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے بلالؓ تم کو خوشخبری ہو کہ میں لشکر بھیج کر اُس کو تمہارے واسطے حاصل کروں گا۔ پھر آنحضرتؐ نے امیرالمومنینؑ کی طرف رُخ کیا اور فرمایا کہ مجھے ابھی خداوند جلیل کی طرف سے جبرئیلؑ نے خبر دی ہے کہ جمانہ بلالؓ کو مار کر شہاب کے پاس چلی گئی ہے۔ اُس نے پہلے اُس کی خواستگاری کی تھی لیکن اُس کے باپ نے منظور نہیں کیا تھا۔ جب وُہ شہاب کے پاس پہنچی اور اپنا حال بیان کیا، تو شہاب اپنے لشکر کے ساتھ ہم سے جنگ کرنے کے لیئے آ رہا ہے۔ لہٰذا اے علیؑ تم مُسلمانوں کے ساتھ اُس کے دفعیہ کے لیئے جاؤ خدا تم کو فتح دے گا۔ اور میں مدینہ جا رہا ہوں۔ امیرالمومنینؑ مسلمانوں کے ایک گروہ کے ساتھ اُدھر روانہ ہوئے اور نہایت تیزی سے منزلیں طے کر کے شہاب کے سر پر پہنچ گئے۔ اُس سے جنگ کی۔ جناب امیرؑ اُس پر غالب ہوئے۔ تو شہاب اور جمانہ اپنے تمام لشکر کے ساتھ مُسلمان ہو گئے۔ حضرت علیؑ ان سب کو مدینہ لائے اور پھر سب نے جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اپنے اسلام کی تجدید کی۔ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلالؓ سے پُوچھا اب کیا کہتے ہو؟ عرض کی میں تو اُس کا عاشق تھا، لیکن اب شہاب اس کا مجھ سے زیادہ حق دار ہے۔ جب بلالؓ نے یہ حوصلہ مندی ظاہر کی تو شہاب نے دو کنیزیں، دو گھوڑے اور دو اُونٹ اُن کو دیئے۔

تفسیر امام میں مذکور ہے کہ جناب رسُولؐ خدا نے ایک مرتبہ کفار کی ایک جماعت پر لشکر بھیجا جو نہایت طاقت والی تھی۔ اور بہت دن گزر گئے کہ حضرتؐ کو کوئی اطلاع نہ ملی۔ حضرتؐ کو نہایت تشویش ہوئی۔ فرمایا کہ کاش کوئی جاتا اور اُن کی خبر لاتا۔ حضرتؐ دوپہر کے وقت قیلولہ کی غرض سے آرام فرما رہے تھے کہ ایک شخص خوشخبری لایا کہ وُہ لوگ دُشمن پر فتحیاب اور غالب ہوئے اُن میں سے بہتوں کو قتل کیا۔ اکثر لوگوں کو زخمی کیا اور بہت سے لوگوں کو گرفتار کیا ہے۔ اور اُن کے مال واسباب کو لُوٹ لیا اور عورتوں اور بچوں کو اسیر کر لیا ہے۔ جب وُہ لوگ مدینہ کے قریب پہنچے تو آنحضرتؐ اصحاب کے ہمراہ ان کے استقبال کو روانہ ہوئے۔ اُس لشکر کے سردار زید بن حارثہ تھے۔ حارثہ نے جب آنحضرتؐ کو دیکھا ناقہ پر سے کُود پڑے اور دوڑ کر آنحضرتؐ کے قدموں اور رکاب پر آنکھیں ملنے اور چُومنے لگے اور حضرتؐ کے دست مُبارک پر بوسہ دینے لگے۔ حضرتؐ اُن سے بغلگیر ہوئے اور اُن کے سر پر بوسہ دیا۔ پھر عبداللہ بن رواحہ بھی آئے اور حضرتؐ کے دست و پا کو بوسہ دیا۔ حضرتؐ اُن سے بھی بغلگیر ہوئے پھر تمام لشکر سواریوں سے اُتر کر حاضر خدمت ہوا اور درود کے نعرے بلند کیئے حضرتؐ نے سب کو دُعائے خیر دی۔ پھر فرمایا کہ بیان کرو کہ تمہارے اور دشمنوں کے درمیان کیا گذری۔ وُہ کافروں کے بہت سے قیدی اور مالِ غنیمت میں کافی سونا چاندی اور دُوسرے سامان لائے تھے۔ ان لوگوں نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ اگر ہمارے حالات آپ سُنیں گے تو بہت تعجب کریں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھے پہلے تو نہیں معلوم ہوا تھا لیکن ابھی جبرئیلؑ نے خبر دی ہے۔ اور میں کتاب و دین کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ مگر خدا نے مجھے تعلیم فرمائی جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا

مَا كُنْتَ تَدْرِىْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِىْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا وَاِنَّكَ لَتَهْدِىْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (آیت ۵۲ سورۃ شوریٰ پ ۲۵) ترجمہ:۔ اسی طرح ہم نے اپنے حکم کی رُوح (قرآن) تمہاری طرف وحی کی تم نہ تو کتاب کو جانتے تھے نہ ایمان کو مگر ہم نے اس (قرآن) کو ایک نُور بنایا جس کے ذریعہ سے ہم اپنے بندوں میں سے جس کی چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں اور اے رسُولؐ یقیناً تم بھی سیدھا راستہ دکھاتے ہو") حضرتؐ نے فرمایا تم خود بیان کرو اپنے مومنین بھائیوں سے جو کچھ گزرا ہے تاکہ وُہ تمہاری تصدیق کریں۔ بیشک مجھے جبرئیلؑ نے آگاہ کر دیا ہے اُن تمام حالات سے جو اس سفر میں واقع ہوا ہے۔ ان لوگوں نے کہا یا رسُولؐ اللہ جب ہم دُشمن کے قریب پہنچے ایک شخص کو ان کے حالات اور تعداد معلوم کرنے کے لیئے بھیجا۔ اُس نے آ کے بتایا کہ وُہ تقریباً ایک ہزار کی تعداد میں ہیں اور ہمارا لشکر دو ہزار تھا۔ وُہ لوگ ہزار اشخاص اپنے شہر سے باہر نکلے اور تین ہزار شہر میں چھوڑ آئے ہمارے قاصد نے ہمیں یہی خبر دی تھی کہ وُہ آپس میں کہہ رہے تھے کہ ہم صرف ایک ہزار ہیں اور دشمن کی تعداد دو ہزار ہے۔ ہم اُن سے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے ہیں لہٰذا اس کے سوا چارہ نہیں کہ ہم شہر میں قلعہ بند ہو جائیں تاکہ دشمن دِل تنگ ہو کر ہم سے لڑائی کیئے بغیر واپس چلے جائیں اس سبب سے ہم نے ہمت کی اور اُن پر حملہ کر دیا۔ وُہ لوگ شہر میں داخل ہو گئے اور شہر کا دروازہ بند کر لیا۔ ہم لوگوں نے ان کے گرد محاصرہ کر لیا۔ آدھی رات کو جبکہ ہم لوگ سو گئے اور صرف چار اشخاص جاگ رہے تھے ان میں لشکر کے ایک طرف زید بن حارثہ نماز و تلاوتِ قرآن میں مشغول تھے دُوسری طرف قیس بن عاصم بھی مشغولِ تلاوت و نماز تھے۔ اُن لوگوں نے شدید اندھیری رات میں شہر کا دروازہ کھولا اور ہم پر تیروں کی بارش شروع کر دی۔ چونکہ اُن کا شہر تھا وُہ لوگ راستوں سے واقف تھے اور ہم لوگ ناواقف تھے اس سبب سے ہم بہت خوفزدہ ہوئے اور سمجھے کہ ہم ہلاکت میں پڑ گئے اور دشمنوں کے تیروں سے اندھیری رات میں بچنا ہمارے لیئے ممکن نہ تھا کیونکہ ہم کو اُن کے تیر نظر نہ آتے تھے ناگاہ قیس بن عاصم کے دہن سے ایک روشنی نکلتے ہوئے دیکھی جیسے کہ لوگ آگ روشن کرتے ہیں۔ پھر دوسری روشنی زہرہ و مشتری کی روشنی کے مانند قتادہ بن النعمان کے دہن سے نکلی پھر ایک روشنی عبداللہ بن رواحہ کے دہن سے نکلی جو اندھیری رات میں چاند کی شعاعوں کے مانند تھی اسی طرح ایک روشنی زید بن حارثہ کے دہن سے مثل آفتاب تاباں کے ساطع ہوئی۔ غرض ان روشنیوں سے ہمارا لشکرگاہ دِن کی روشنی سے زیادہ روشن ہو گیا۔ ہمارے دشمن شدت کے اندھیرے میں تھے۔ ہم ان کو دیکھتے تھے اور وُہ ہم کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ زید نے ہم کو ان کی طرف متفرق کر دیا ہم مثل بینا اور وُہ اندھوں کے مانند تھے۔ ہم تلواریں کھینچ کر اُن پر ٹوٹ پڑے۔ بہتوں کو قتل کیا اور بہتوں کو زخمی کیا اور باقی لوگوں کو گرفتار کیا اور اُن کے شہر میں داخل ہو گئے اور اُن کی عورتوں اور بچوں کو اسیر کیا اور اُن کے مال واسباب پر متصرف ہو گئے۔ اور یہ سب آپ کی خدمت میں حاضر ہیں۔ یا حضرتؐ اس سے زیادہ عجیب کوئی بات ہم نے نہیں دیکھی کہ ان لوگوں کے دہن سے روشنی ظاہر ہوئی جس سے دشمنوں کی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا

اور ہم نے ان کو بہ آسانی قتل کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہو الحمد للہ رب العالمین اور خدا کا شکر بجالاؤ جس نے تم کو ماہِ شعبان کے سبب سے فضیلت کرامت فرمائی۔ وُہ جنگ ماہ شعبان کی شبِ اوّل میں واقع ہوئی تھی۔ وُہ لوگ ماہِ رجب میں جنگ کے لیئے روانہ ہوئے تھے جو حرام مہینوں میں سے ہے اور جس میں جنگ جائز نہیں۔ اور یہ انوار جوان لوگوں کے دہن سے نکلے ان کے اعمال کے سبب سے تھے، جو ماہِ شعبان کی شبِ اوّل میں بجالا رہے تھے۔ خداوندِ عالم نے ان اعمال کا ثواب رات میں نورؐ کی صورت میں ان کو کرامت فرمایا۔ صحابہ نے کہا یا رسولؐ اللہ وُہ اعمال کیا ہیں۔ ہم کو بھی آگاہ فرمایئے تاکہ ہم بھی ان کی موافقت کریں اور ثواب حاصل کریں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ قیس بن ثابت نے اوّل ماہِ شعبان میں لوگوں کو نیکی کا حکم دیا اور بدی سے منع کیا اور خیر و صلاح کی جانب لوگوں کی رہنمائی کی، اس سبب سے خداوندِ کریم نے ان کے رات کے اعمال سے پہلے ہی اُن کو نورؐ کرامت فرمایا جبکہ وُہ تلاوتِ قرآن کر رہے تھے۔ اور قتادہ نے دن میں اپنا قرض ادا کر دیا تھا اس سبب سے حق تعالیٰ نے اُن کو رات کے وقت وُہ نورؐ عطا فرمایا۔ اور عبداللہ بن رواحہ اپنے والدین کے حق میں بہت نیکی کیا کرتے تھے اس لیئے خدا نے ان کو شب کے وقت اس کا زیادہ ثواب عنایت فرمایا۔ جب دن نکلا تو ان کے والدین نے اُن سے کہا کہ ہم تو تجھ کو دوست رکھتے ہیں لیکن تمہاری فلاں زوجہ ہم کو آزار پہنچاتی ہے اور اتہام لگاتی ہے ہم کو اطمینان نہیں ہے اس سے کہ ہمارے کام نپٹ جائیں اور کسی جنگ میں دشمن ہم پر غالب ہو جائیں، اور تم قتل ہو جاؤ اور تمہاری زوجہ تمہارے مال میں ہماری شریک ہو اور اُس کی طرف سے ہمارے لیئے ایذا اور تکلیف زیادہ ہو۔ عبداللہ نے کہا کہ مجھے پہلے نہیں معلوم تھا کہ وُہ آپ لوگوں پر زیادتی کرتی ہے اور آپ لوگوں کو اس سے کراہت و نفرت ہے۔ اگر مَیں جانتا تو اُس کو طلاق دے دیتا لیکن اب طلاق دیتا اور علیحدہ کیئے دیتا ہوں تاکہ آپ لوگوں کو اطمینان و سکون ہو۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ جس چیز کو آپ لوگ ناپسند کریں اُسے مَیں پسند کروں۔ اس سبب سے خدا نے اُن کو پہلے ہی نور عطا فرمایا۔ اور زید بن حارثہ کے دہن سے جو آفتاب کے مانند نورؐ ساطع ہوا تو وُہ بہترین قوم ہیں اور اُن میں سب سے زیادہ نیک کردار ہیں۔ اور سبب یہ ہے کہ حق سُبحانہٗ و تعالیٰ جانتا تھا کہ اُن سے ایک بہترین عمل صادر ہوگا اس سبب سے ان کو برگزیدہ کیا اور دُوسروں پر فضیلت بخشی اسی عملِ خیر کے باعث نورؐ ساطع ہوا یہاں تک کہ اُسی نورؐ کے سبب سے مشرکوں پر مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ اور اُن کا وُہ عمل وُہ تھا کہ اُس روز جس کی رات کو مُسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی ایک منافق زید کے پاس آیا اور چاہا کہ اُن کے اور علیؑ کے درمیان فساد برپا کرے اور اُن کی آپس کی محبت زائل کر دے۔ اُس نے کہا اے زید تم کو مُبارک ہو مبارک ہو کہ اہلبیتؑ رسُولؐ خدا میں اپنی مثال نہیں رکھتے تمہارا احسان اسلام اور مسلمانوں پر اس فتح کے سبب زیادہ ہوا جو تم نے حاصل کی اور تمہاری جلالت و بزرگی نمایاں ہوئی اُس نورؐ کے سبب جو کل رات تمہارے دہن سے ساطع ہوا۔ یہ سُنکر زید نے کہا اے بندۂ خدا! خدا سے ڈر اور گفتگو میں حد سے نہ بڑھ اور مجھ کو میری بساط سے زیادہ نہ بڑھا ورنہ اس بات سے تو خدا و رسُولؐ کا

مخالف ہو کر کافر ہو جائے گا۔ اور اگر میں بھی تیری بات قبول کر لوں تو تیری طرح کافر ہو جاؤں گا۔ اے بندۂ خدا تو چاہتا ہے کہ مَیں تجھے آگاہ کروں جو کچھ ابتدائے اسلام میں اور اُس کے بعد واقع ہوا یہانتک کہ جنابِ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں ہجرت کر کے تشریف لائے اور علیؑ بن ابی طالبؑ کے ساتھ جناب فاطمۃ الزہرا علیہا السّلام کو تزویج فرمایا اور اُن سے حسنؑ و حسینؑ علیہم السّلام پیدا ہوئے۔ اُس منافق نے کہا ہاں۔ زید نے کہا جناب رسُولِ خدا مجھے بہت دوست رکھتے تھے یہانتک کہ انتہائی شفقت میں مجھے اپنا بیٹا فرما دیا اور لوگ مجھے زید ابن محمدؐ کہنے لگے۔ مختصر یہ کہ امام حسنؑ و امام حسینؑ علیہما السّلام پیدا ہوئے تو مَیں اُن دونوں شہزادوں کی خاطر سے ناپسند کرنے لگا کہ کوئی مجھے آنحضرتؐ کا بیٹا کہے۔ اس لیئے جو شخص مجھے پسرِ محمدؐ کہہ کر پکارتا تو مَیں کہتا کہ مجھے پسرِ محمدؐ مت کہا کرو بلکہ زید آزاد کردۂ رسولؐ خدا کہا کرو کیونکہ میں اچھا نہیں سمجھتا کہ حسن و حسین علیہم السّلام کے مثل بنوں۔ برابر ایسا ہی ہوتا رہا یہانتک کہ خدا نے میرے دل کی تصدیق فرمائی اور یہ آیت نازل کی:۔ مَا جَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِّنۡ قَلۡبَیۡنِ فِیۡ جَوۡفِہٖ ۚ وَ مَا جَعَلَ اَزۡوَاجَکُمُ الّٰٓـِٔیۡ تُظٰہِرُوۡنَ مِنۡہُنَّ اُمَّہٰتِکُمۡ ۚ وَ مَا جَعَلَ اَدۡعِیَآءَکُمۡ اَبۡنَآءَکُمۡ (پ۲۱ سورۃ احزاب آیت۴) یعنی خدا نے کسی مرد کے سینہ میں دُو دل نہیں بنائے ہیں (یعنی آدمی کے دُو دل نہیں ہوتے کہ ایک دل سے محمدؐ و آلِ محمدؐ کو دوست رکھے اور ان کی تعظیم کرے اور دُوسروں پر اُن کو فضیلت دے اور دُوسرے دِل سے اُن کے دشمنوں کو دوست رکھے اور اُن پر تفضیل دے۔ تو جو شخص ان کا دوست ہے تو اُس کو چاہیئے کہ اُن کی فضیلت کا اقرار کرے اور اُن کے دشمنوں سے بیزاری اختیار کرے) اور خدا نے تمہاری بیبیوں کو تمہاری مائیں نہیں بنایا ہے کہ تم ان سے ظہار کرو اور ان کو اپنی ماں سے تشبیہ دو اور نہ تمہارے مُنہ بولے بیٹوں کو درحقیقت تمہارا بیٹا بنا دیا ہے۔ اس کے بعد فرمایا وَ اُولُوا الۡاَرۡحَامِ بَعۡضُہُمۡ اَوۡلٰی بِبَعۡضٍ فِیۡ کِتٰبِ اللّٰہِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُہٰجِرِیۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ تَفۡعَلُوۡۤا اِلٰۤی اَوۡلِیٰٓئِکُمۡ مَّعۡرُوۡفًا ؕ کَانَ ذٰلِکَ فِی الۡکِتٰبِ مَسۡطُوۡرًا ﴿۶﴾ (آیت سورۃ احزاب) یعنی مومنین اور مہاجرین میں سے آپس میں رشتہ دار کتابِ خدا کی رُو سے (ترکہ کے) زیادہ حقدار ہیں مگر تم اپنے دوستوں سے سلوک کرنا چاہو تو یہ کتابِ خدا میں لکھا ہوا ہے۔" زید نے اُس شخص سے کہا کہ جب یہ آیتیں نازل ہوئیں تو لوگوں نے پھر مجھے آنحضرتؐ کا بیٹا نہیں کہا مگر رسُولؐ کا بھائی کہنے لگے۔ اسی طرح برابر کہا کرتے تھے اور میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا تھا۔ یہانتک کہ سرورِ عالم نے علیؑ بن ابی طالبؑ کو اپنا بھائی فرمایا۔ پھر کسی نے مجھ کو رسُولؐ کا بھائی نہیں کہا۔ لہٰذا اے شخص زید علیؑ بن ابی طالب کا غلام اور اُن کا آزاد کردہ ہے جس طرح رسُولؐ اللہ کا آزاد کردہ ہے۔ لہٰذا زید کو مثل علیؑ کے مت خیال کرو اور اس کا مرتبہ اُس کی حد سے زیادہ نہ کرو ورنہ نصاریٰ کے مانند ہو جاؤ گے جنہوں نے جناب عیسیٰؑ کو اُن کی حد سے بہت بلند کر دیا اور کافر ہو گئے۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس سبب سے حق سُبحانہٗ و تعالیٰ نے زید کو گرامی کیا اور اُس نور و ضیاء کے ساتھ منوّر فرمایا کیونکہ علیؑ کو اپنے مرتبہ سے پہچانا اور اپنے کو اُن کی دوستی میں کامل بنایا۔ اُسی خدا کی قسم جس نے مجھے سچّائی کے ساتھ خلق کی جانب بھیجا ہے کہ خداوندِ عالم زید کے لیئے انکے اس اعتقاد کے سبب سے

جو کچھ آخرت میں مہیا کیا ہے اس سے کہیں زیادہ ہے جو تم نے اُن سے دنیا میں نور مشاہدہ کیا وُہ اُس کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔ بیشک زید میدانِ حشر میں آئیں گے اُن کا نور اُن کے آگے پیچھے داہنے بائیں، بالائے سر اور زیرِ پا ہوگا جو ہزار سال کی راہ تک نمایاں رہے گا۔

کلینی نے بسند صحیح جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسولؐ خدا نے آسمان کی جانب نظر کی اور تبسم فرمایا۔ لوگوں نے اس کا سبب دریافت کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھے ان دو فرشتوں پر تعجب ہوا جو آسمان سے زمین پر آئے اور کسی بندہ صالح مومن کو اُس کی جانماز پر تلاش کرنے لگے تاکہ اُس کے عمل کو اُس رات اور دن میں لکھیں۔ لیکن اس کو جائے نماز پر نہیں پایا پھر آسمان پر چلے گئے اور کہا پروردگارا تیرے بندہ کو ہم نے اُس کی جائے نماز پر دیکھا تاکہ اُس کا شب و روز کا عمل لکھیں مگر اُس کو اُس جگہ نہیں پایا بلکہ اُس کو تیری قید میں پایا کہ وُہ بیمار ہے۔ تو حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندہ کے واسطے وہی عملِ خیر لکھو جو وُہ ہمیشہ صحت کی حالت میں رات اور دن بجالاتا تھا کیونکہ میرا بندہ میری گرفت میں ہے اور میری بزرگی و فضل و کرم کا مقتضیٰ یہ ہے کہ میں اُس کے لیئے وُہی ثواب لکھوں۔

بیماری میں اجر و ثواب

کلینی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ اشرافِ یمن کا ایک گروہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اُن میں ایک شخص تھا جس کی گفتگو سب سے بلند و بہتر تھی اور وُہ آنحضرتؐ سے منازعت میں سب سے زیادہ بڑھا ہوا تھا۔ آنحضرتؐ کو غصہ آگیا اور آپ کی آنکھوں کی رگیں اُبھر آئیں اور چہرۂ اقدس کا رنگ بدل گیا۔ اس حال میں حضرتؐ نے کچھ دیر کے لیئے سر جھکا لیا۔ اُسی وقت جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا آپ کا پروردگار بعد تحفۂ سلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ یہ شخص سخی اور جوانمرد ہے جو لوگوں کو کھانا کھلاتا ہے۔ یہ سُنتے ہی حضرتؐ کا غصہ دُور ہوگیا۔ پھر حضرتؐ نے سر اُٹھا کر فرمایا کہ اگر جبریلؑ نے آکر مجھے یہ خبر نہ دی ہوتی کہ تو سخی اور بلند حوصلہ ہے اور لوگوں کو کھانا کھلاتا ہے تو یقیناً تجھ کو ایسی سزا دیتا جو تیرے ساتھیوں کے لیئے جو تیرے پیچھے آرہے ہیں عبرت کا سبب ہوتی۔ یہ سُنکر اُس مرد نے کہا آپ کا پروردگار سخاوت کو دوست رکھتا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں۔ تو اُس نے کہا میں خدا کی وحدانیت اور آپ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں اور قسم کھاتا ہوں اُسی خدا کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ میں نے کسی شخص کو واپس نہیں کیا مگر یہ کہ اُس کو اپنے مال سے ضرور کچھ دیا ہے۔

بسند معتبر اُنہی حضرتؐ سے روایت ہے کہ ایک شخص جناب رسولؐ خدا کے پاس آیا کہ میں بوڑھا ہوگیا ہوں میرے بہت سے عیال ہیں۔ کمزوری اور ناتوانی مجھ پر مسلط ہوچکی ہے میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ کیا ممکن ہے کہ آپ اس تنگی کے زمانہ میں میری مدد فرمائیں۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے صحابہ کی جانب نگاہ کی اور صحابہ نے حضرتؐ کی طرف نظر کی۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اُس نے اپنا حال مجھ کو اور تم سب کو سُنا دیا۔ یہ سُنکر ایک شخص اُٹھا اور اس سے بولا میں کل تیری ہی طرح محتاج تھا۔ آج خدا نے مجھ کو کافی مال عطا فرمایا ہے۔ پھر وُہ اُس شخص کو اپنے گھر لے گیا اور ایک بڑی تھیلی میں چاندی سونا بھر کے اُس کو دیا۔ اُس پیر مرد نے کہا کہ یہ سب مجھ کو دیتا ہے؟ کہا ہاں۔ پیر مرد نے کہا کہ اپنا مال لے لے کیونکہ میں نہ جن ہوں نہ انسان ہوں بلکہ فرشتہ ہوں۔

ایک فرشتہ کا ایک شخص کا امتحان لینا

خدا نے مجھے بھیجا کہ تیرا امتحان لوں۔ تو میں نے تجھے خدا کی نعمتوں پر شکر کرنے والا پایا۔ خدا تجھ کو جزائے خیر دے۔

بسند معتبر اُنہی حضرتؐ سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا یا رسولؐ اللہ مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔ حضرتؐ نے فرمایا جا اور غصہ نہ کرنا۔ اُس شخص نے کہا میں اس پر عمل کروں گا۔ اور واپس چلا گیا۔ جب اپنے عزیزوں کے پاس پہنچا اُن میں جنگ چھڑی ہوئی تھی اور دونوں طرف صفیں بندھی ہوئی تھیں۔ سب اسلحوں سے آراستہ تھے۔ اُس نے جب یہ حال دیکھا اُس کے غصہ کی آگ بھڑک اُٹھی اور اسلحے لگا کر جنگ پر آمادہ ہوگیا کہ رسولؐ اللہ کی نصیحت یاد آئی کہ غصہ نہ کرنا۔ اُس نے فوراً اپنے اسلحے اُتار کر رکھ دیئے اور اُس گروہ کے پاس آیا جو اُس کی قوم کے دشمن تھے اور کہا لوگو! تم کو جو کچھ زخم و تکلیف پہنچی ہے اور جو لوگ قتل ہوتے ہیں ان سب کا خونبہا اور نقصان میں اپنے مال سے دیتا ہوں اُن لوگوں نے یہ سُنکر کہا کہ جو کچھ اس جنگ میں نقصان واقع ہوا ہے سب ہم نے تم کو معاف کیا اور ہم احسان کرنے کے زیادہ سزاوار ہیں۔ غرض دونوں فریق نے آپس میں صلح کرلی اور غیظ و غضب ان کے دلوں سے زائل ہوگیا۔

تفسیر فرات میں علی بن ابراہیم وغیرہ سے مذکور ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولید بن عقبہ کو قبیلۂ بنو ولیعہ کی طرف بھیجا تاکہ اُن سے زکوٰۃ وصول کرے۔ زمانۂ جاہلیت میں ولید اور اُس قبیلہ کے درمیان عداوت تھی۔ ولید جب اُس قبیلہ کے پاس پہنچا وُہ لوگ یہ معلوم کرنے کے واسطے باہر نکل پڑے کہ اب بھی ولید کے دل میں کچھ عداوت باقی ہے یا نہیں۔ لیکن ولید اُن لوگوں سے ڈر کر آنحضرتؐ کے پاس واپس آیا اور کہا کہ بنو ولیعہ نے مجھے قتل کرنا چاہا اور مجھ کو زکوٰۃ نہیں دی۔ جب یہ بات اُس قبیلہ کے لوگوں کو معلوم ہوئی تو جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں آکر عرض کی یا رسولؐ اللہ ولید نے حضورؐ سے جھوٹ بیان کیا۔ اصل یہ ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں ہمارے اور اُس کے درمیان دشمنی تھی۔ ہم کو یہ خوف ہوا کہ اُس عداوت کے سبب سے ہم پر سختی کرے گا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ نافرمانی ترک کرو ورنہ تمہاری سرکوبی کے لیئے ایسے شخص کو بھیجوں گا جو میری جان کے برابر ہے جو تمہارے مردوں کو قتل کرے گا، تمہارے لڑکوں کو اسیر کرے گا۔ اور اپنا ہاتھ جناب امیرؑ کے کاندھے پر رکھ کر فرمایا کہ وُہ شخص یہی ہے جس کو تم دیکھ رہے ہو۔ اُس وقت خداوند عالم نے ولید کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ (آیت ۶ سورۃ الحجرات پ ۲۶) اے ایمان والو اگر تمہارے پاس کوئی فاسق آکر کچھ خبر بیان کرے تو اُس کی تحقیق کرلیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ (اُس کے بیان پر) نادانی سے کسی گروہ کو نقصان پہنچا دو اور آخر میں اپنے کیئے پر نادم ہو۔“ اس آیت میں خدا نے ولید کو فاسق کہا ہے۔

کلینی نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ خدا ایک مرتبہ مدینہ کے بازار میں گھوم رہے تھے وہاں بہت عمدہ گندم پایا جو نظر آیا اُس کے بیچنے والے سے فرمایا کہ تیرا یہ غلّہ بہت اچھا ہے

اس کا بھاؤ کیا ہے۔ اُسی وقت خدا نے حضرتؐ کو وحی فرمائی کہ اس کے اندر ہاتھ ڈال کر دیکھو۔ حضرتؐ نے جب غلہ اندر سے نکال کر دیکھا تو خراب نکلا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ مسلمانوں کو فریب دینے کے لیئے تم نے خیانت کی ہے۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور طنز کے طور پر کہا کیا ایام جاہلیت اور اب اسلام میں آپ باپ ماں کے لحاظ سے ہم میں سب سے بہتر نہیں ہیں اور ہمارے چھوٹے بڑے سب سے بلند مرتبہ نہیں ہیں۔ یہ سُنکر حضرتؐ کو غصہ آگیا فرمایا کہ اے اعرابی تیری زبان پر کتنے پردے ہیں اُس نے کہا دو حجاب ہونٹ اور دانت ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ ان میں سے کیا ایک بھی تیری زبان کی سختی کو ہم سے روکنے کے لیئے کافی نہیں ہے۔ پھر فرمایا کہ دُنیا میں جس قدر چیزیں آدمی کو دی گئی ہیں کوئی چیز اس شخص کو آخرت کا نقصان پہنچانے والی زبان کی درازی سے زیادہ نہیں اے علیؑ اس کی زبان کاٹ دو۔ لوگوں نے سمجھا کہ اس کی زبان کاٹی جائے گی لیکن جناب امیرؑ نے اُس اعرابی کو چند درہم عطا فرمائے اور رخصت کر دیا۔

شیخ طبرسیؒ نے روایت کی ہے کہ ثوبان آزاد کردہ رسُولؐ خدا آپ کو بہت دوست رکھتے تھے اور آپؐ کی جدائی کی تاب نہ رکھتے تھے۔ ایک روز حضرتؐ کی خدمت میں آئے۔ اُن کا چہرہ زرد تھا جسم لاغر و ناتوان حضرت رسُولؐ نے فرمایا اے ثوبان تمہارا رنگ کیوں متغیر ہے؟ عرض کی یا رسُولؐ اللہ مجھے کوئی بیماری نہیں مگر یہ کہ جب تک حضورؐ کو نہیں دیکھتا مشتاق اور بیتاب رہتا ہوں۔ اور جب تک حضورؐ کی خدمت میں نہیں پہنچتا سکون حاصل نہیں ہوتا۔ پھر آخرت کو یاد کرتا ہوں اور ڈرتا ہوں کہ وہاں حضرتؐ کے پاس کیسے پہنچوں گا جبکہ یہ جانتا ہوں کہ وہاں آپؐ کو پیغمبروں کے ساتھ جنت کے بلند درجوں میں جگہ ملے گی اگر میں بھی جنت میں پہنچ جاؤں تو آپ کے مقام و منزل سے بہت پست درجہ میں ہوں گا اور اگر بہشت میں نہ پہنچا تو گمان نہیں کہ کبھی آپؐ کی زیارت نصیب ہوگی۔ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی:- وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ (سورۃ النساء پ ۵) جو شخص خدا اور رسُولؐ کی اطاعت کرتا ہے تو وہ لوگ انبیا، صدیق، شہدا اور صالحین کے ساتھ ہوں گے جن پر خدا نے انعام فرمایا ہے میں سے ہوں گے اور یہ لوگ کیا اچھے رفیق ہیں،" تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اُسی خدا کی قسم جس نے مجھ کو سچائی کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ کوئی بندہ ایمان میں کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اُس کے نزدیک اُس کی ذات اُس کے باپ ماں اور اہل و عیال اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔

علی بن ابراہیمؒ نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ مؤلفۃ قلوبہم جن کا ذکر خدا نے قرآن میں فرمایا ہے یہ لوگ ہیں۔ ابوسفیان پدر معاویہ، سہیل بن عمرو، ہمام بن عمرو، صفوان بن اُمیہ، اقرع بن حابس، عیینہ بن حصن فزاری، مالک بن عوف اور علقمہ بن علاثہ۔ جناب رسُولؐ خدا نے ان میں سے ہر ایک کو کم و بیش سَو اُونٹ ان کے حمال سمیت دیئے۔

روایت ہے کہ عبداللہ بن نفیل منافق تھا اور حضرتؐ کی مجلس میں آتا اور آنحضرتؐ کی باتیں سُنتا اور اعتراض کرتا اور منافقوں سے بیان کیا کرتا تھا۔ تو جبریلؑ نے آکر کہا یا رسُولؐ اللہ ایک مرد منافق دوسرے منافقوں سے آپ کی چغلخوری کیا کرتا ہے۔ آپ نے پُوچھا وہ کون ہے؟ جبریلؑ نے کہا وہ سیاہ فام ہے اُس کے سر میں بال بہت ہیں، آنکھیں بڑی ہیں جب وہ نظر اُٹھا کے اُن سے دیکھتا ہے تو دو روشن دان کے مانند معلوم ہوتی ہیں۔ اُس کی زبان سے شیطان بولتا ہے۔ حضرتؐ نے اُس کو بلایا اور جبریلؑ کے بیان سے آگاہ کیا اُس نے قسم کھائی کہ میں ایسا نہیں کرتا۔ حضرتؐ نے بظاہر فرمایا کہ میں تیری بات قبول کرتا ہوں مگر آئندہ ایسا نہ کرنا، باوجودیکہ حضرت جانتے تھے کہ وہ جھوٹ کہتا ہے۔ وہ منافق اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آیا اور کہا کہ محمدؐ تو سراپا کان ہیں یعنی جو کچھ اُن کے بارے میں کہا جاتا ہے اُس کو سُن لیتے اور جو عذر کیا جاتا ہے اس کو مان لیتے ہیں۔ خدا نے ان کو مطلع کیا کہ میں چغلخوری کرتا ہوں اور اُن کی باتیں اُن کے دشمنوں سے بیان کرتا ہوں تو انہوں نے خدا کی بات بھی قبول کر لی۔ اور جب میں نے کہا کہ میں ایسا نہیں کرتا تو میری بات بھی مان لی؛ تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی:- وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ۭ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ (آیت ۶۱ سورۃ توبہ پ ۱۰) علی بن ابراہیم کہتے ہیں کہ وہ تصدیق کرتے ہیں اُس کی جو خدا اُن پر نازل کرتا ہے اور وہ اُس منافق کا عذر بھی ظاہر میں مان لیتے ہیں لیکن باطن میں تصدیق نہیں کرتے۔ یہاں مومنین سے مُراد وہ لوگ ہیں جو بظاہر ایمان لائے ہیں اگرچہ وہ باطن میں کافر ہوں۔

روایت ہے کہ جب خداوند عالمین نے مومنین سے قرض طلب کیا اور صحابہ میں سے ہر ایک نے اپنی بساط و مقدرت اور اپنے ایمان کے مطابق صدقہ کی رقم حضرتؐ کی خدمت میں پیش کی سالم بن عمیر انصاری ایک صاع خرما لائے اور کہا یا رسُولؐ اللہ میں نے آج رات مزدوری کی اور دو صاع خرمے اُجرت میں ملے ایک صاع اپنے عیال کے لیئے رکھ لیا اور ایک صاع اپنے پروردگار عالم کو قرض دیتا ہوں۔ حضرتؐ نے حکم دیا کہ وہ خرما صدقوں میں ڈال دو۔ منافقین نے مذاق اُڑانا شروع کیا کہ خدا کی قسم خدا اس کے خرمے سے بے نیاز ہے مگر اس کی غرض یہ ہے کہ پیغمبرؐ کے دل میں اپنی یاد قائم کرے جبکہ صدقہ حاصل ہو تو اس کو دے دیں۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ الآخرہ (آیت ۷۹ سورۃ توبہ پ ۱۰) (ترجمہ) جو لوگ دل کھول کر خیرات کرنے والے مومنین پر (ریاکاری) اور اُن مومنین پر جو صرف اپنی مشقت کی مزدوری پاتے ہیں (شیخی کا) الزام لگاتے ہیں پھر ان سے مسخراپن کرتے ہیں تو خدا بھی اُن سے تمسخر کرے گا اور انکے لیئے دردناک عذاب ہے۔

بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب امیرؑ اور عثمان بن عفان کے درمیان ایک باغ کے بارے میں تنازع تھا۔ جناب سرور کائناتؐ نے عثمان سے فرمایا کہ کیا تم راضی ہو کہ خدا و رسُولؐ تمہارے درمیان فیصلہ کر دیں۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے عثمان سے کہا کہ حضرتؐ کی ثالثی قبول مت کرنا ورنہ وہ علیؑ کے حق میں فیصلہ کریں گے بلکہ ابن ابی شیبہ یہودی سے فیصلہ کراؤ۔ عثمان نے حضرت علیؑ سے یہی بات کہی اور اُس کے پاس گئے تو ابن ابی شیبہ نے کہا کہ محمدؐ کو وحیٔ آسمانی کے بارے میں تو امین سمجھتے ہو اور اس معاملہ میں امین نہیں مانتے

اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی :۔ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ (آیت ۴۸ سورۃ النور پ۱۸) یعنی جب وُہ خدا و رسُولؐ کی طرف بلائے جاتے ہیں تاکہ اُن کے درمیان رسُولؐ فیصلہ کریں تو اُن میں سے ایک فریق روگردانی کرتا ہے۔ یہ آیت اُن کے کفر و شقاوت کے بیان میں نازل ہوئی۔

روایت ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ کا ایک باغ کی طرف گذر ہُوا جہاں عمرو بن عاص اور عقبہ بن معیط شراب کے نشہ میں مست ہو کر سید الشہداء حضرت حمزہؑ کی شہادت پر طعن و طنز کے ساتھ چند اشعار پڑھ رہے تھے۔ تو آپ نے فرمایا خداوندا ان کو فتنوں میں سرنگوں فرما جو سرنگوں کرنے کا حق ہے اور جہنم کی آگ میں جلا جو جلانے کا حق ہے۔

روایت ہے کہ ایک انصاری کا ایک درخت ایک دُوسرے شخص کے مکان میں تھا وُہ بغیر اُس کی اجازت کے اُس کے گھر میں داخل ہو گیا۔ صاحبِ خانہ نے اُس کی شکایت رسُولؐ اللہ سے کی۔ حضرتؐ نے اس مالکِ درخت انصاری کو بلُا کر فرمایا کہ اپنا وُہ درختِ خرما مجھے دے دے جس کے عوض میں تجھ کو بہشت میں ایک درخت دُوں گا اُس بدبخت نے منظور نہ کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا اچھا فروخت کر دے اُس کے عوض ایک باغ مَیں تجھے بہشت میں دُوں گا۔ لیکن اُس نے قبول نہ کیا اور واپس چلا آیا۔ ابوالدحداح انصاری اُس کے پاس گئے اور اُس درخت کو اُس سے خرید کر جناب رسُولؐ خدا کی خدمت میں آئے اور عرض کی یا رسُولؐ اللہ آپ اس درخت کی جو قیمت اُس انصاری کو بہشت میں دینا فرما رہے تھے مجھے دیجیے اور یہ درخت مجھ سے لے لیجیے۔ حضرتؐ نے فرمایا تمہارے واسطے اس درخت کے عوض بہت سے باغ ملیں گے۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی :۔ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝ (آیت ۵ تا ۷ سورۃ لیل پ۳۰) تو جس نے سخاوت کی اور اچھی بات (اسلام) کی تصدیق کی تو ہم اُس کے لیئے راحت و آسانی (جنّت) کے اسباب مہیا کر دیں گے یا آسانی اُس کام میں جس میں اُس کو راحت حاصل ہو" یہ آیتیں ابوالدحداح کی شان میں نازل ہوئیں جس نے ثواب الٰہی کی تصدیق کی۔ اور یہ دُوسری آیتیں اُس انصاری کے حق میں نازل ہوئیں جس نے بخل کیا اور ثواب آخرت کی تصدیق نہ کی۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے :۔ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝ وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى ۝ (آیت ۸ تا ۱۱ سورۃ مذکور پ۳۰) اور جس نے بخل کیا اور لاپرواہی کی اور اچھی بات کو جھٹلایا تو ہم اُس کو سختی (جہنم) میں پہنچا دیں گے اور اُس کا مال اُس کو کچھ فائدہ نہ دے گا جبکہ وُہ قبر یا جہنم میں جا پہنچے گا۔ اور آخر سورۃ میں خداوند عالم نے ابوالدحداح کو زیادہ پرہیز گار فرمایا ہے اور اُس کی مدح کی ہے۔ اور اُس انصاری کو زیادہ شقی کہا ہے اور اُس کے لیئے جہنّم کا وعدہ کیا ہے۔ اور قرب الاسناد میں یہی مضمون بسند صحیح حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے جس میں مذکور ہے کہ ابوالدحداح نے خرمے کا ایک باغ دیا اور اُس درختِ خرما کو خرید کیا۔ اور شیخ طبرسیؒ نے اس سورۃ کے نازل ہونے کی وجہ یوں روایت کی ہے کہ ایک شخص کا ایک درختِ خرما خود

اُس کے اپنے گھر میں تھا جس کی شاخ اُس کے ہمسایہ کے مکان میں پھیلی ہوئی تھی۔ وُہ ہمسایہ غریب اور عیالدار تھا۔ جب وُہ شخص اپنے درخت پر خرمے توڑنے کے لیئے چڑھتا تو کچھ خرمے اُس ہمسایہ کے گھر میں بھی گر جاتے اور اُس مردِ غریب کے بچے خرموں کو چُن لیتے۔ وُہ شخص درخت سے جب اُترتا تو خرمے اُن بچوں سے چھین لیتا اور اگر وُہ دہن میں رکھ لیتے تو اُنگلی ڈال کر مُنہ سے نکال لیتا۔ آخر اُس شخص نے آنحضرتؐ کی خدمت میں شکایت کی۔ حضرتؐ نے فرمایا اُس شخص کو بُلا لاؤ۔ وُہ حاضر ہوا تو آپؐ نے اُس سے فرمایا کہ وُہ شاخ جو اُس غریب شخص کے گھر پر پھیلی ہوئی ہے مجھے دے دے مَیں تجھے بہشت میں ایک درخت خرما عطا کروں گا۔ اُس بدنصیب نے کہا کہ میرے پاس بہت سے درخت خرما ہیں لیکن اس درخت کے پھلوں سے زیادہ کسی کے پھل پسند نہیں کرتا۔ چونکہ ابوالدحداح اُس وقت موجود تھے اور یہ باتیں سُن رہے تھے۔ جبکہ وُہ شخص واپس چلا گیا تو وُہ بھی اُٹھے اور حضرتؐ کی خدمت میں عرض کی یا رسُولؐ اللہ اگر اُس درخت کو مَیں خرید کر آپ کو دے دُوں تو جو اُس درخت کے مالک کے لیئے آپ نے بہشت میں دینے کے لیئے فرمایا میرے لیئے بھی وعدہ فرمائیں گے حضرتؐ نے فرمایا ضرور۔ یہ سُنکر ابوالدحداح صاحبِ درخت کے پاس گئے اور اُس کو خریدنے کی خواہش کی۔ اُس نے کہا تم نے سُنا کہ جناب رسُولؐ خدا اُس کے عوض مجھے بہشت میں درخت دے رہے تھے لیکن مَیں نے قبول نہیں کیا۔ ابوالدحداح نے کہا کہ اُس کے بیچنے کا ارادہ رکھتے ہو یا نہیں۔ اُس نے کہا نہیں بیچوں گا۔ جب تک اتنا زیادہ مال اُس کے عوض نہ ملے کہ مجھے گمان نہ ہو کہ اس قدر مال کوئی دے سکتا ہے۔ انہوں نے پُوچھا کہ کس قدر قیمت چاہتے ہو۔ اُس نے کہا چالیس ۴۰ درخت خرما۔ ابوالدحداح نے کہا کیا خوب۔ اپنے ایک ٹیڑھے درخت کے عوض چالیس ۴۰ درخت مانگتے ہو۔ اچھا مَیں نے دیئے۔ اُس نے کہا کچھ لوگوں کو لاؤ اور گواہ قرار دو تاکہ بعد میں اس سودے کے بارے میں تم انکار نہ کرو۔ ابوالدحداح ایک جماعت کو بُلا لائے اور گواہ بنا دیا اور اس درخت کو چالیس ۴۰ درختوں کے عوض خرید کیا۔ پھر حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسُولؐ اللہ وُہ درخت مَیں نے خرید لیا اور حضورؐ کو دیتا ہوں۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ اُس شخص فقیر کے گھر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ یہ درخت اب تیرا اور تیرے عیال کا ہے اُس وقت خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ تین ۳ اشخاص جناب رسُولؐ خدا پر بہت اتہام اور جھُوٹ باندھتے تھے۔ ابوہریرہ، انس اور عائشہ۔ اور قرب الاسناد میں بسند موثق حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ تین ۳ اشخاص نے جناب فاطمہ صلوات اللہ وسلامہٗ علیہا کے خلاف فدک سے انکار کی گواہی دی اور جناب رسُولؐ خدا پر جھُوٹ باندھا کہ کوئی شخص آنحضرتؐ کی میراث نہیں پاتا عائشہ، حفصہ اور اوس بن حدثان۔

قطب راوندی نے وائل بن حجر سے روایت کی ہے۔ وُہ کہتے ہیں کہ جب آنحضرتؐ کے مبعوث ہونے کی خبر مجھ کو یمن میں پہنچی تو مَیں ایک بڑا بادشاہ تھا اور میری تمام قوم میری فرمانبردار تھی۔ مَیں نے بادشاہی چھوڑ کر خدا و رسُولؐ کی اطاعت اختیار کی اور آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت کے اصحاب نے مجھے

بتایا کہ آنحضرتؐ نے میرے آنے سے تین روز پہلے میرے آنے کی خبر دے دی تھی کہ اب وائل بن حجر حضرموت کے دُور دراز مُلک سے آ رہا ہے ایسی حالت میں کہ اسلام کی جانب راغب ہے اور حق کا مطیع ہے اور وُہ بادشاہوں کی اولاد میں سے ہے۔ مَیں جب حاضر ہوا تو عرض کی یا رسولؐ اللہ آپ کی بعثت کی اطلاع مجھ کو ملی۔ مَیں بادشاہ تھا۔ خدا نے مجھ پر احسان کیا کہ مَیں نے سب اقتدار و حکومت ترک کر کے خدا و رسُولؐ کو اختیار کیا اور دینِ حق کی جانب راغب ہوا۔ حضرتؐ نے فرمایا تو سچ کہتا ہے۔ خداوندا وائل اور اُس کے فرزندوں میں اور اُن فرزندوں کی اولاد میں بھی برکت عطا فرما۔

شیخ طوسی و شیخ نجاشی نے عبد اللہ بن ابی رافع اور اُن کے والد ابورافع سے روایت کی ہے کہ وُہ کہتے ہیں کہ مَیں ایک روز جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آنحضرتؐ کو دیکھا کہ جیسے نیند میں ہیں یا حضورؐ پر وحی نازل ہو رہی ہے اور گھر کے ایک گوشہ میں ایک سانپ ہے۔ مَیں نے پسند نہ کیا کہ سانپ کو ماروں کہ ایسا نہ ہو کہ حضرتؐ بیدار ہو جائیں۔ مَیں حضرتؐ کے اور اُس سانپ کے بیچ میں لیٹ گیا کہ اگر وُہ کاٹے تو مجھے کاٹے اور آنحضرتؐ محفوظ رہیں۔ اسی اثنا میں آنحضرتؐ بیدار ہو گئے۔ مَیں نے سُنا کہ حضرتؐ یہ آیت پڑھ رہے تھے :- اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ ۝ (آیت ۵۵ سورۃ مائدہ پ ۶) (اے ایمان والو) تمہارے سرپرست اور حاکم تو بس خدا اور اُس کا رسُولؐ ہیں اور وُہ مومنین جو پابندی سے نماز پڑھتے اور حالتِ رکوع میں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں) اس کے بعد حضرتؐ نے فرمایا الحمد للہ الذی اتم لعلیؑ نعمتہ وھنیئًا لہ بفضل اللہ الذی اتاہ (اُس خدا کا شکر ہے جس نے علیؑ کے لیے اپنی نعمت پُوری کر دی اور اُس کو گوارا ہو خدا ہی کے فضل سے جس نے اُس کو عطا فرمایا ہے) پھر میری جانب التفات فرمایا اور دیکھا کہ میں گھر کی طرف رُخ کیے لیٹا ہوں تو فرمایا کہ اے ابا رافع ایک کروٹ پڑے ہو۔ مَیں نے سانپ کا تذکرہ کیا تو فرمایا اُٹھو اُس کو مار ڈالو۔ مَیں نے اُس کو مار ڈالا۔ پھر حضرتؐ نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا اور فرمایا اُس قوم کے بارے میں تم کیا کہتے ہو جو علیؑ سے جنگ کرے حالانکہ علیؑ حق پر ہوں گے اور وُہ لوگ باطل پر۔ میں نے عرض کی اُن کے ساتھ راہِ حق میں جہاد کرنا حق ہے اور جو معذور ہو اُس کو چاہیئے کہ دل سے اُس قوم کا مُنکر ہو۔ پھر میں نے حضرتؐ سے التجا کی کہ جب میں اُس گروہ کے زمانہ تک پہنچوں تو خدا مجھے اُن سے لڑنے کی قوت عطا فرمائے۔ آنحضرتؐ نے دُعا فرمائی اَللّٰهُمَّ اَدْرِكْهُمْ بِقُوَّةٍ وَاَعِنْهُ (خداوندا ابورافع کو اُن کے زمانہ تک باقی رکھ اور اُس کو قوت عطا فرما اور اس کی مدد کر) پھر حضرتؐ گھر سے باہر اُن لوگوں کے پاس تشریف لائے جو جمع تھے اور فرمایا ایہا الناس جو شخص میری جان پر میرے امین کو دیکھنا چاہے تو وُہ یہ ہے ابورافع میرا امین ہے میری جان پر۔ ایسی ہی روایت عون بن عبد اللہ بن ابی رافع سے ہے۔ وُہ کہتے ہیں کہ جب لوگوں نے بعد خلافت عثمان امیر المومنین علیؑ سے بیعت کی اور معاویہ نے مخالفت کی اور طلحہ و زبیر بصرہ کی جانب گئے ابورافع نے کہا کہ یہی ہے وُہ زمانہ جس کا تذکرہ

جنابِ رسالت مآبؐ نے فرمایا تھا اور کہا تھا کہ سیقاتل علیًا قوم یکون حقا فی اللہ جہادھم پھر اپنا گھر اور جو زمین خیبر میں تھی فروخت کر دیا اس نیت سے کہ شہادت کا درجہ حاصل کریں گے اپنے لڑکوں کے ساتھ جناب امیرؑ کے ہمراہ مدینہ سے باہر نکلے اور وُہ اُس وقت بُوڑھے ہو چکے تھے ان کی پچاسی برس کی عمر ہو چکی تھی، کہتے تھے :- الحمد للہ لقد اصبحت ولا احد بمنزلتی لقد بایعت البیعتین بیعۃ العقبۃ وبیعۃ الرضوان وصلیت للقبلتین وھاجرت الھجر الثلث (خدا کا شکر ہے کہ میں نے اُس حال میں صبح کی اور کوئی شخص میری سی منزلت نہیں رکھتا مَیں نے دو بیعتیں کیں بیعت عقبہ اور بیعت رضوان اور دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی اور تین ہجرتیں کیں) راوی نے پُوچھا کہ وُہ تین ہجرتیں کون کون سی ہیں کہا کہ پہلی ہجرت جعفر بن ابی طالبؑ کے ساتھ حبشہ کی طرف، دُوسری ہجرت رسُولؐ اللہ کے ساتھ مدینہ کی طرف، اور تیسری ہجرت حضرت علیؑ کے ساتھ کوفہ کی سمت۔ ابورافع ہمیشہ جناب امیرؑ کے ساتھ رہے یہانتک کہ حضرتؑ شہید ہوئے، پھر ابورافع امام حسنؑ کے ساتھ مدینہ واپس آئے۔ چونکہ ان کے نہ گھر تھا نہ زمین لہٰذا امام حسنؑ نے حضرت علیؑ کا مکان نصف نصف اپنے اور اُن کے درمیان تقسیم کر دیا اور مزرعہ زمین بھی ان کو دی جس کو آخر میں عبید اللہ ابن ابی رافع نے معاویہ کے ہاتھ ایک لاکھ اسی ہزار درہم کے عوض فروخت کی۔

تفسیر امام حسنؑ عسکری میں مذکور ہے کہ جناب رسُولؐ خدا نے فرمایا کہ اے گروہِ مردم میرے آزاد کردہ لوگوں کو اور میری آلؑ کو خدا کے ساتھ دوستی کے لیے دوست رکھو۔ اُسی خدا کی قسم جس نے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ ان کے سبب تم کو خداوند عالم فائدے بخشے گا۔ صحابہ نے پوچھا کہ ان کی محبت ہم کو کیونکر نفع بخشے گی فرمایا کہ وُہ روز قیامت گروہِ بسیار کے ساتھ علیؑ کے پاس آئیں گے جن کی تعداد قبیلۂ ربیعہ و مضر کی تعداد سے زیادہ ہوگی اور وُہ کہیں گے کہ اے برادرِ رسُولِؐ خدا یہ جماعت رسُولؐ خدا اور آپ کی محبت کے سبب ہم کو دوست رکھتی تھی تو امیر المومنینؑ ان کے لیے ایک نامہ لکھ کر دیں گے جس سے وُہ پُل صراط سے بآسانی گزر جائیں گے اور سلامتی کے ساتھ بہشت میں داخل ہوں گے۔

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ ایک شخص انصار میں سے ثعلبہ بن حاطب نامی نے آنحضرتؐ سے عرض کی کہ دُعا فرمایئے کہ خداوندِ عالم مجھے دولتمند بنا دے۔ حضرتؐ نے فرمایا تھوڑا مال جس کا تو شکر ادا کرے اُس زیادہ مال سے بہتر ہے جس کا شکر تو ادا نہیں کر سکتا۔ کیا مال کی کمی میں خدا کے رسُولؐ کے مانند ہونا پسند نہیں کرتا۔ اُسی خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر میں چاہوں کہ تمام دُنیا کے پہاڑ سونا اور چاندی ہو جائیں اور میرے ساتھ چلتے رہیں تو ہو سکتا ہے چند دنوں بعد پھر اُس نے حضرتؐ سے یہی التجا کی اور کہا اُسی خدا کی قسم جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ اگر خدا مجھے مال عطا فرمائے تو بیشک میں ہر مستحق کو اُس میں سے دُوں گا۔ آخر آنحضرتؐ نے دُعا کی کہ خداوندا ثعلبہ کو مال کرامت فرما۔ ثعلبہ نے گوسفندیں پالیں خدا نے اُن میں بہت تھوڑے

عرصہ میں بہت ترقی عطا فرمائی یہانتک کہ ان کے لیئے مدینہ کی کشادگی تنگ ہوگئی اور وُہ مدینہ کی ایک وادی میں جاکر رہنے لگے پھر اور ترقی ہوئی کہ ان کو سفندوں کے لیئے اُس وادی میں جگہ نہ رہی، تو وُہ مدینہ سے اور دُور جا بسے اور اس طرح جمعہ وجماعت کی فضیلت سے محروم ہوگئے۔ پھر حضرتؐ نے کسی کو اُن کے پاس گوسفندوں کی زکوٰۃ وصول کرنے کے لیئے بھیجا انھوں نے انکار کیا اور بخل کیا اور کہا یہ زکوٰۃ جزیہ کی بہن ہے۔ حضرتؐ کو معلوم ہوا تو فرمایا ثعلبہ کی حالت پر افسوس ہے ثعلبہ کی حالت پر افسوس ہے۔ اُس وقت خدا نے اُس کی مذمت میں یہ آیتیں نازل فرمائیں:۔ وَمِنْهُم مَّنْ عَاهَدَ اللَّهَ لَئِنْ آتَانَا مِن فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصَّالِحِينَ فَلَمَّا آتَاهُم مِّن فَضْلِهِ بَخِلُوا بِهِ وَتَوَلَّوا وَّهُم مُّعْرِضُونَ (آیت سورۃ توبہ پ) یعنی اُن میں ایک شخص ایسا ہے جس نے خدا سے عہد کیا ہے کہ اگر خدا مجھ کو اپنے فضل سے مال عطا کرے گا تو بیشک میں صدقات دوں گا اور نیک لوگوں میں سے ہوں گے۔ پھر جب خدا نے اُس کو اپنے فضل سے عطا فرمایا تو اُس نے بخل کیا اور خدا سے منحرف ہوگیا اور زکوٰۃ دینے سے انکار کیا" اور اس کے بعد اُس کے کفر و نفاق سے متعلق بہت سی آیتیں نازل فرمائیں۔

کلینی نے بسندِ صحیح حضرت امام محمّد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ اہلِ یمن میں سے ایک شخص جس کو جُوَیر کہتے تھے جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اسلام لایا۔ اُس کا اسلام صحیح و سالم رہا۔ اور وُہ شخص پستہ قد اور بدصورت، پریشان حال، محتاج و فقیر سیاہ فام بدصورتوں میں سے تھا۔ اُس کو آنحضرتؐ اپنے اہل و عیال کے ساتھ شامل کرکے اُس کی کفالت کرنے لگے۔ اُس کو ہر روز قدیم صاع کے وزن سے جو پہلے حضرتؐ کے زمانہ میں تھا ایک صاع خرما دیتے تھے اور دو جوڑے کپڑے اُس کو عطا کیئے اور اُس کو مسجد کی خدمت کے لیئے معین فرمایا کہ رات کو بھی مسجد ہی میں سویا کرے غرض ایک مدّت اسی حال میں گزری یہانتک کہ بہت سے محتاج و پریشان حال مساکین اسلام میں داخل ہوئے اور مسجد میں اُن کے لیئے گنجائش نہ رہ گئی تو خدا نے حضرتؐ پر وحی فرمائی کہ مسجد سے اُن لوگوں کو علیحدہ کردیں اور جن لوگوں کے دروازے مسجد میں ہیں وُہ سب سوائے علیؑ بن ابی طالبؑ اور فاطمہؑ کے اپنے اپنے دروازہ بند کرلیں اور مسجد سے آنا جانا ترک کریں۔ اور کوئی اجنبی نہ مسجد میں داخل ہو اور نہ کوئی غریب و محتاج وہاں سوئے۔ آنحضرتؐ نے تمام اُن صحابہ کو حکم دیا جن کے دروازے مسجد میں کھلتے تھے کہ بند کردیں سوائے دروازۂ علیؑ بن ابی طالبؑ کے کہ وُہ بند نہیں کیا گیا اور جناب فاطمہؑ کا مکان مسجد میں اپنے مقام پر باقی رہا۔ پھر حضرتؐ کے حکم سے غریب و محتاج مُسلمانوں کے لیئے ایک صاف ستھرا چبُوترا بنایا گیا اور اُسی پر غربائے مومنین رات دن رہنے لگے اور آنحضرتؐ اُن کی کفالت و خاطرداری میں ہر وقت مشغول رہتے۔ گیہوں، جَو، خرما اور منقے جب حضرتؐ کو حاصل ہوتے اُن لوگوں کے واسطے بھیج دیتے تھے اور دوسرے مسلمان لوگ بھی آنحضرتؐ کی خاطر سے اُن سے محبت اور مہربانی کے ساتھ برتاؤ کرتے رہتے اور اپنے زکوٰۃ وصدقات اُن کے لیئے لایا کرتے تھے۔ ایک روز آنحضرتؐ نے شفقت و

محبت سے جُوَیر سے فرمایا کہ کاش تم شادی کرلیتے اور حرامکاری سے محفوظ بھی رہتے اور تمہاری زوجہ تمہاری دُنیا و آخرت میں مددگار ہوتی۔ جویر نے کہا میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں میرے ساتھ شادی کرنے پر کون راضی ہوگا اور کون عورت میری جانب رغبت کرے گی جبکہ نہ میں حسب و نسب والا ہوں اور نہ میرے پاس مال ہے نہ صورت ہی ایسی ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے جُوَیر خدا نے اسلام کے سبب اُن لوگوں کو پست کردیا ہے جو زمانۂ جاہلیت میں بلند مرتبہ تھے اور اسلام کی برکت سے اُن لوگوں کو شرف بخشا جو ذلیل و خوار تھے اور اسلام کے سبب سے برطرف کردیا جو وُہ جاہلیت میں اپنے عزیزوں اور یگانوں پر اپنے بلند نسب پر فخر و غرور کیا کرتے تھے لہٰذا آج سفید و سیاہ، قرشی، عربی و عجمی سب برابر ہیں اور سب آدمؑ کی اولاد ہیں۔ اور جناب باری عزّ اسمہٗ نے آدمؑ کو خاک سے پیدا کیا تاکہ اُن کی اولاد خاکساری کرے۔ بیشک خدا کے نزدیک قیامت کے روز محبوب ترین مردم وُہ ہے جس نے اُس کی فرمانبرداری زیادہ کی ہوگی اور زیادہ پرہیزگار رہا ہوگا۔ اور اے جُوَیر میں نہیں جانتا کسی مسلمان کو جو آج تم پر فضیلت رکھتا ہو سوائے اُس کے جو تم سے زیادہ پرہیزگار ہو اور تم سے زیادہ جس نے خدا کی اطاعت کی ہو۔ اے جُوَیر! زیاد بن لبید کے پاس جاؤ جو بیشک قبیلہ بنی بیاضہ میں حسب کے لحاظ سے سب سے بہتر ہے اور کہو کہ میں جناب رسُولِؐ خدا کا بھیجا ہوا آیا ہوں حضرتؐ نے فرمایا ہے کہ اپنی لڑکی کو جُوَیر کے ساتھ تزویج کردے جس کا نام دلفا ہے۔ غرض جویر اُس کے پاس گئے جبکہ وُہ اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جُوَیر گھر میں اجازت لے کر پہنچے اور سلام کیا اور کہا اے زیاد مجھے آنحضرتؐ نے ایک پیغام دے کر بھیجا ہے پوشیدہ طور سے کہوں یا ظاہر و آشکارا بیان کروں۔ زیاد نے کہا حضرتؐ کا پیغام ظاہر بظاہر بیان کرو کیونکہ وُہ میرے فخر اور شرف کا باعث ہے۔ یہ سُنکر جُوَیر نے کہا جناب رسُولِؐ خدا نے فرمایا ہے کہ اپنی بیٹی دلفا کو جُوَیر کے ساتھ تزویج کردے۔ زیاد نے کہا کیا رسُولِ خدا نے یہ پیغام بھیجا ہے۔ جویر نے کہا کہ ہاں میں جناب رسُولِؐ خدا کی جانب جھُوٹ کیسے منسوب کرسکتا ہوں۔ یہ سُنکر زیاد نے کہا ہم اپنی لڑکیوں کو تزویج نہیں کرتے مگر اُنہی لوگوں کے ساتھ جو انصار کے قبیلوں میں سے ہمارے کفو اور ہمسر ہوں۔ اے جُوَیر تم جاؤ میں حضرتؐ کی خدمت میں خود حاضر ہوکر اپنا عذر پیش کروں گا۔ یہ سُنکر جُوَیر واپس ہوئے یہ کہتے ہوئے کہ خدا کی قسم قرآن اس کے لیئے نازل نہیں ہوا ہے اور نہ اس طرح محمّدؐ کی رسالت ظاہر ہوئی ہے۔ دلفا نے پس پردہ سے جویر کی گفتگو اور اپنے والد کا جواب سُنا تو زیاد کو بُلایا اور پُوچھا کہ یہ کیسی بات تھی جو آپ کے اور جُوَیر کے درمیان ہوئی؟ زیاد نے ماجرا بیان کیا۔ دلفا نے کہا جُوَیر رسُولؐ اللہ پر کبھی جھُوٹ نہیں باندھ سکتے اور پھر اُس شہر میں جس میں خود رسولؐ اللہ موجود ہوں لہٰذا جلد جُوَیر کو واپس بُلوا لیجئے تاکہ وُہ ایسا نامناسب جواب حضرتؐ تک نہ پہنچائیں۔ زیاد نے ایک شخص کو بھیج کر راستہ ہی سے واپس بُلالیا۔ اور کہا اے جُوَیر مرحبا تم میرے گھر آیئے۔ تھوڑا توقف کردیں جناب رسُولِؐ خدا کی خدمت میں خود جاتا ہوں اور فوراً واپس آتا ہوں۔ پھر وُہ آنحضرتؐ کی مجلس میں آئے

اور حضرتؐ سے عرض کی کہ جُویبر نے آپ کی جانب سے ایسا پیغام مجھ کو دیا اور مَیں نے اُن سے نرمی کے ساتھ گفتگو نہیں کی بلکہ یہ کہہ دیا کہ ہم اپنی لڑکیوں کو انصار میں سے جو ہمارے ہمسر اور برابر کے ہیں اُن کے ساتھ تزویج کرتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے زیاد جُویبر مومن ہے اور مومن مومنہ کا کفو وہمسر ہے اور مردِ مسلمان مسلمہ عورت کا کفو ہے۔ لہٰذا اپنی دختر کا نکاح جویبر کے ساتھ کردو اور اُس کی دامادی سے نفرت مت کرو۔ یہ سُنکر زیاد اپنے گھر واپس آئے اور آنحضرتؐ کا ارشاد اپنی بیٹی دلفا سے بیان کیا۔ بیٹی نے کہا اے پدر بزرگوار آنحضرتؐ کے حکم کی مخالفت کرو گے تو کافر ہو جاؤ گے لہٰذا مجھے جویبر کے ساتھ تزویج کر دو۔ جب زیاد نے اپنی بیٹی کا یہ کلام سُنا باہر آئے اور جویبر کا ہاتھ پکڑ کر قوم کے پاس لائے اور حکم خدا و رسولؐ کے موافق اپنی بیٹی کو جویبر سے تزویج کر دیا اور اُس کے مہر کو اپنے مال سے دینا منظور کیا۔ اور واپس آکر سامان دُرست کیا اور جویبر کے پاس بھیجا۔ اور اُن سے پوچھا کہ کیا تمہارے کوئی مکان ہے جہاں میں اپنی بیٹی کو تمہارے ساتھ رخصت کر دوں۔ جُویبر نے کہا خدا کی قسم میرا کوئی گھر نہیں ہے۔ غرض لڑکی کو آراستہ کرکے ایک مکان معین کیا اور اُس مکان کو پاکیزہ فرش وفروش سے سجایا اور دو نفیس کپڑے جویبر کو پہنائے۔ پھر دلفا کو اُس گھر میں پہنچا دیا اور جویبر کو بھی خانۂ عروس میں لائے اور عمامہ اُن کے سر پر باندھا۔ جویبر جب اُس مکان میں آئے دُلہن کو دیکھا نہایت حسین وجمیل، اور مکان کو دیکھا جس کو طرح طرح کے فرش اور زینتوں سے آراستہ کیا گیا تھا اور مختلف عطروں سے معطّر تھا۔ جویبر ایک گوشہ میں گئے اور سجادہ بچھا کر عبادت میں مشغول ہو گئے اور برابر صبح تک رکوع و سجود اور دُعا اور بارگاہِ احدیت میں گریہ وزاری کرتے رہے۔ جب صبح کی اذان سُنی دونوں گھر سے باہر نکلے۔ زوجہ نے وضو کیا اور نماز پڑھی۔ اُس سے پُوچھا کہ تم سے جویبر کس طرح پیش آئے؟ اُس نے کہا وہ رات بھر نماز و تلاوت قرآن کرتے رہے اور صبح کی اذان سُنی تو باہر چلے آئے۔ دُوسری رات بھی ایسا ہی ہوا۔ اور یہ بات زیاد سے پوشیدہ رکھی گئی تیسرے روز بھی یُوں ہی شب بسر ہوئی۔ اور زیاد کو معلوم ہوا تو وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں یا رسُولؐ اللہ آپ نے مجھے حکم دیا کہ اپنی بیٹی کی شادی جویبر سے کردوں اور خدا کی قسم اُس کا یہ درجہ نہ تھا کہ مَیں اُس کو اپنی لڑکی دوں۔ لیکن حضورؐ کی اطاعت چونکہ واجب ہے اس لیے مَیں نے قبول کر لیا۔ حضرتؐ نے پُوچھا اب کیا بات اُس کی تم کو پسند نہیں آئی؟ عرض کی کہ ہم نے اُس کے لیے ایک مکان مہیّا کیا اور اُس کو ہر طرح کے سامان سے آراستہ کیا اور اپنی لڑکی کو اُس گھر میں بھیج دیا اور جُویبر کو اُس گھر میں لے گئے۔ اُس نے میری لڑکی سے نہ کوئی بات کی نہ اُس کو نظر اُٹھا کے دیکھا نہ اُس کے قریب گیا۔ بلکہ مکان کے ایک گوشہ میں کھڑا ہو گیا اور تمام رات نماز و تلاوت میں مشغول رہا یہانتک کہ صبح کی اذان سُنی تو باہر نکل آیا۔ اسی طرح تین راتیں گزر گئیں۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ عورتوں کی خواہش نہیں رکھتا ہے۔ لہٰذا اس معاملہ میں غور فرمائیے کہ کیا کرنا چاہیئے۔ جب زیاد واپس گئے تو حضرتؐ نے جویبر کو طلب فرمایا اور فرمایا کہ شاید تو عورتوں کی خواہش نہیں رکھتا ہے

جُویبر نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ کیا مَیں مرد نہیں ہوں، بلکہ مَیں تو عورتوں کا بہت حریص ہوں۔ تو حضرتؐ نے زیاد کی شکایت کا بیان اُس سے ذکر کیا اور فرمایا کہ اگر تو عورتوں کی خواہش رکھتا ہے تو اس عمل کا کیا سبب ہے؟ جویبر نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ مجھے ایک کشادہ مکان میں لے گئے جس کو قیمتی سامان سے آراستہ کیا ہے اور پاکیزہ فرش ہے اور ایک خوبصورت جوان عورت خوشبُو سے معطر اپنے لیے موجود مَیں نے دیکھا۔ اُس وقت مجھے اپنی سابقہ غربت یاد آئی کہ مَیں محتاج وپریشان تھا کوئی میرا پُرسانِ حال نہ تھا۔ میں غریبوں اور مسکینوں کے ساتھ رہتا تھا۔ تو جب مَیں نے دیکھا کہ خداوند تعالیٰ نے مجھ کو ایسی نعمتوں سے سرفراز فرمایا۔ مجھ کو اُس حالِ خراب سے اس بہتر حال تک پہنچایا، تو مَیں نے چاہا کہ ان نعمتوں پر مَیں اُس کا شکر ادا کروں اور اُس کا تقرب حاصل کروں اسی سبب سے مکان کے ایک گوشہ میں کھڑا ہو کر تمام وقت تلاوت، عبادت اور رکوع و سجود میں گزار دیا یہانتک کہ صبح کی اذان کی آواز سُنی تو باہر نکل آیا اور اُس روز روزہ کی نیّت کرلی اسی طرح تین شبانہ روز بسر کی لیکن اُن نعمتوں کے عوض اس شکر کو بہت کم سمجھتا ہوں جو خداوندِ کریم نے مجھے کرامت فرمائی ہیں۔ مگر آج رات اُس لڑکی کو اور اُس کے عزیزوں کو خوش وراضی کروں گا انشاء اللہ۔ جب رسُولؐ خدا نے پھر زیاد کو طلب کیا اور جُویبر کی تمام گفتگو اُن سے بیان فرمائی جس کو سُنکر زیاد اور اُن کے اہل وعیال خوش ہوئے۔ پھر جُویبر نے اپنا وعدہ چوتھی شب پُورا کیا۔ اسی اثنا میں آنحضرتؐ ایک جنگ میں تشریف لے گئے۔ جویبر حضرتؐ کے ساتھ تھے۔ اُس جنگ میں وُہ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے اور رحمتِ الٰہی سے واصل ہوئے اور دلفا کے عوض حوریں حاصل کیں اور زیاد کے گھر کے بدلے ابدالآباد کی نعمتوں سے سرفراز ہوئے۔ امام محمد باقر علیہ السّلام نے فرمایا کہ جُویبر کے بعد کوئی بے شوہر عورت زن جُویبر سے زیادہ بہتر نہیں۔ یعنی جویبر کا شوہر ہونا اُس عورت کی کمیٔ مرتبہ کا سبب نہیں ہوا بلکہ اُس کے طالب بہت تھے اور اُس کی قوم کے درمیان اُس کی عزّت اور زیادہ بڑھ گئی۔

بسندِ صحیح حضرت امام محمدؐ باقرؑ سے روایت کی گئی ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اہلِ صفہ میں ایک غریب مومن تھا جو نماز کے وقت حضرتؐ کی خدمت میں حاضر رہتا، اور کسی نماز میں غیر حاضر نہ ہوتا۔ آنحضرتؐ اکثر اُس کی پریشانی اور غربت کے سبب رو دیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اے سعد کہیں سے میرے پاس مال آیا تو مَیں تجھے غنی کر دُوں گا۔ اتفاق سے کچھ دن گزر گئے اور کہیں سے کچھ مال نہیں آیا اور حضرتؐ اُس کے لیے بہت رنجیدہ رہتے کہ جبریلؑ نازل ہوئے اور دو درم لائے اور کہا کہ حق تعالیٰ جانتا ہے کہ آپ سعد کے واسطے بہت غمگین ہیں تو کیا آپ اُس کو بے نیاز کرنا چاہتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں۔ جبریلؑ نے کہا لیجیئے یہ دو درم سعد کو دے دیجیئے اور فرمایئے کہ اس سے تجارت کریں۔ حضرتؐ نے وُہ درم لے لیئے۔ جب نماز ظہر کے لیئے گھر سے باہر نکلے دیکھا کہ سعد حجرۂ مقدسہ کے دروازہ پر کھڑے حضرتؐ کا انتظار کر رہے ہیں حضرتؐ نے فرمایا اے سعد تجارت کر سکتے ہو سعد نے کہا خدا کی قسم میرے پاس کچھ مال نہیں ہے جس سے تجارت کروں

توحضرتؐ نے وُہ دونوں درم دے کر فرمایا کہ ان سے تجارت کرو اور خدا سے روزی کے طالب ہو۔ سعد نے وُہ درم لے لیئے اور حضرتؐ کے ساتھ روانہ ہوتے، نماز ظہر و عصر ادا کی۔ جب نماز سے فارغ ہوتے تو حضرتؐ نے فرمایا اے سعد اُٹھو اور تحصیل روزی میں مشغول ہو جاؤ میں تمہارے لیئے بہت فکر مند تھا۔ غرض سعد نے تجارت شروع کی اور خدا نے برکت عطا فرمائی کہ جو چیز ایک درم میں خریدتے دو درم کے عوض فروخت کرتے اور جو شئے دو درم میں خریدتے چار درم میں بیچتے۔ پھر تو دُنیا سعد کے قدموں تلے تھی اُن کا مال و سامان بہت زیادہ ہوگیا اور تجارت میں بہت ترقی ہوئی۔ مسجد کے دروازہ پر دکان لی اور اُس میں تجارت کے لیئے سامان رکھا اور خرید و فروخت شروع کی۔ جب بلالؓ اذان دیتے اور حضرتؐ نماز کے لیئے اپنے خانۂ اقدس سے باہر آتے تو دیکھتے کہ سعد دُنیا حاصل کرنے میں مشغول ہیں۔ وضو نہیں کیا ہے اور نماز کے لیئے تیار نہیں ہوتے ہیں جیسے کہ پہلے کیا کرتے تھے۔ حضرتؐ اُن سے فرماتے کہ اے سعد تم کو دُنیا نے نماز سے غافل کر دیا ہے۔ سعد کہتے تھے کیا کروں اپنے مال کو چھوڑ دوں کہ ضائع ہو جائے۔ اس شخص کے ہاتھ مال فروخت کیا ہے چاہتا ہوں کہ اُس سے قیمت لے لوں اور اس دُوسرے شخص کو دے دوں جس سے مال خرید کیا ہے۔ حضرتؐ کو سعد کی یہ حالت دیکھ کر بہت رنج ہوا۔ پھر ایک روز جبریلؑ نازل ہوئے اور عرض کی یا رسُولؐ اللہ خداوند کریم نے آپ کے ملال کو مشاہدہ فرمایا جو سعد کے حال سے آپ کو عارض ہوا ہے اب اُن کی کون سی حالت آپ بہتر سمجھتے ہیں وُہی اُن کی پہلی حالت یا موجودہ۔ فرمایا اے جبریلؑ اُن کی سابقہ حالت کو زیادہ پسند کرتا ہوں کیونکہ دُنیا نے ان کی آخرت برباد کر دی۔ جبریلؑ نے کہا دُنیا کی محبت اور اُس کے مال و متاع ایسے فتنہ ہیں جو آدمی کو آخرت کی یاد سے غافل کر دیتے ہیں۔ سعد سے کہیئے کہ وُہ دو درم واپس کر دیں جو آپ نے ان کو دیئے تھے۔ اگر آپ وُہ دونوں درم واپس لے لیں گے تو پھر ان کی وہی پہلی سی حالت پلٹ آئے گی۔ حضرتؐ اپنے حجرۂ مبارک سے نکلے اور سعد کی طرف تشریف لے گئے اور فرمایا اے سعد وُہ دو درم کیا مجھے واپس نہ دو گے جو میں نے تم کو پہلے دیئے تھے۔ سعد نے عرض کی ہاں ہاں دیتا ہوں اور دوسو درم اور حاضر کرتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھے اور کچھ نہیں چاہیئے۔ سعد نے وُہ دونوں درم حضرتؐ کو واپس دے دیئے۔ اور دُنیا کا رُخ سعد سے پھر گیا اور جو کچھ جمع کیا تھا سب اُن کے ہاتھ سے جاتا رہا اور وہی سابقہ حال ہو گیا جیسا کہ تھا۔

بسندِ صحیح امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص کی طرف سے گزرے دیکھا کہ چند درخت اپنے ایک باغ میں لگا رہا ہے حضرتؐ اُس کے پاس کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ میں تجھے ایسا درخت بتاؤں جس کی جڑ مضبوط ہو اُس کے پھل جلد نکلیں اور بہت بہتر اور باقی رہنے والے ہوں۔ عرض کی ہاں یا رسُولؐ اللہ۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہر صبح و شام سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہا کرو۔ جب یہ کہو گے تو حق سبحانہٗ وتعالےٰ ہر تسبیح کے عوض دس درخت بہشت میں تجھ کو عطا فرمائے گا جن میں طرح طرح کے

میوے ہوں گے۔ اور یہ تسبیحیں باقیات الصّٰلحٰت میں سے ہیں جن کا ذکر خداوند کریم نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ یہ سُنکر اُس سعادت مند شخص نے کہا یا رسُولؐ اللہ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنے اس باغ کو مسلمان فقرا کے لیئے وقف کر دیا اور وقف کا قبضہ بھی دے دیا۔ تو خداوند تعالیٰ نے یہ آیتیں ان کی شان میں نازل کیں فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى ۝ وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝ (آیت ۵ تا ۷ سورۃ لیل پ۳۰) جس نے راہِ خدا میں مال صرف کیا اور گناہوں سے پرہیز کیا اور آخرت کے ثواب کی تصدیق کی تو ہم عنقریب اُس کے لیئے راحتِ آخرت کے اسباب مہیّا کر دیں گے۔"

بسندِ موثق حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے ہمسایہ کی شکایت کی کہ مجھے آزار و تکلیف پہنچاتا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا صبر کر۔ پھر اُس نے دُوسری بار آ کر شکایت کی پھر حضرتؐ نے فرمایا صبر کر۔ جب تیسری مرتبہ اُس نے شکایت کی تو حضرتؐ نے فرمایا کہ جب نماز جمعہ کے لیئے لوگ جمع ہوں اپنے سامان و اسباب گھر سے باہر نکال کر رکھ دے تاکہ نماز کے لیئے آنے والے دیکھیں۔ جب لوگ تجھ سے پُوچھیں تو اُن سے بیان کر کہ اپنے ہمسایہ کے ظلم و ستم سے میں مکان چھوڑ رہا ہوں۔ اُس شخص نے تعمیلِ حکم کی اور سامان اپنے مکان سے نکال کر باہر رکھ دیا تو اُس کے ہمسایہ نے اُس کے پاس آ کر کہا کہ اپنے اسباب و مال گھر میں لے جا میں خدا سے عہد کرتا ہوں کہ آئندہ تجھ کو کبھی تکلیف نہ دوں گا۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب ام سلمہؓ کے حجرۂ طاہرہ میں تشریف لائے اور اچھی خوشبو محسوس فرمائی تو پوچھا کہ کیا کوئی بھینگی عورت تمہارے پاس آئی تھی اور اپنے شوہر کی شکایت کرتی تھی کہ اُس سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔ اُسی وقت وُہ عورت بھی آگئی اور کہنے لگی کہ میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں میرا شوہر میری جانب متوجہ نہیں ہوتا۔ فرمایا خوشبوئیں اور زیادہ کر شاید وُہ متوجہ ہو جائے اور تیری طرف رغبت کرے۔ اُس عورت نے کہا کوئی خوشبو میں نے چھوڑی نہیں جس کو استعمال نہ کیا ہو پھر بھی وُہ کنارہ کش رہتا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا وُہ نہیں جانتا کہ اگر تجھ سے مشغول ہوگا تو کیا ثواب اُس کو حاصل ہوں گے۔ اُس عورت نے پُوچھا کس قدر ثواب ہیں؟ فرمایا جس وقت شوہر زوجہ کی جانب متوجہ ہوتا ہے دو فرشتے اُس کو گھیر لیتے ہیں پھر اُس کے لیئے خداوند عالم اُس شخص کے ایسا ثواب عطا فرماتا ہے جو شمشیر سے راہِ خدا میں جہاد کرتا ہے اور جب مجامعت میں مشغول ہوتا ہے تو گناہ اُس سے اس طرح علیحدہ ہوتے ہیں جیسے موسم خزاں میں درخت کے پتّے جھڑتے ہیں۔ پھر جب غسل کرتا ہے تو گناہوں سے بالکل پاک ہو جاتا ہے۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ تین عورتیں آنحضرتؐ کی خدمت میں آئیں ایک نے شکایت کی کہ میرا شوہر گوشت نہیں کھاتا۔ دُوسری نے کہا میرا شوہر خوشبو استعمال نہیں کرتا۔ تیسری نے شکایت کی میرا شوہر عورتوں سے قربت نہیں کرتا۔ یہ سُنکر سرورِ کائنات خانۂ اقدس سے باہر نکلے غیظ و غضب سے ردائے مبارک زمین پر لٹک رہی تھی۔ پھر حضورؐ منبر پر تشریف لے گئے اور حمد و ثنائے الٰہی

کے بعد فرمایا کہ میرے بعض اصحاب کو کیا ہو گیا ہے کہ گوشت نہیں کھاتے، خوشبو نہیں استعمال کرتے اور اپنی عورتوں کے پاس نہیں جاتے۔ یقیناً میں گوشت بھی کھاتا ہوں خوشبو بھی لگاتا ہوں اور عورتوں کے پاس بھی جاتا ہوں۔ تو جو شخص میری سنّت اختیار نہ کرے اور ترک کر دے تو وہ میری اُمّت سے نہیں۔

بسندِ معتبر حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص نزع کے عالم میں ہوا تو لوگوں نے حضرتؐ کو خبر دی۔ حضرت اپنے اصحاب کے ساتھ اُس کے پاس تشریف لے گئے۔ وہ بے ہوش تھا۔ حضرتؐ نے اُس سے پُوچھا کیا دیکھتا ہے؟ اُس نے کہا کثرت سے سفیدی وسیاہی نظر آرہی ہے۔ پُوچھا کون تیرے نزدیک زیادہ ہے سفیدی یا سیاہی اُس نے کہا سیاہی مجھ سے زیادہ قریب ہے۔ تو حضرتؐ نے فرمایا یہ دُعا پڑھ:۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیَ الْکَثِیْرَ مِنْ مَعَاصِیْكَ وَاقْبَلْ مِنِّیَ الْیَسِیْرَ مِنْ طَاعَتِكَ۔ پھر وہ بے ہوش ہو گیا پھر حضرتؐ نے ملک الموت سے خطاب فرمایا کہ چند لمحہ ٹھہر جاؤ کہ میں اُس سے کچھ پُوچھنا چاہتا ہوں غرض وہ ہوش میں آیا۔ حضرتؐ نے اُس سے پُوچھا کہ اب کیا دیکھتا ہے اُس نے کہا زیادہ سے زیادہ سفیدی اور سیاہی دیکھ رہا ہوں۔ پُوچھا اُن میں کون تجھ سے زیادہ قریب ہے؟ عرض کی سفیدی۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے فرمایا کہ لوگو تمہارے بیمار کو خدا نے بخشدیا۔ لہٰذا حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ جب تم کسی ایسے شخص کے پاس پہنچو جس کو موت آرہی ہو تو اُس کو یہی دُعا پڑھاؤ۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسُولؐ خدا صبح کی نماز مسجد میں بجا لاتے پھر ایک جوان کی طرف دیکھا جس کو حارثہ بن مالک کہتے تھے کہ اُس کا سر نہ سونے کی وجہ سے نیچے گرا جاتا ہے، اُس کا چہرہ زرد ہو رہا ہے اور جسم بہت کمزور ہے اور آنکھیں سَر میں گھُسی ہوئی ہیں حضرتؐ نے اُس سے پُوچھا اے حارثہ تیرا یہ کیا حال ہے؟ عرض کی یا رسُولؐ اللہ میں نے صبح کی یقین کے ساتھ۔ حضرتؐ نے فرمایا لوگ کسی چیز کا دعوٰے کرتے ہیں تو اس کی کچھ حقیقت، علامت اور گواہی ہوتی ہے۔ تو تیرے یقین کی کیا حقیقت ہے۔ اُس نے کہا میرے یقین کی حقیقت یہ ہے کہ مجھ کو ہمیشہ محزون و مغموم رکھتی ہے، راتوں کو بیدار رکھتی، گرم دنوں میں روزہ رکھواتی ہے اور میرے دل کو دُنیا سے پھیر دیا ہے اور جو کچھ دُنیا میں ہے اُن سے میرے دل کو متنفّر کر دیا ہے۔ اور میرا یقین اس درجہ پر پہنچا ہوا ہے گویا میں عرشِ خدا کو دیکھ رہا ہوں جو حساب کے لیئے محشر میں نصب کیا گیا ہے اور تمام خلق محشور ہو رہی ہے اور گویا میں اُن کے درمیان کھڑا ہوں اور گویا میں اہل بہشت کو دیکھ رہا ہوں جو بہشت میں نعمتوں سے لذّت حاصل کر رہے ہیں اور کرُسیوں پر بیٹھے ہوئے ایک دُوسرے سے مشغولِ گفتگو ہیں اور تکیہ لگائے ہوئے ہیں۔ اور گویا میں اہلِ جہنّم کو دیکھ رہا ہوں جو دوزخ میں معذب ہو رہے ہیں اور فریاد کر رہے ہیں گویا جہنّم کے ڈکارنے کی آواز میرے کانوں میں پہنچ رہی ہے۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے فرمایا یہ بندہ ہے ایسا جس کے دل کو خدا نے نُورِ ایمان سے منوّر فرما دیا ہے پھر اُس سے فرمایا

کہ اسی حال پر قائم رہ۔ اُس نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ دُعا فرمایئے کہ خدا مجھے شہادت نصیب کرے۔ حضرتؐ نے دُعا کی۔ پھر چند دنوں کے بعد حضرتؐ نے اُس کو حضرت جعفرؑ کے ساتھ جہاد کے لیئے بھیجا اور وہ نو اشخاص کے بعد شہید ہوا۔

بسند معتبر و صحیح حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ براء بن معرور انصاری مدینہ میں تھے اور جناب سرورِ کائنات مکّہ میں تھے ابھی حضرتؐ نے ہجرت نہیں کی تھی۔ براء بن معرور ایمان لاچکے تھے۔ جب اُن کا انتقال ہوا اُس وقت تک حضرتؐ مسلمانوں کے ساتھ بیت المقدس کی جانب رُخ کر کے نماز ادا کرتے تھے۔ براء نے وصیت کی کہ مجھ کو دفن کرنا تو میرا رُخ حضرتؐ کی جانب قبلہ کے رُخ پھیر دینا اُس وقت سے یہی نسبت جاری ہوئی۔ پھر وصیت کی کہ میرے مال کا تیسرا حصّہ امُورِ خیر میں صرف کرنا لہٰذا قرآن میں اسی طور پر حکم نازل ہوا اور اسی صورت پر سُنّت جاری ہوئی۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی گئی ہے کہ اصحاب رسُولِ خدا میں سے ایک شخص کا حال بہت خراب وخستہ ہوا اور پریشانیوں نے اُس کو گھیر رکھا تھا۔ تو اُس کی زوجہ نے کہا کاش تم حضرت رسُولؐ اللہ کی خدمت میں جاکر آپؐ سے کچھ طلب کرتے۔ تو وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرتؐ نے اُس کو دیکھتے ہی قبل اس کے کہ وہ کچھ عرض کرے فرمایا کہ جو شخص مجھ سے سوال کرے گا میں عطا کروں گا اور جو شخص بے نیازی کرے گا اور سوال نہ کرے گا خدا اُس کو بے نیاز کر دے گا۔ یہ سُنکر اُس شخص نے اپنے دل میں کہا کہ حضرتؐ کا مقصود میرے علاوہ کوئی نہیں ہے لہٰذا بغیر کچھ کہے ہوئے واپس چلا گیا، اور جو کچھ حضرتؐ سے سُنا تھا اپنی زوجہ سے بیان کیا۔ اُس کی زوجہ نے کہا کہ آنحضرتؐ بشیر (خوشخبری دینے والے) ہیں غیب کا حال نہیں جانتے۔ پھر جاؤ اور اُن سے اپنا حال بیان کرو۔ وہ شخص دوبارہ حاضر ہوا پھر حضرتؐ کی نگاہ اُس پر پڑی، وُہی کلمات ارشاد فرمائے جو پہلے فرمایا تھا یہانتک کہ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا اور ہر مرتبہ حضرتؐ نے ایسا ہی فرمایا۔ آخر وہ شخص واپس گیا اور کسی سے عاریتہً ایک کلہاڑی لی اور پہاڑ پر گیا اور کچھ لکڑیاں کاٹیں۔ ان کو بازار لے گیا اور ڈیڑھ مُدعہ آرد کے عوض فروخت کیا اور گھر لاکر اپنے بچوں کے ساتھ کھایا۔ دُوسرے روز اُس سے زیادہ لکڑیاں کاٹ کر لایا اور فروخت کیا اسی طرح محنت کرتا رہا اور کچھ جمع کرتا گیا یہانتک کہ ایک کلہاڑی خریدلی۔ پھر یونہی محنت کرتا رہا یہانتک دو اُونٹ اور ایک غلام خرید کیا۔ پھر اور دُوسرے کام کرنے لگا اور بہت مال و دولت کا مالک ہو گیا پھر ایک مرتبہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور اوّل سے آخر تک اپنی حالت بیان کی۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے تجھ سے کہا تھا کہ جو شخص مجھ سے سوال کرے گا میں اُس کو عطا کروں گا اور جو بے نیازی کریگا تو خدا اُسکو بے نیاز کر دے گا۔

بسندِ حسن حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ انصار کا ایک گروہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سب نے سلام کیا آنحضرتؐ نے سلام کا جواب دیا۔ انہوں نے کہا

عہ ایک مُدّ ۵۸ ½ تولہ کا ہوتا ہے۔ ۱۲

یا رسُولؐ اللہ آپ سے ہماری ایک حاجت ہے۔ فرمایا بیان کرو۔ عرض کی بہت بڑی حاجت ہے۔ فرمایا بیان کرو۔ اُن لوگوں نے کہا ہماری حاجت یہ ہے کہ اپنے پروردگار سے ہمارے لیئے بہشت کے ضامن ہو جایئے۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے سَر جُھکا لیا اور غور و فکر کی حالت میں زمین پر لکیریں کھینچنے لگے۔ پھر سَر اُٹھا کر فرمایا جو تم چاہتے ہو میَں اُس کا وعدہ کرتا ہوں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ کسی سے کچھ سوال نہ کرو۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا کہ کبھی ایسا ہوتا کہ ان میں سے اگر کوئی شخص سفر میں ہوتا اور اُس کے ہاتھ سے تازیانہ گر جاتا تو اُس کو گوارا نہ ہوتا کہ کسی سے اُٹھانے کو کہے اس لیئے کہ نہیں چاہتا تھا کہ کسی سے کچھ سوال کرے بلکہ اپنے گھوڑے سے نیچے اُتر کر تازیانہ اُٹھاتا تھا۔ اور کبھی ایسا ہوتا کہ ان میں سے کوئی دسترخوان پر بیٹھا ہوا کھانا کھا رہا ہوتا اور دُوسرے شخص کے پاس اُسی دسترخوان پر پانی ہوتا تو یہ شخص اُس سے نہ کہتا کہ پانی دے دو بلکہ خود اُٹھ کر پانی پی لیتا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسُولِؐ خدا نے اسامہ کو ایک ریشمی لباس دیا اُسامہ اُس کو پہن کر باہر نکلے۔ حضرتؐ نے دیکھا تو فرمایا اُتار دو اس کپڑے کو بیشک ایسا لباس وُہ پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حِصّہ نہیں ہوتا۔ اِسے اپنی بیویوں کو دے دو۔

دُوسری سند سے اُنہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی سلمہ کے قبیلہ سے فرمایا کہ تمہارا رئیس اور سردار کون ہے اُنہوں نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ ہمارا سردار ایک بخیل شخص ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ بخل سے بدتر کوئی بیماری نہیں۔ تمہارا سردار وُہ گورا چٹا آدمی ہے جس کو براء بن معرور کہتے ہیں۔

دُوسری معتبر سند سے اُنہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی۔ جب آنحضرتؐ اُس کے مکان پر پہنچے دیکھا کہ ایک مُرغی دیوار کے اُوپر بیٹھی ہوئی ہے اُس نے وہیں انڈا دیا جو نیچے گرا اور ایک کھونٹی پر جو دیوار میں لگی ہوئی تھی آکر رُک گیا اور نہ ٹوٹا نہ زمین پر گرا۔ حضرتؐ کو یہ دیکھ کر تعجب ہوا۔ اُس شخص نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ کیا آپ اس انڈے پر تعجب کرتے ہیں اُسی خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کبھی میرا کچھ نقصان نہیں ہوا جب آنحضرتؐ نے یہ سُنا اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُس کے یہاں کھانا تناول نہ فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ جس کو کچھ نقصان نہیں پہنچتا خدا اُس کو دوست نہیں رکھتا۔

دوسری معتبر سند کے ساتھ اُنہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ ایک مالدار آنحضرتؐ کی خدمت میں نہایت نفیس کپڑے پہنے ہوئے آیا اور آپ کی مجلس میں بیٹھ گیا۔ پھر ایک پریشان حال نہایت میلے کپڑے پہنے ہوئے آیا اور اُس کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ اُس مالدار نے اپنا لباس اُس کے زانو کے نیچے سے کھینچ لیا۔ حضرتؐ نے اُس پر عتاب فرمایا اور فرمایا کیا تو یہ ڈر گیا کہ اس کی پریشان حالی کچھ تجھ کو لگ جائے گی اُس نے کہا نہیں۔ تو حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا اس کا خوف ہوا کہ تیری امیری اس کے پاس چلی جائے گی۔ اُس نے کہا نہیں۔ تو حضرتؐ نے فرمایا کہ تو ڈرا کہ تیرا لباس میلا ہو جائے گا اُس نے کہا یہ بھی نہیں تو حضرتؐ نے پوچھا کہ

پھر تُو نے ایسا کیوں کیا۔ اُس نے کہا یا رسُولؐ اللہ میرا ایک ساتھی ہے (یعنی شیطان لعین) جو ہر بُری بات کو میری نگاہوں میں اچھی دکھاتا ہے اور ہر نیک اور اچھی بات کو بُرا سمجھاتا ہے۔ لہٰذا میں اس اہانت کے بدلے جو اُس کی شان میں مجھ سے سرزد ہوئی اپنا نصف مال اُس کو دیتا ہوں۔ آنحضرتؐ نے اُس مردِ پریشان حال سے پُوچھا کہ تُو نے قبول کیا؟ اُس نے کہا نہیں۔ تو اُس شخص نے پُوچھا کیوں؟ اُس نے کہا میَں ڈرتا ہوں کہ کہیں وہی نخوت و غرور مجھ میں نہ اثر کر جائے جو تجھ میں سرایت کیئے ہوئے ہے۔

بسند موثق حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ گھر میں بیٹھے ہوئے تھے اور عائشہ حضرتؐ کے پاس تھیں کہ ایک شخص نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ حضرتؐ نے آواز سُنکر فرمایا یہ شخص اپنی قوم کے لیئے بُرا ہے۔ عائشہ تو اُٹھ کر دُوسرے حجرے میں چلی گئیں تو حضرتؐ نے اُس کو بُلا لیا اور نہایت خوشخوئی اور خندہ پیشانی سے اُس سے ملے اور گفتگو کی اور فارغ ہوئے تو اُس کو رُخصت فرمایا۔ پھر عائشہ حضرتؐ کے پاس آئیں اور بولیں یا رسُولؐ اللہ آپ نے پہلے تو اس کو بد آدمی فرمایا۔ جب وُہ سامنے آیا تو بڑی خوشی اور بشاشت کا اظہار فرمایا اور بڑی محبت سے باتیں کیں۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا کے بندوں میں بدترین شخص وُہ ہے کہ لوگ اُس کی بدزبانی کے سبب اُس کی ہمنشینی سے پرہیز کریں۔

دُوسری سند سے اُنہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ ایک شخص خدمتِ رسُولؐ اکرم میں حاضر ہوا اور کہا میں ہوں فلاں کا بیٹا۔ وُہ فلاں کا بیٹا تھا، وُہ فلاں کا بیٹا تھا۔ اسی طرح اپنے آباؤ اجداد میں نو کافروں کا نام لیا اور فخر کیا۔ تو حضرتؐ نے فرمایا تو جہنم میں اُن میں سے دسواں ہوگا۔

بسندِ موثق حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ ایک روز جھینگی زینب عطر فروش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں کے پاس آئی پھر حضرتؐ بھی آ گئے اور اُس سے فرمایا کہ جب تم ہمارے یہاں آتی ہو ہمارے مکانات خوشبُو سے معطّر ہو جاتے ہیں۔ زینب نے کہا یا رسُولؐ اللہ آپ کے مکانات بہ نسبت میرے عطروں کے آپ ہی کی خوشبُو سے زیادہ معطّر ہیں۔ پھر حضرتؐ نے اُس سے فرمایا اے زینب جب کچھ تُو فروخت کرے تو خریدنے والوں کے ساتھ نیکی کر اور اُن کو فریب مت دینا۔ بیشک خدا کی خوشنودی کے لیئے یہ زیادہ پرہیزگاری کی بات ہے اور اس طرح مال کو زیادہ باقی رکھتا اور برکت دیتا ہے۔

بسند ہائے موثق و معتبر جناب امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ سمرہ بن جندب کا ایک درخت خرما انصار میں سے ایک شخص کے گھر میں تھا۔ سمرہ جب آتے تو اسی انصاری کے گھر میں سے ہو کر اپنے درخت کے نیچے جاتے تھے بغیر اس کے کہ اس کو اطلاع دیں اور اجازت لیں۔ آخر اُس مرد انصاری نے کہا کہ جب تم درخت کیلیئے آنا چاہو تو مجھ کو اطلاع دے دیا کرو۔ لیکن سمرہ نے نہ مانا تو انصاری آنحضرتؐ کی خدمت میں گیا اور سمرہ کی شکایت کی۔ حضرتؐ نے سمرہ کے پاس انصاری کی شکایت کہلا بھیجی اور فرمایا کہ جب درخت کے لیئے داخل ہونا چاہو انصاری سے اجازت لے لیا کرو۔ سمرہ نے حضرتؐ کی بھی یہ بات نہیں مانی اور انکار کر دیا۔ حضرتؐ نے فرمایا وُہ درخت میرے ہاتھ بیچ دو۔ اُس نے اس سے بھی انکار کیا۔ پھر حضرتؐ نے قیمت میں اور اضافہ فرمایا۔ اُس نے منظور نہ کیا یہاں تک کہ قیمت حضرتؐ نے بہت بڑھا دی لیکن وُہ راضی نہ ہوا۔ آخر حضرتؐ نے اُس سے کہا کہ وُہ درخت تم مجھے

دے دو۔ میں تمہارے لیئے بہشت میں ایسے ایک درخت کا ضامن ہوتا ہوں جس کا میوہ ہر وقت آسانی کے ساتھ تم حاصل کر سکتے ہو۔ پھر بھی وُہ بدبخت راضی نہ ہوا تو آنحضرتؐ نے اُس انصاری سے فرمایا، جا اُس کا درخت اُکھاڑ کر اُس کے پاس ڈال دے کہ اس سے اسلام نہیں روکتا۔

بسندِ حسن حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض کی نماز میت میں پانچ تکبیریں اور بعض کی نماز میں چار تکبیریں فرمایا کرتے تھے۔ اور جب چار تکبیریں کہتے تو لوگ سمجھ جاتے کہ وُہ میت منافق کی تھی۔

بسندِ حسن حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی گئی ہے کہ آنحضرتؐ نے دُعا کی کہ خداوندا مجھے ثمامہ بن آثال پر قابو دے جو مشرکین کا ایک سرغنہ تھا۔ خدا نے حضرتؐ کی دُعا قبول فرمائی اور حضرتؐ کے لشکر کا ایک گروہ اُس کے سر پر پہنچا اور اُس کو گرفتار کر لیا اور حضرتؐ کی خدمت میں لائے۔ جب آنحضرتؐ نے اُس کو دیکھا اُس سے فرمایا کہ میں نے تین باتوں میں تجھے اختیار دیا ان میں سے ایک جو تُو پسند کرے گا، اُسی پر عمل کروں گا۔ پہلے یہ کہ تجھ کو قتل کر دوں۔ اُس نے کہا اگر آپ ایسا کریں گے تو ایک عظیم شخص کو قتل کریں گے۔ تو فرمایا کہ تیرا فدیہ لے کر تجھ کو چھوڑ دوں۔ تو اُس نے کہا میری قیمت آپ کو بہت ملے گی یعنی زیادہ سے زیادہ فدیہ میرے عوض میری قوم کے لوگ دے دیں گے۔ تیسرے یہ کہ حضرتؐ نے فرمایا میں تجھ پر احسان کروں اور بغیر فدیہ کے چھوڑ دوں۔ اُس نے کہا اگر آپ ایسا کریں گے تو مجھے شکر گزار پائیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں نے تجھ پر احسان کیا اور بغیر فدیہ کے چھوڑ دیا۔ ثمامہ نے اُسی وقت کلمۂ شہادت پڑھا اور مسلمان ہوگیا۔ اور کہا کہ پہلے ہی جبکہ میں نے آپ کو دیکھا تو سمجھ گیا تھا کہ آپ خدا کے رسُولؐ ہیں۔ لیکن میں نے نہیں چاہا کہ جب تک آپ کی قید میں ہوں مسلمان ہونے کا اقرار کروں۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص بڑا بدصورت اور کریہہ منظر تھا اس سبب سے اس کو ذوالنمرہ کہتے تھے۔ ایک روز وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا یا رسُولؐ اللہ مجھے اُن باتوں سے آگاہ فرمایئے جو خدا نے مجھ پر واجب قرار دیا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے تجھ پر روزانہ رات دن میں سترہ۱۷ رکعت نماز اور ماہِ مبارک رمضان میں روزہ واجب فرمایا ہے۔ اور جب تجھ کو اتنی مقدرت ہو جاتے تو حج واجب قرار دیا ہے اور زکوٰۃ واجب کی ہے، اور حضرتؐ نے اس کی مقدار اور شرطوں کی تشریح کی۔ یہ سُنکر ذوالنمرہ نے کہا کہ اُسی خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ جو کچھ خدا نے واجب قرار دیا ہے اُس سے زیادہ نہ کروں گا حضرتؐ نے فرمایا کہ کیوں اُس سے زیادہ عمل نہ کرے گا عرض کی اس لیئے کہ مجھ کو ایسا بدصورت پیدا کیا ہے اُسی وقت جبریلؑ نازل ہوئے اور عرض کی آپ کا پروردگار فرماتا ہے کہ میرا اسلام ذوالنمرہ سے کہہ دیجئے اور فرما دیجئے کہ کیا تو راضی نہیں ہے اس پر کہ خدا تجھ کو بروزِ قیامت جناب جبریلؑ کے ایسا حسن و جمال عطا فرمائے۔ ذوالنمرہ نے جب یہ سُنا تو کہا اب اے میرے پالنے والے میں راضی ہوں اور تیرے عزت و جلال کی قسم کھاتا ہوں کہ اس قدر زیادہ تیری بندگی اور عبادت کروں گا کہ تُو خوش ہو جائے گا۔

بسندِ معتبر اُنہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں لوگوں کا یہ کہنا پسند نہ کرتا کہ محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس جماعت کی مدد سے دشمنوں پر فتح پائی پھر اُسی کو قتل کر ڈالا تو یقیناً میں اپنے اصحاب میں سے بہتوں کی گردن مار دیتا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ وُہ منافق ہیں۔

کتاب اختصاص وغیرہ میں بسند ہائے معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اعرابی سے ایک گھوڑا خرید فرمایا وُہ حضورؐ کو پسند تھا لیکن منافق صحابہ کے ایک گروہ کو آنحضرتؐ پر حسد ہوا یہ کہ بہت ارزاں قیمت میں وُہ گھوڑا خرید لیا تو اُس اعرابی سے کہا کہ اگر یہ گھوڑا بازار میں تُو فروخت کرتا تو اس سے زیادہ قیمت ملتی۔ لہٰذا اعرابی کے دل میں لالچ پیدا ہوئی اور کہا کہ جاتا ہوں اور اُن سے کہتا ہوں کہ گھوڑا مجھے واپس دے دیں۔ تو منافقوں نے کہا نہیں ایسا نہ کرنا کیونکہ وُہ مردِ صالح ہیں جب وُہ گھوڑے کی قیمت لاکر تجھ کو دیں تو اُن سے کہہ کہ میں نے اتنی قیمت پر آپ کو نہیں دیا تھا۔ جب تو اس طرح کہے گا تو وُہ تجھ کو تیرا گھوڑا واپس دے دیں گے۔ جب آنحضرتؐ نے قیمت لاکر دی اعرابی نے اُن منافقوں کے بہکانے سے انکار کیا اور کہا میں نے اتنے دام پر نہیں فروخت کیا تھا حضرتؐ نے فرمایا اُسی خدا کی قسم جس نے مجھ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے تُو نے اتنے ہی دام پر فروخت کیا یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ خزیمہؓ بن ثابت آگئے اور اعرابی سے یہ تمام ماجرا سُنا اور اُن کی دعوے کی حقیقت پر مطلع ہوئے تو کہا اے اعرابی میں گواہی دیتا ہوں تُو نے گھوڑے کو اتنے ہی دام پر فروخت کیا تھا جس قدر حضرتؐ فرماتے ہیں۔ اعرابی نے کہا جس وقت میں نے گھوڑے کو بیچا تھا کوئی موجود نہ تھا تم کس طرح گواہی دیتے ہو تو جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا کہ ہاں اے خزیمہؓ تم نے کیسے گواہی دے دی۔ خزیمہ نے کہا میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں آپ خدا کی طرف سے خبر دیتے ہیں آسمانوں کی خبریں بیان فرماتے ہیں اور ہم سب کی تصدیق کرتے ہیں تو پھر ایک گھوڑے کی قیمت کے بارے میں تصدیق نہ کریں۔ اُس وقت جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکمِ خدا سے فرمایا کہ خزیمہؓ کی گواہی دو۲ شخصوں کے برابر سمجھا کرو۔ اسی سبب سے ذوالشہادتین اُن کا لقب ہوا۔

شیخ طوسی نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کی خدمت میں کچھ لوگ آئے اور کہا یا رسُولؐ اللہ آپ ہمارے لیئے اپنے پروردگار سے بہشت کے ضامن ہو جائیں۔ تو حضرتؐ نے فرمایا کہ سجدہ میں طول دینے کے ساتھ میری مدد کرو۔ انہوں نے کہا یا رسُولؐ اللہ ایسا ہی ہوگا۔ تو حضرتؐ نے اُن سے بہشت کی ضمانت فرمائی۔

ابن بابویہ نے بسندِ معتبر حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ قبیلہ بنی بیاضہ کے ایک شخص نے حضرتؐ کی فصد کھولی جب فارغ ہوا تو حضرتؐ نے پُوچھا خون کہاں ہے۔ اُس نے کہا میں پی گیا۔ حضرتؐ نے فرمایا تجھ کو یہ فعل مناسب نہ تھا۔ لیکن چونکہ تو نے نادانی سے ایسا کیا ہے لہٰذا خدا نے تیرے در آتشِ جہنم

کے درمیان پردہ مقرر کر دیا۔

کلینی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص زیت فروش تھا جو حضرتؐ کو بہت دوست رکھتا تھا اور اُس کا یہ معمول تھا کہ ہر روز جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نہ کرلیتا کوئی کام نہ کرتا۔ حضرتؐ اُس کی اس عادت سے واقف ہوگئے تھے۔ توجب وُہ آتا آنحضرتؐ لوگوں کے درمیان سے بلند ہوجاتے اور گردن اُونچی کرلیتے تاکہ وُہ زیارت سے مشرف ہوجاتے۔ ایک روز حسب معمول وُہ آیا اور اسی طرح حضرتؐ کی زیارت کرکے اپنے کاموں میں مشغول ہوگیا پھر فوراً ہی واپس آیا جب حضرتؐ نے اُس کو جلد واپس آتے ہوئے دیکھا تو اشارہ فرمایا بیٹھ جا۔ پھر حضرتؐ نے اس سے فرمایا ہر روز تو مجھ کو دیکھ کر چلا جاتا اور اپنے کاموں میں مشغول ہوجایا کرتا تھا آج تیرے واپس آنے کا کیا سبب ہے۔ اُس نے کہا اُسی خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے آج آپ کی محبت اور آپ کی یاد نے مجھے اس حد تک محو کیا کہ میں کوئی کام نہ کرسکا اور جلد واپس آگیا تاکہ دوبارہ حضورؐ کے جمال مبارک کی زیارت سے مشرف ہوں۔ تو آنحضرتؐ نے اُس کے لیئے دُعائے نیک فرمائی اور اُس کی تعریف کی پھر اُس کے بعد چند روز وُہ نہ آیا تو حضرتؐ نے اُس کا حال پُوچھا صحابہ نے کہا ہم نے بھی چند دنوں سے اُس کو نہیں دیکھا تو حضرتؐ نے نعلین پائے اقدس میں پہنی اور اصحاب کے ساتھ زیت فروشوں کے بازار میں تشریف لے گئے لیکن اُس کی دُکان بند دیکھی تو لوگوں سے دریافت کیا اُس کے ہمسایوں نے بتایا کہ یا رسُولؐ اللہ وُہ رحمتِ الٰہی سے واصل ہوگیا وُہ ہمارے نزدیک امین اور راستگو تھا۔ مگر ایک عادت اُس کی مناسب نہ تھی۔ پُوچھا وُہ کیا کہا وُہ عورتوں کے پیچھے دوڑتا اور اُن سے عشق بازی کیا کرتا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا کی قسم وُہ مجھ کو اس قدر دوست رکھتا تھا کہ اگر وُہ بردہ[1] فروش بھی ہوتا تب بھی خدا اُس کو بخش دیتا۔

کتاب تمحیص میں حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ کسی غزوہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس آرہے تھے کہ اثنائے راہ میں ایک گروہ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرتؐ نے اُن سے پُوچھا تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا یا رسُولؐ اللہ ہم لوگ مومن ہیں۔ حضورؐ نے پُوچھا کہ تمہارا ایمان کس درجہ پر پہنچا ہوا ہے۔ ان لوگوں نے کہا ہم بلاؤں پر صبر کرتے ہیں اور جب خدا نعمتیں عطا فرماتا ہے تو اس کا شکر کرتے ہیں اور اُس کے قضا و مشیئت پر راضی ہیں۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ لوگ بُردبار ہیں صاحبانِ عقل ہیں نزدیک ہے دانائی کے سبب پیغمبروں کے مرتبہ پر پہنچیں۔ پھر ان سے خطاب فرمایا کہ جیسا بیان کرتے ہو اگر تم ویسے ہی ہو تو مکانات نہ بناؤ کیونکہ تم اُس میں ہمیشہ نہ رہو گے اور وُہ چیز مت جمع کرو جس کو نہ کھاؤ گے اور خدا کے عذاب سے بچو کیونکہ تم سب کی بازگشت اُسی کی طرف ہے۔

کلینی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک عورت ننگی آئی اور حضرتؐ کے سامنے کھڑی ہوگئی اور کہا یا رسُولؐ اللہ میں نے زنا کی ہے مجھے پاک

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ ایسا بردہ فروش جو آزادوں کو فروخت کرتے ہیں۔ ۱۲

کر دیجیئے یعنی مجھ پر خدا کی مقررہ حد جاری فرمایئے۔ ناگاہ ایک شخص اُس کے پیچھے سے آیا اور کپڑے اُس پر ڈال دیئے۔ حضرتؐ نے پُوچھا یہ عورت تیری کون ہے؟ اُس نے کہا میری زوجہ ہے میں اپنی کنیز کے ساتھ خلوت میں تھا اس نے غیرت میں سرشار ہوکر ایسا کر ڈالا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کو اپنے گھر لے جا۔ پھر فرمایا کہ جب عورت پر غیرت غالب ہوتی ہے تو اس کی آنکھیں چھت کے پرنالے اور مکان کے نیچے کی نالی میں فرق نہیں کرتیں۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ زمانۂ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک شخص نے سفر کیا اور اپنی زوجہ کو تاکید کر دی کہ جب تک میں واپس نہ آؤں تو گھر سے باہر نہ جانا۔ اتفاق سے اُس عورت کا باپ بیمار ہوا۔ اُس عورت نے جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ میرا شوہر سفر میں گیا ہے اور مجھ کو یہ تاکید کر دی ہے کہ جب تک وُہ واپس نہ آئے میں گھر سے باہر نہ نکلوں لیکن میرے والد بیمار ہوگئے ہیں کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں اپنے پدر کی عیادت کے لیئے جاؤں حضرتؐ نے فرمایا اپنے گھر میں بیٹھے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے۔ پھر اُس کے باپ کی بیماری شدید ہوئی اُس نے دوبارہ آنحضرتؐ کی خدمت میں کسی کو بھیج کر اجازت طلب کی۔ آپؐ نے پھر وہی جواب دیا یہاں تک کہ اُس کے باپ کا انتقال ہوگیا تو اُس نے حضرتؐ سے اجازت چاہی کہ باپ کے جنازہ کی نماز میں شریک ہو حضرتؐ نے پھر وُہی فرمایا کہ گھر میں بیٹھے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے۔ آخر اُس کا باپ دفن کر دیا گیا تو حضرتؐ نے اُس عورت کے پاس کہلا بھیجا کہ خدا نے شوہر کی اطاعت کے سبب تجھ کو اور تیرے باپ کو بخش دیا۔

بسند صحیح حضرت امام محمّد باقرؑ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ ایک مرتبہ عید قربان کے دن شتر برہنہ پر سوار مدینہ کے باہر عورتوں کی ایک جماعت کی طرف سے گزرے اور کھڑے ہوکر فرمایا اے عورتو صدقہ دو اور اپنے شوہروں کی اطاعت کرو کیونکہ تم میں سے زیادہ تر جہنّم میں جاؤ گی۔ یہ سُنکر وُہ عورتیں رونے لگیں اُن میں سے ایک عورت کھڑی ہوئی اور اُس نے عرض کیا یا رسُولؐ اللہ کیا ہم کافروں کے ساتھ جہنم میں ہوں گے حالانکہ خدا کی قسم ہم کافر نہیں ہیں۔ تو حضرتؐ نے فرمایا تم اپنے شوہروں کے حق کی کافر ہو۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسُولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کے لیئے خطبہ پڑھا اور فرمایا اے عورتوں کی جماعت صدقہ دو خواہ وُہ تمہارے زیورات ہی ہوں یا ایک خرما ہو یا نصف خرما ہو۔ یقیناً تم میں سے زیادہ تر عورتیں جہنم کا ایندھن ہیں کیونکہ تم گالیاں بہت دیتی ہو اور اپنے عزیزوں کی کفرانِ نعمت کرتی ہو۔ یہ سُنکر بنی سلیم کی ایک عقلمند عورت نے کہا یا رسُولؐ اللہ کیا ہم لڑکوں کی مائیں نہیں ہیں جو اُن کی پرورش میں سختیاں جھیلتی ہیں ان کو دُودھ پلاتی ہیں۔ کیا ہم میں سے صبر کرنے والی لڑکیاں نہیں ہیں جو مکانوں کے اندر صبر کرتی ہیں اور مہربان بہنیں ہوتی ہیں۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ نے اُس پر شفقت فرمائی اور فرمایا کہ تم بیشک حمل کا بار اُٹھانے والی عورتیں، لڑکوں کی مائیں اور اُن کو دُودھ پلانے والی اور لڑکوں اور عزیزوں پر مہربان ہو۔ اگر تم اپنے شوہروں سے بدسلوکی نہ کرتیں تو تم میں سے نماز پڑھنے والی کوئی عورت جہنم میں نہ جاتی۔

بسندِ معتبر ثبات بن سالم سے منقول ہے کہ وُہ حضرت صادقؑ کی خدمت میں آئے۔ حضرتؑ نے اُن سے عمر بن مسلم کا حال دریافت کیا۔ اُنہوں نے کہا وُہ بخیریت ہیں مگر تجارت ترک کر دی ہے۔ حضرتؑ نے تین مرتبہ فرمایا کہ یہ شیطانی کام ہے۔ شاید لوگ نہیں جانتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجارت کی ہے اور اُس قافلہ سے جو شام سے آیا تھا مال خرید فرمایا اور اُس سے اس قدر نفع حاصل کیا جس سے اپنا قرض ادا کیا اور اپنے عزیزوں کی مدد فرمائی۔ خدا فرماتا ہے وُہ لوگ جن کو تجارت اور خرید و فروخت خدا کی یاد اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی (کامیاب و رستگار ہیں) اور علمائے اہلِ سُنّت جو قصّہ خواں ہیں کہتے ہیں کہ اصحابِ پیغمبرؐ تجارت نہیں کرتے تھے وُہ غلط کہتے ہیں۔ وُہ تجارت کرتے تھے مگر نماز کو اُس کی فضیلت کے وقت ادا کرتے تھے۔ ایسا شخص افضل ہے اُس سے جو نماز کا پابند تو ہے مگر تجارت نہیں کرتا۔

حدیثِ معتبر میں منقول ہے کہ جب عورتیں ہجرت کر کے حضرتؐ کی خدمت میں آئیں تو اُن میں ایک عورت اُمِ حبیب تھی جو عورتوں کا ختنہ کرتی تھی۔ حضرتؐ نے اُس سے پُوچھا کہ اے اُمِ حبیب تو اپنا کام اب بھی کرتی ہے اُس نے کہا ہاں یا رسُولؐ اللہ اگر آپؐ منع فرمائیں تو ترک کر دوں۔ حضرتؐ نے فرمایا نہیں بلکہ حلال ہے۔ آ میں تجھے سکھاؤں کہ کیا کرنا چاہیئے۔ جب تُو عورتوں کا ختنہ کرے تو تہ میں سے زیادہ مت کاٹ اگر بلکہ تھوڑا سا قطع کر جس سے چہرہ نُورانی ہوتا ہے، رنگ صاف ہو جاتا ہے اور وُہ عورت اپنے شوہر کے نزدیک عزیز ہوتی ہے پھر اُمِ عطیہ اُس کی بہن آئی جو عورتوں کی مشاطگی کرتی تھی۔ آپؐ نے اُس سے فرمایا کہ جب تُو عورتوں کو آراستہ کرے تو اُن کے چہرے کو چمکانے کے لیئے اُن پر کپڑے سے رگڑنا اچھا نہیں ہے۔ اُن کے ابروؤں کو چھوڑ دے اور اُن کے بالوں کو ایک دُوسرے سے مت ملا۔

کتاب سلیم بن قیس ہلالی میں جو میری[عہ] نظر سے گزری ہے سلمانؓ و ابو ذرؓ اور مقدادؓ سے روایت ہے کہ منافقوں کا ایک گروہ جمع ہوا اور وُہ آپس میں کہتے تھے کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم کو بہشت اور جو کچھ خدا نے اُس میں اپنے دوستوں کے لیئے نعمتیں جمع کی ہیں اُن سے آگاہ کرتے ہیں اور جہنم اور اُس میں جو عذاب اور تکلیفیں اپنے دشمنوں اور نافرمانوں کے لیئے مہیا کی ہیں اُن سب کی خبر دیتے ہیں۔ اگر سچے ہیں تو ہم کو بہشت و دوزخ میں ہماری اور ہمارے باپ دادا اور ماؤں اور نانی دادیوں کی جگہ بتا دیں تاکہ ہم دُنیا و آخرت میں اپنے درجہ اور منزلت کا حال جان لیں۔ یہ خبر آنحضرتؐ کو ملی تو آپؐ نے بلالؓ کو حکم دیا کہ ندا کریں کہ وُہ مسجد میں جمع ہوں۔ غرض لوگ جمع ہونا شروع ہوئے یہانتک کہ مسجد بھر گئی اور اُس میں گنجائش باقی نہ رہی۔ پھر حضرتؐ غضبناک باہر تشریف لائے اپنے ہاتھوں اور پیروں کو کپڑے سے لپیٹے ہوئے تھے منبر پر تشریف لے گئے اور حمد و ثنائے الٰہی کے بعد فرمایا کہ اے گروہِ مردمان! میں بھی تمہاری طرح بشر ہوں خدا مجھ پر وحی نازل فرماتا ہے اور اُس نے اپنی رسالت سے مخصوص کیا ہے اور پیغمبری کے واسطے مجھے برگزیدہ فرمایا ہے اور

عہ یعنی مؤلف کی نظر سے۔ ۱۲

مجھ کو تمام اولادِ آدمؑ پر فضیلت بخشی ہے اور مجھے جس قدر چاہا غیب کی باتوں سے آگاہ کیا ہے لہٰذا جو کچھ چاہو پُوچھو اُسی خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جو شخص بہشت و دوزخ میں اپنی یا اپنے باپ داداؤں کی جگہ معلوم کرنا چاہے میں اُس کو ضرور بتاؤں گا۔ یہ جبریلؑ میرے داہنی طرف کھڑے ہیں اور خدا کی جانب سے مجھے خبر دے رہے ہیں۔ لہٰذا جو کچھ چاہو پُوچھو۔ یہ سُنکر ایک مردِ مومن جو خدا اور رسُول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوست تھا کھڑا ہو گیا اور کہا اے خدا کے رسُولؐ میں کون ہوں؟ حضرتؐ نے فرمایا تو عبداللہ پسر جعفر ہے۔ جعفر اُس کے باپ کا وہی نام تھا جس کی طرف لوگ اس کو منسُوب کرتے تھے۔ جب اُس مومن نے اپنا نسب صحیح پایا تو خوش ہو گیا اور بیٹھ گیا۔ پھر ایک بد باطن منافق کھڑا ہوا جو خدا اور رسُولؐ کا دُشمن تھا وُہ بولا یا رسُولؐ اللہ میں کون ہوں حضرتؐ نے فرمایا تُو فلاں کا بیٹا فلاں ہے اور اُس کے باپ کے نام کے بجائے قبیلۂ بنی عصمہ کے ایک چرواہے کا نام لیا اور بنی عصمہ قبیلۂ بنی ثقیف کی بدترین شاخوں میں سے تھے جنہوں نے خدا کی نافرمانیاں کیں اور خدا نے اُن کو ذلیل و خوار کر رکھا تھا۔ غرض وُہ منافق نہایت ذلّت و خواری کے ساتھ بیٹھ گیا اور رسُوا ہوا۔ حالانکہ اس سے پہلے لوگ سمجھتے تھے کہ وُہ حسب و نسب اور بزرگی کے لحاظ سے قریش کے نجیب لوگوں میں سے ہے۔ پھر دُوسرا منافق کھڑا ہوا جس کا دل شک و شبہ میں مبتلا تھا اور پُوچھا یا رسولؐ اللہ میں بہشت میں جاؤں گا یا دوزخ میں حضرتؐ نے فرمایا تو جہنّم میں ہوگا تو وُہ بھی نہایت ذلّت و خواری کے ساتھ بیٹھ گیا۔ پھر عمر بن خطاب کھڑے ہوئے اور اس خوف سے کہ رُسوا نہ ہوں عرض کی یا رسُولؐ اللہ ہم خدا کی پروردگاری پر راضی ہیں۔ اور ہم نے اپنے واسطے دینِ اسلام کو پسند کیا اور حضورؐ کو اپنا پیغمبرؐ جانتے ہیں اور ہم خدا اور اُس کے رسُولؐ کے غضب سے خدا کی پناہ چاہتے ہیں۔ لہٰذا یا رسُولؐ اللہ ہم کو معاف کیجیئے تاکہ خدا آپ کو معاف کرے اور ہمارے عیبوں کو پوشیدہ رکھیئے تاکہ خدا آپ کو پردۂ عصمت سے پوشیدہ کرے۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے فرمایا تم بھی کچھ پُوچھنا چاہو تو پُوچھو۔ جناب عمر نے کہا اپنی اُمّت کو معاف کیجیئے اور سوال کرنا اپنے لیئے مناسب نہ سمجھا۔ پھر حضرت علیؑ کھڑے ہو گئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ میرا نسب بیان فرمایئے تاکہ لوگ آپ کے ساتھ میری قرابت اور یگانگی کو جان لیں۔ حضرتؐ نے فرمایا یا علیؑ خدا نے مجھ کو اور تم کو ایک نور کے دو عمود سے پیدا کیا جو زیرِ عرش نمایاں تھا اور وُہ دونوں عمود خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے تھے دو ہزار سال قبل اس کے کہ خدا تمام خلائق کو پیدا کرے پھر اُن دونوں عمود نور سے خدا نے دو نورانی نطفے پیدا کیئے جو آپس میں لپٹے ہوئے تھے پھر ان نطفوں کو طیب و طاہر پشتوں سے پاکیزہ رحموں میں منتقل کرتا رہا یہانتک کہ اس کا نصف صلب عبداللہ میں اور دُوسرا نصف صلب ابوطالب میں قرار پایا تو ان دو نطفوں کے نصف جز و سے میں اور نصف جزو سے اے علیؑ تم پیدا ہوئے جیسا کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا (آیت ۵۴ سورۃ الفرقان پ ۱۹) یعنی وُہ خدا وہی ہے جس نے نطفہ سے ایک بشر کو پیدا کیا اور اُس کو نسب بلند اور دامادی عطا فرمایا اور تمہارا پروردگار تمام چیزوں پر قادر ہے۔ لہٰذا البشر سے مُراد امیر المومنینؑ ہیں جنکو خدا نے آنحضرتؐ کے ساتھ نسبی قرابت اور شرف دامادی کے ساتھ جمع فرما دیا ہے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں تمہارے

گوشت کو میرے گوشت سے تمہارے خون کو میرے خون کے ساتھ مخلوط فرمایا ہے تم ہی میرے بعد خدا اور اُس کی مخلوق کے درمیان وسیلہ ہو۔ توجس نے تمہاری ولایت سے انکار کیا اُس نے اپنے اور خدا کے درمیان سبب اور وسیلہ کو منقطع کر دیا جو اس کو عالی درجات تک پہنچاتا۔ اے علیؑ خدا نہیں پہچانا جا سکتا مگر میرے ذریعہ سے اور میرے بعد تمہارے ذریعہ سے۔ توجس نے تمہاری ولایت کا انکار کیا تو خدا کی پروردگاری سے انکار کیا۔ اے علیؑ! تم زمین پر خدا کے نشان بزرگ ہو۔ اور روزِ قیامت خدا کے عظیم رُکن ہو۔ لہٰذا جو شخص روزِ قیامت تمہاری شفقت کے سایہ میں ہوگا وُہ رستگار ہے۔ کیونکہ خلائق کا حساب تمہارے ذریعہ سے ہوگا اور اُن کی بازگشت تمہاری طرف ہے اور قیامت کی میزان تمہاری میزان ہے، صراط تمہارا صراط ہے اور قیامت کا موقف تمہارا موقف ہے اور اُس روز کا حساب تمہارے بارے میں حساب ہے۔ توجو شخص تمہاری جانب مائل ہوگا نجات پائے گا، اور جو تمہاری مخالفت کرے گا ہلاک ہوگا۔ پھر دو مرتبہ فرمایا خداوندا تو گواہ رہیو اور منبر سے نیچے اُتر آئے۔

سلیم قیس نے سلمان فارسیؓ سے یہ روایت بھی اپنی کتاب میں تحریر کی ہے کہ قریش کی یہ عادت تھی کہ اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے باتیں کرتے رہتے اور اگر اہلبیتِ رسُولؐ میں سے کسی کو آتے ہوئے دیکھتے تو خاموش ہو جاتے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے اُن میں سے کہا کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی مثال اہلِ عقل کے درمیان اُس درختِ خرما کی سی ہے جو کسی گھُورے پر اُگا ہو۔ جب آنحضرتؐ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو غضبناک ہو کر باہر نکلے۔ مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر جا کر بیٹھ گئے یہانتک کہ لوگ جمع ہو گئے۔ تو حضرتؐ کھڑے ہو کر حمد و ثنائے الٰہی بجا لائے۔ پھر فرمایا کہ اے لوگو میں کون ہوں؟ لوگوں نے کہا حضورؐ خدا کے رسُولؐ ہیں۔ فرمایا میں خدا کا رسُولؐ ہوں اور محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں اور اپنا نسب مبارک نزار تک بیان کیا۔ پھر فرمایا کہ مَیں اور میرے اہلبیتؑ چند نُور تھے جو خدا کے عرش کے سامنے حرکت میں تھے دو ہزار سال قبل اس کے کہ خداوند قدوس آدمؑ کو پیدا کرے۔ توجب وُہ نُور تسبیحِ الٰہی کرتا تھا اس کی تسبیح سے فرشتے تسبیح کرتے تھے جب حق سُبحانہٗ و تعالےٰ نے آدمؑ کو خلق کیا اُس نورِ مقدس کو اُن کے صلب میں قرار دیا۔ پھر آدمؑ کو زمین پر بھیجا پھر اسی طرح اُس نور کو صلبِ نوحؑ میں رکھ کر کشتی میں داخل کیا۔ وُہی نور صلبِ ابراہیمؑ میں تھا جب وُہ آگ میں ڈالے گئے۔ اور ہمیشہ ہمارے نُور کو پاکیزہ اور بلند ترین صلبوں میں منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ ہمارے گوہرِ شرافت کو بہترین معدنوں سے ظاہر کیا اور ہمارے شجرۂ طیّبہ کو بہترین آباؤ اجداد اور پاکیزہ ترین ماؤں کے مغرسوں[1] سے اُگایا جن میں کوئی ایک بھی زنا کے قریب نہ ہوا۔ بیشک ہم فرزندانِ عبدالمطلبؑ یعنی مَیں، علیؑ، جعفرؑ، حمزہؑ، حسنؑ، حسینؑ اور فاطمہؑ، مہدی آخرالزمانؑ تک اہلِ بہشت کے بزرگوں میں سے ہیں۔ بلاشبہ خداوندِ عالم نے اہلِ زمین کی جانب نظر ڈالی اور اُن میں سے دو مردوں کو اختیار کیا اُن میں سے ایک مَیں ہوں کہ خدا نے مجھ کو رسالت و نبوت کے ساتھ بھیجا اور دُوسرے علیؑ بن ابی طالبؑ ہیں۔ پھر اُس نے مجھ کو وحی فرمائی کہ مَیں اُس کو اپنی اُمّت میں اپنا بھائی، اپنا دوست، اپنا وزیر، اپنا وصی اور اپنا خلیفہ قرار دُوں بیشک وُہ

[1] مغرس یعنی اُگنے کی جگہ۔ ۱۲

میرے بعد ہر مومن کے نفس سے اُس پر زیادہ حق رکھتا ہے۔ جو شخص اُس کو دوست رکھے گا خدا اُس کو دوست رکھے گا اور جو شخص اُس سے دُشمنی کرے گا خدا اُس سے دُشمنی رکھے گا اور اُس کو دوست نہیں رکھے گا مگر مومن اور اُس کو دشمن نہیں رکھے گا مگر کافر۔ اور وُہ میرے بعد زمین کی میخ ہے۔ اُسی کی برکت سے زمین برقرار رہے گی۔ وُہ کلمۂ تقویٰ ہے کہ اُس کی محبت جہنم سے نجات کا باعث ہے۔ وُہی خدا کی مضبوط رسّی ہے جس کا وسیلہ نجات کا سبب ہے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ پھُونک کر نُورِ خدا کو بُجھا دو حالانکہ خدا اپنے نُور کو پُورا کرنے والا ہے اگرچہ کفار نہ چاہیں۔ پھر بیشک خدا نے ہم دونوں کے بعد خلائق پر نظر کی اور اُن میں سے گیارہ وصی ہم اہلبیتؑ میں سے انتخاب کیے اور اُن کو میری اُمّت میں ایک کے بعد دُوسرے کو برگزیدہ کیا آسمان کے ستاروں کے مانند کہ جب وُہ غروب ہوتا ہے تو دُوسرا اُس کی جگہ پر طالع ہوتا ہے اور وُہ ہدایت کرنے والوں اور ہدایت پانے والوں کے پیشوا ہیں۔ اُن کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا مگر وُہ جو اُن سے مکاری کرے گا اور اُن کو چھوڑ دے گا اُن کی مدد نہ کرے گا۔ وُہ زمین پر خدا کی حجت اور اُس کے اور اُس کی خلق کے درمیان گواہ ہیں اور اُس کے علم کے خزینہ دار ہیں اور اُس کی وحی کے بیان کرنے والے ہیں اور اُس کی حکمت کے معدن ہیں۔ جو شخص اُن کی اطاعت کرے گا وُہ خدا کی اطاعت کرے گا اور جو شخص اُن کی نافرمانی کرے گا خدا کی نافرمانی کرے گا۔ وُہ لوگ علم کے نکالنے والے ہیں اور قرآن اُن کے ساتھ ہے۔ وُہ قرآن سے جُدا نہ ہوں گے جب تک حوضِ کوثر پر میرے پاس نہ پہنچیں۔ لہٰذا میرا یہ بیان ہر شخص اُن لوگوں کو پہنچا دے جو غائب ہیں پھر تین مرتبہ فرمایا کہ خداوندا تو گواہ رہنا۔

اِکیاونواںؔ باب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اولادِ امجاد کا تذکرہ

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اولاد جنابِ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے طاہر، قاسم، فاطمہ، ام کلثوم، رقیہ اور زینب ہیں۔ جناب فاطمہؑ کا نکاح حضرت امیرالمومنینؑ سے کیا اور زینبؑ کو ابوالعاص بن ربیعہ سے تزویج کیا جو بنی اُمیہ سے تھا۔ اور اُم کلثوم کا نکاح عثمان بن عفان سے کیا اور وُہ قبل اس کے کہ اُن کے گھر جائیں رحمتِ الٰہی سے واصل ہو گئیں۔ اُن کے بعد حضرت رقیہ کو اُن سے تزویج فرمایا۔ اور حضرتؐ کے دُوسرے بیٹے ابراہیم مدینہ میں ماریہ قبطیہ سے متولد ہوئے جن کو بادشاہِ اسکندریہ نے مع ایک اشہب ٹٹو کے حضرتؐ کو ہدیہ بھیجا تھا۔ اور دُوسرے ہدیئے بھی تھے۔

ابن بابویہ نے بسندِ معتبر اُنہی حضرت سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کی اولاد میں سے جناب خدیجہؓ

کے شکم سے قاسم اور طاہر۔ اُم کلثوم۔ رقیہ۔ زینب اور فاطمہ زہراؑ پیدا ہوئیں اور جناب طاہر کا نام عبداللہ تھا۔ جناب فاطمہؑ کو آنحضرتؐ نے امیرالمومنینؑ سے تزویج فرمایا، زینب کو ابوالعاص بن ربیعہ سے وُہ بنی اُمیہ میں سے تھا؛ اور اُم کلثوم کو عثمان بن عفان سے تزویج کیا اور وُہ قبل اس کے کہ اُن کے گھر جائیں رحلت کر گئیں پھر جب جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ بدر کے لیئے گئے تو رقیہ کو اُن سے تزویج فرمایا۔ اور ماریہ قبطیہ سے جناب ابراہیمؑ پیدا ہوئے جو ام ولد نامی ایک کنیز تھیں۔

شیخ طوسیؒ اور ابن شہر آشوب وغیرہم نے روایت کی ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد امجادؑ خدیجہؓ کے علاوہ اور کسی بیوی کے شکم سے پیدا نہیں ہوئی سوائے ابراہیمؑ کے جو ماریہ قبطیہ کے بطن سے تھے اور مشہور یہ ہے کہ آنحضرتؐ کے تین صاحبزادے تھے۔ اوّل قاسم، اسی لیئے آنحضرتؐ کی کنیت ابوالقاسم تھی۔ وُہ آنحضرتؐ کی بعثت سے پہلے پیدا ہوئے۔ دُوسرے عبداللہ جو بعد بعثت کے پیدا ہوئے تھے اسی وجہ سے طیب وطاہر اُن کا لقب ہوا۔ تیسرے ابراہیم۔ اور بعض نے کہا ہے کہ آنحضرتؐ کے پانچ صاحبزادے تھے عبداللہ کے علاوہ۔ طیب وطاہر دو لڑکوں کے نام سمجھتے ہیں لیکن پہلا قول زیادہ مشہور اور صحیح ہے۔ اور مشہور یہ ہے کہ قاسم عبداللہ سے پہلے پیدا ہوئے۔ لیکن بعض لوگ اس کے برعکس کہتے ہیں اور اس پر اتفاق ہے کہ وُہ دونوں کمسنی ہی میں مکہ معظمہ ہی میں رحمتِ الٰہی سے واصل ہوگئے تھے۔ اور ابراہیم کی مدینہ منورہ میں وفات ہوئی۔ اور مشہور یہ ہے کہ آنحضرتؐ کی چار صاحبزادیاں تھیں اور سب جناب خدیجہؓ کے شکم سے تھیں۔ پہلی صاحبزادی جناب زینب تھیں۔ حضرتؐ نے ان کی شادی بعثت سے پہلے اور کافروں کو لڑکیا دینا حرام ہونے سے قبل ابی العاص بن ربیع سے کردی تھی۔ اُن سے امامہ بنت ابی العاص پیدا ہوئیں۔ اور جناب امیرؑ نے جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ وسلامہ علیہا کی وفات کے بعد اُن معصومہؑ کی وصیت کے مطابق اُن سے عقد فرمایا اور اُن حضرتؑ کی شہادت کے بعد امامہ مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب کے نکاح میں آئیں اور ابن بابویہ نے بسندِ معتبر روایت کی ہے کہ امامہ بنت ابوالعاص سے جو زینب کے شکم سے تھیں جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی وفات کے بعد جناب امیرؑ نے نکاح کیا اور حضرتؑ کی شہادت کے بعد اُن سے مغیرہ بن نوفل نے نکاح کیا۔ پھر وُہ ایک شدید مرض میں مبتلا ہوئیں کہ اُن کی زبان بند ہوگئی۔ امام حسن وامام حسین علیہم السّلام اُن کے سرہانے تشریف لائے جبکہ وُہ بول نہ سکتی تھیں۔ اُن حضراتؑ نے اُن کو وصیت کے لیئے فرمایا اور مغیرہ کو پسند نہ تھا کہ وُہ وصیت کریں۔ حضرات حسنینؑ نے اُن سے کہا کہ کیا آپ فلاں غلام کو آزاد کرنا چاہتی ہیں؟ اُنہوں نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں۔ پھر فرمایا کہ فلاں کام آپ کے لیئے کیا جائے اُنہوں نے پھر سر سے اشارہ کیا کہ ہاں۔ غرض اس طرح وصیت کی اور اُن دونوں بزرگواروں نے اُن کو پُورا کرنے کی اجازت دی اور منقول ہے کہ ابوالعاص جنگ بدر میں اسیر ہوئے تو جناب زینبؓ نے اس گردن بند کو جو جناب خدیجہؓ نے اُن کو دیا تھا آنحضرتؐ کے پاس اپنے شوہر کے فدیہ میں بھیجا۔ جناب رسُولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کو دیکھا تو جناب خدیجہؓ یاد آئیں اور گریہ فرمایا اور صحابہ سے خواہش کی کہ ان کا فدیہ معاف کردیں اور ابوالعاص کو بغیر فدیہ کے رہا کردیں۔ صحابہ نے یُونہی کیا۔ اور آنحضرتؐ نے اس سے شرط کی کہ جب وُہ مکہ جائے تو زینبؓ کو

آنحضرتؐ کی خدمت میں بھیج دے۔ اُس نے اپنے عہد کو پُورا کیا اور زینبؓ کو حضرتؐ کے پاس بھیج دیا اُس کے بعد خود مدینہ آکر مسلمان ہو گیا، جیساکہ مجملاً اس سے پہلے ذکر ہوچکا۔ اور زینبؓ ۷ھ اور ایک روایت کے مطابق ۸ھ میں برحمتِ الٰہی واصل ہوئیں۔ دُوسری بیٹی رقیہ جن کے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ اُن کی شادی عتبہ پسرِ ابولہب سے مکہ میں کی تھی۔ اور قبل اس کے کہ وُہ اُس کے گھر جائیں اُس نے اُن کو طلاق دے دی پھر مدینہ میں اُن کو عثمان سے تزویج کیا۔ اُن سے عبداللہ پیدا ہوئے اور بچپن ہی میں اُن کا انتقال ہوگیا۔ اور رقیہ کی وفات مدینہ میں ہوئی جبکہ جنگ بدر واقع ہوئی تھی۔ تیسری بیٹی اُم کلثوم تھیں رقیہ کے بعد اُن کی شادی عثمان سے ہوئی اور کہتے ہیں کہ وہ ۹ھ میں انتقال کر گئیں۔[1]

کلینی اور قطب راوندی نے بسند ہائے معتبر یزید بن خلیفہ سے روایت کی ہے وُہ کہتے ہیں کہ میں

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ جو روایتوں سے ظاہر ہوا کہ جناب اُم کلثوم کی تزویج اور وفات، جناب رقیہ کی تزویج اور وفات سے پہلے واقع ہوئی زیادہ قوی اور زیادہ صحیح ہے اگرچہ دُوسری بات بھی زیادہ مشہور ہے اور علمائے خاصہ وعامہ کی ایک جماعت کا اعتماد یہ ہے کہ رقیہ اور ام کلثوم جناب خدیجہؓ کی بیٹیاں پہلے شوہر سے تھیں۔ آنحضرتؐ نے اُن کی پرورش کی تھی۔ وُہ آنحضرتؐ کی حقیقی بیٹیاں نہ تھیں۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ وُہ جناب خدیجہؓ کی بہن ہالہ کی بیٹیاں تھیں۔ اور ان دونوں اقوال کی نفی پر روایات معتبرہ دلالت کرتی ہیں۔

واضح ہو کہ مخالفین شیعوں پر اعتراض کرتے ہیں کہ اگر عثمان مسلمان نہ ہوتے تو آنحضرتؐ اپنی دو بیٹیوں کو ان سے تزویج نہ کرتے۔ یہ اعتراض چند وجوہ کی بنا پر باطل ہے۔ اوّل یہ کہ حضرتؐ کا اپنی یا خدیجہؓ کی بیٹیوں کا ان کے ساتھ تزویج کرنا ممکن ہے قبل اس کے ہو کہ خدا نے کافروں کو بیٹیاں دینا حرام قرار دیا ہو چنانچہ باتفاق مخالفین حضرت زینب کو مکہ میں ابوالعاص سے تزویج فرمادیا تھا جبکہ وُہ کافر تھا اسی طرح رقیہ اور اُم کلثوم کو مخالفین میں شہرت کی بنا پر عتبہ اور عتیق پسران ابولہب سے تزویج فرمایا جو کافر تھے قبل اس کے کہ عثمان سے تزویج فرمائیں۔ دُوسرا جواب یہ ہے کہ عثمان کے مسلمان ہونے میں اُس وقت جبکہ حضرتؐ نے اپنی بیٹیوں کو ان سے تزویج فرمایا کوئی اختلاف نہیں ہے اگرچہ انہوں نے آخر میں امیرالمومنینؑ کے نصِ خلافت سے انکار کیا اور وُہ تمام کام کیئے جو موجب کفر ہیں اور کافر اور مرتد ہوگئے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ سب سے زیادہ صحیح ہے یہ کہ وُہ لوگ منافقوں میں داخل تھے اور خوف اور لالچ کے سبب بظاہر اسلام کا اظہار کرتے تھے لیکن باطن میں کافر تھے اور خداوند عالم نے مصلحتوں اور حکمتوں کی بنا پر آنحضرتؐ کو حکم دیا تھا کہ ان کے ظاہری اسلام پر حکم جاری کیا کریں اور طہارت اور مناکحت اور میراث وغیرہ تمام احکام ظاہری میں اُن کو مسلمانوں کے ساتھ شریک رکھیں۔ لہٰذا آنحضرتؐ کسی حکم میں اُن کو مسلمانوں سے الگ نہیں کرتے تھے اور ان کے نفاق کا اظہار نہیں فرماتے تھے۔ چنانچہ خاصہ وعامہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے ان کی تالیف قلب کے لیئے عبداللہ بن اُبی پر نماز جنازہ پڑھی جو نفاق میں مشہور تھا تو اگر عثمان کو دختر دے دی باقی برصفحہ ۸۷۲

حضرت صادقؑ کی خدمت میں موجود تھا کہ عیسیٰؑ بن عبداللہ قمی نے حضرت سے پُوچھا کیا عورتیں نمازِ جنازہ میں شریک ہوسکتی ہیں؟ امامؑ نے فرمایا کہ مغیرہ بن ابی العاص نے دعوےٰ کیا کہ مَیں نے جنگِ اُحد میں رسُولؐ خدا کے دانت شہید کیئے اور آنحضرتؐ کے لبوں کو زخمی کیا۔ اور مَیں نے حمزہؓ کو قتل کیا۔ یہ سب اُس نے جھُوٹ کہا۔ وُہ جنگِ خندق میں مشرکوں کے ساتھ حضرتؐ سے جنگ کرنے آیا اور جس رات کفار بھاگ چکے تھے خداوندِ عالم نے اُس پر نیند مسلّط کردی تھی اور وُہ صبح تک سوتا رہا۔ صبح کو جب وُہ بیدار ہوا تو ڈرا کہ ایسا نہ ہو کہ اُس کو گرفتار کرلیں۔ اُس نے کپڑا سر پر لپیٹا اس طرح مدینہ میں داخل ہوا کہ کسی نے اس کو نہ پہچانا۔ اُس نے ایسا ظاہر کیا کہ وُہ بنی سلیم کا ایک شخص ہے جو ہمیشہ عثمان کے لیئے گھوڑا، بھیڑ اور گھی تیل وغیرہ لایا کرتا ہے۔ وُہ لوگوں سے عثمان کا مکان دریافت کرتا ہوا ان کے گھر پہنچا اور اُن کے مکان میں پوشیدہ ہوگیا۔ جب عثمان گھر میں آئے اُس کو دیکھا تو کہا تجھ پر وائے ہو تو کہا کرتا ہے کہ مَیں نے تیر و پتھر سے رسُولؐ کو مارا اور اُن کے لب و دندان کو زخمی کیا اور حمزہؓ کو قتل کیا پھر مدینہ میں کیوں آیا۔ اُس نے اپنا حال بیان کیا۔ جب دُخترِ رسُولؐ نے سُنا جو اُن کے گھر میں تھیں کہ وُہ کہتا ہے کہ اُن کے باپ اور چچا سے اُس نے ایسی دُشمنی کی ہے رونے چلاّنے لگیں تو عثمان اُن کے پاس آئے اور اُن کو خاموش کیا اور التجا کی کہ اپنے پدر سے ذکر نہ کریں کہ وُہ میرے گھر میں ہے کیونکہ عثمان کو خود یقین نہ تھا کہ خدا کی جانب سے وحی رسُولؐ اللہ پر نازل ہوتی ہے۔ لیکن دخترِ رسُولؐ نے کہا کہ مَیں اپنے باپ کے دشمن کو اُن سے نہ چھپاؤں گی۔ عثمان نے یہ سُنا تو سمجھے کہ

(بقیہ از صفحہ ۸۷۱) اس بنا پر کہ ظاہر میں وُہ مسلمانوں میں داخل تھے تو یہ اس پر دلالت نہیں کرتا کہ وُہ باطن میں کافر نہ تھے اور ان کی تالیفِ قلب اور ان سے بیٹی لینا اور اپنی بیٹی ان کو دینا دینِ اسلام کی ترویج اور کلمۂ حق کے بلند درواج دینے میں نہایت درجہ دخل رکھتا تھا۔ اور اس میں بہت سی مصلحتیں تھیں جو غور و فکر کرنے والے کسی صاحبِ عقل پر پوشیدہ نہیں ہے۔ اگر سرکارِ دوعالم ان کے نفاق کا اظہار فرماتے اور ان کے ظاہری اسلام کو قبول نہ فرماتے تو تھوڑے سے کمزور اور غریب لوگوں کے سوا حضرتؐ کے پاس کوئی نہ رہ جاتا جیسا کہ آنحضرتؐ کے بعد امیرالمومنینؑ کے ساتھ چار افراد کے علاوہ نہ رہ گئے تھے اس کی تفصیل اس کے بعد آئے گی انشاء اللہ۔ چوتھی بیٹی جناب فاطمہ زہراؑ صلوات اللہ وسلامہٗ علیہا تھیں جن کے حالات اس کے بعد دوسری جلد میں انشاء اللہ العزیز تفصیل کے ساتھ بیان کیئے جائیں گے۔ ۱۲

ع گذارش مترجم: روایت سے قطع نظر اگر غور کیجیئے تو عقلی حیثیت سے جناب رسُولِ خدا کی جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ وسلامہٗ علیہا کے سوا کوئی اور صلبی بیٹی کا ہونا صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ کیونکہ حضرتؐ نے سوائے جناب فاطمہؑ کے کسی کی فضیلت میں کوئی حدیث نہیں بیان فرمائی۔ اگر کوئی صلبی بیٹی اور ہوتی تو یقیناً وُہ بھی جناب فاطمہؑ کی ہم رتبہ و ہم پلہ ہوتی کیونکہ آنحضرتؐ کی تعلیم و تربیت کا اثر آپؐ کی اولاد پر یکساں ہونا چاہیئے تھا۔ جناب فاطمہؑ کے جس قدر کارنامے مثل عبادت و سخاوت و ایثار وغیرہ وغیرہ کے کتب (باقی بر صفحہ ۸۷۳)

جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مغیرہ کا خون ہدر کردیا ہے اور فرمادیا ہے کہ جو شخص اُس کو جہاں پائے قتل کردے اس لیئے مغیرہ کو کرُسی کے نیچے چھُپا کر اُس کو کپڑے سے پوشیدہ کردیا۔ اُسی وقت آنحضرتؐ پر وحی نازل ہوئی کہ مغیرہ عثمان کے گھر میں ہے۔ حضرتؐ نے امیرالمومنین علیؑ بن ابی طالبؑ کو طلب کرکے فرمایا کہ اپنی تلوار اُٹھاؤ اور عثمان کے گھر جاؤ۔ اگر مغیرہ وہاں موجود ہو تو اُس کو قتل کردو۔ جناب امیرؑ عثمان کے گھر آئے لیکن مغیرہ کو وہاں نہیں دیکھا۔ واپس جاکر حضرتؐ سے عرض کی کہ وہاں مغیرہ کو مَیں نے نہیں دیکھا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ جبریلؑ مجھ سے کہتے ہیں کہ اُس کو کرُسی کے نیچے چھپایا ہے اور کرُسی پر کپڑا ڈال دیا ہے تاکہ وُہ چھُپ جائے۔ اُدھر حضرت علیؑ کے جانے کے بعد عثمان مغیرہ کا ہاتھ پکڑ کر حضرتؐ کی خدمت میں لائے اور دُوسری روایت کے مطابق خود تنہا حضرتؐ کے پاس آئے۔ جب آنحضرتؐ کی نظر اُس پر پڑی سر جھُکا لیا اور اُس کی طرف متوجہ نہ ہوئے کیونکہ آنحضرتؐ نہایت صاحبِ شرم و حیا تھے۔ عثمان نے کہا یا رسُول اللہ یہ میرا چچا ہے مغیرہ۔ اور اُسی خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے آپ نے اس کو امان دے دی تھی یا یہ کہ مَیں نے اس کو امان دے دی تھی۔ حضرت صادقؑ فرماتے ہیں کہ میں اُسی خدا کی قسم کھاتا ہوں جس نے آنحضرتؐ کو سچائی کے ساتھ مبعوث فرمایا تھا کہ عثمان نے غلط کہا تھا کہ حضرتؐ نے اُس کو امان دی تھی۔ غرض حضرتؐ نے عثمان سے یہ سُنکر رُخ پھیر لیا تو وُہ داہنی جانب آئے اور پھر وہی بات کہی۔ حضرتؐ نے پھر مُنہ پھیر لیا۔ پھر وُہ بائیں جانب آئے اور وہی باتیں کیں اور اُسی قسم اور قول کا غلط اعادہ کیا یہانتک کہ چار مرتبہ یونہی کیا۔ چوتھی بار آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تیری خاطر سے میں نے تین روز تک اُس کو

(بقیہ از صفحہ ۸۷۲) احادیث و تواریخ میں پائے جاتے ہیں اُن کا عشرِ عشیر بھی بلکہ کوئی ایک صفت بھی مثل ان کے اوصاف کے کسی اور بیٹی کی مذکور نہیں۔ اور سرورِ کائنات کے جناب سیدہؑ سے محبت و شفقت کے جس قدر حالات کتابوں میں مذکور ہیں اور کسی بیٹی کے متعلق نہیں پائے جاتے بلکہ کوئی ایک واقعہ اُن کے مثل نہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی کوئی اور بیٹی جناب سیدہؑ کے سوا تھی ہی نہیں۔ ورنہ خود آنحضرتؐ کے رحم و کرم، شفقت و محبت، مساوات و رواداری پر حرف آتا ہے کہ باوجود آپ محبوبِ خدا اور سرتاجِ انبیا اور رحمۃ للعالمین ہونے کے اپنی بیٹیوں کے درمیان انصاف و رواداری اور مساوات پر عمل نہ فرماتے تھے جبکہ دُنیا کو ان اُمور کی تعلیم فرماتے تھے۔ چار بیٹیوں میں سے صرف ایک سے زیادہ محبت و شفقت کا اظہار فرمانا کیا دُوسری تین بیٹیوں کی دل آزاری اور قلبی تکلیف کا سبب نہ تھا۔ اور سرتاجِ انبیاؑ، محبوبِ خدا کی شان سے ایسا برتاؤ بعید ہے۔

پھر یہ بات یہیں تک ختم نہیں ہوتی بلکہ خدا پر بھی الزام آتا ہے کہ اُس نے پنجتن پاک یعنی جناب رسُولِ خداؐ، جناب علی مرتضےٰ، جناب فاطمہ زہرا، جناب امام حسن اور جناب امام حسین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے انوارِ مقدسہ تو ساقِ عرش پر جلوہ گر فرمائے اور آدم علیہ السلام کو دکھائے اور اُن کے دریافت کرنے پر اُن کے فضائل بیان کیئے جن سے کتبِ اسلام مالامال ہیں۔ لیکن رسُولؐ اللہ کی تین صلبی بیٹیوں کو (باقی بر صفحہ ۸۷۴)

امان دی اگر تین روز کے بعد اس کو مدینہ میں یا اس کے گرد و نواح میں پاؤں گا تو قتل کر دوں گا۔ یہ سُنکر عثمان پلٹے تو آنحضرتؐ نے فرمایا خداوندا مغیرہ پر لعنت کر اور اُس پر بھی لعنت کر جو اُس کو اپنے گھر میں پناہ دے اور لعنت کر اُس پر جو اُس کو سوار کرے اور لعنت کر اُس پر جو اُس کو کھانا کھلائے اور لعنت کر اُس پر جو اُس کو پانی پلائے اور لعنت کر اُس پر جو اُس کے سفر کا سامان کرے اور لعنت کر اُس پر جو اُس کو مشک یا نعلین یا رسّی اور ڈول یا کوئی برتن یا پالان شتر دے اور یہ تمام چیزیں اپنی داہنی انگلیوں پر دس تک شمار کر کے بتائیں۔ یہ تمام باتیں سُنکر پھر بھی عثمان اُس کو اپنے گھر لے گئے اور اپنے گھر میں پناہ دی اُس کو کھانا کھلایا، پانی پلایا، سواری کے لیئے جانور دیا اور سفر کا سارا سامان درست کیا۔ وُہ تمام عمل جن کے کرنے والے پر حضرتؐ نے لعنت فرمائی تھی بجالائے۔ چوتھے روز اُس کو سوار کیا اور مدینہ سے باہر کر دیا۔ ابھی وُہ منافق مدینہ کی گلیوں سے باہر نہیں ہوا تھا کہ خدا نے اس کی سواری کے جانور کو ہلاک کر دیا۔ تھوڑی دُور پیدل چلا کہ اُس کے جُوتے ٹوٹ گئے اور پیر زخمی ہوگئے تو وُہ چاروں ہاتھ پیر سے تھوڑی دُور چلا کہ اُس کے زانو زخمی ہوگئے۔ اور مجبور ہو کر ایک کانٹے دار درخت کے نیچے ٹھہر گیا۔ اُس وقت آنحضرتؐ پر وحی نازل ہوئی کہ وُہ منافق فلاں مقام پر ہے۔ جناب رسُولِ خدا نے امیرالمومنین کو طلب فرما کر فرمایا کہ تم اور عمار اور ایک شخص کو اور لے کر جاؤ اور فلاں مقام پر مغیرہ ہے اس کو قتل کر دو۔ اور دُوسری روایت کے مطابق حضرتؐ نے زبیر اور زید کو بھیجا۔ جب وُہ اُس مقام پر پہنچے تو پہلی روایت کے مطابق جناب امیرؑ نے اُس کو قتل کیا اور دُوسری روایت کے مطابق زید بن حارثہ نے زبیر سے کہا کہ ٹھہرو میں اُس کو قتل کروں کیونکہ اُس نے دعوٰے کیا ہے کہ میرے بھائی کو قتل کیا ہے اور اُن کی مُراد حمزہؓ سے تھی کیونکہ جناب رسُولؐ خدا نے زید اور حمزہؓ کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا تھا۔ جب عثمان کو مغیرہ کے قتل کی خبر معلوم ہوئی اپنی زوجہ دُخترِ رسُولؐ کے پاس آئے اور کہا کہ تم نے اپنے باپ کو اطلاع دی ہے کہ مغیرہ میرے گھر میں ہے آخر وُہ مار ڈالا گیا۔ اُس مظلومہ شہیدہ نے کہا خدا کی قسم میں نے حضرتؐ کے پاس یہ خبر نہیں بھیجی تھی لیکن وُہ نہ مانتے اور اُونٹ کے پالان کا ایک ڈنڈا لے کر اُن کو بہت مارا اور ان کو زخمی اور بے دم کر دیا۔ اُن مظلومہ نے اپنے پدر جناب رسُولِ خدا کے پاس عثمان کی شکایت کہلا بھیجی اور اپنے حال سے آنحضرتؐ کو اطلاع دی۔ حضرتؐ نے جواب میں کہلا دیا کہ اپنی شرم و حیا کو قائم رکھو کیونکہ یہ بہت بُری بات ہے کہ دین اور بلند نسب والی عورت اپنے شوہر کی شکایت کرے لیکن ایسی ہی شکایت پھر کئی بار ان کو کرنا پڑی اور حضرتؐ نے ہر مرتبہ یہی سمجھا دیا۔ آخری مرتبہ اُنہوں نے کہلا بھیجا کہ اس شخص نے مجھ کو موت کے قریب پہنچا دیا ہے۔ اس مرتبہ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو بُلا کر فرمایا کہ اپنی تلوار لے کر جاؤ اور عثمان کے گھر سے اپنی دخترِ عم کو لے آؤ اگر وُہ روکے تو اُس کو نہ چھوڑنا بلکہ قتل کر دینا۔ پھر حضرتؐ بھی بیتابانہ ان کے پیچھے روانہ ہوئے اور شدتِ اندوہ سے گویا حیران تھے

(بقیہ از صـ۸۷۳ـ) بالکل ترک کر دیا۔ یہ کیا انصاف ہے۔ تو معلوم ہوا کہ وُہ تینوں بیٹیاں رسُولؐ اللہ کی صلبی بیٹیاں ہی نہ تھیں ورنہ ایسا نہیں ہوسکتا تھا۔ (مترجم)

جب آنحضرتؐ عثمان کے گھر پر پہنچے جناب امیرؑ اُس شہیدۂ مظلومہ کو باہر لا چکے تھے۔ جب اُنہوں نے اپنے پدر بزرگوار کو دیکھا تو چیخ کر رونے لگیں۔ حضرتؐ بھی اُن کا حال دیکھ کر بہت روئے اور اُن کو اپنے گھر لائے جب گھر پر پہنچیں تو اپنی پیٹھ کھول کر حضرتؐ کو دکھائی۔ حضرتؐ نے دیکھا کہ پُشت تمام سیاہ اور زخمی ہوگئی ہے۔ تو تین مرتبہ فرمایا کیوں تجھ کو مارا خدا اُس کو قتل کرے۔ یہ واقعہ روزِ یکشنبہ کا تھا۔ رات ہوئی تو عثمان نے دخترِ رسُولؐ کی کنیز سے زنا کی۔ غرض روز دوشنبہ و سہ شنبہ وُہ مظلومہ درد و الم سے بستر پر کراہتی رہیں اور چہار شنبہ کو شہیدوں کے بلند درجہ میں شامل ہوگئیں۔ لوگ اُس شہیدہ کی نمازِ جنازہ کے واسطے حاضر ہوئے آنحضرتؐ اُن کے جنازہ کو لے کر باہر نکلے اور جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ وسلامہٗ علیہا کو حکم دیا کہ مومنین کی تمام عورتوں کے ساتھ اُن کے جنازہ کے ساتھ چلیں اور عثمان بھی جنازہ کے ساتھ ہوگئے تھے۔ جب آنحضرتؐ نے اُن کو دیکھا فرمایا کہ جو شخص رات کو کنیز کے پہلو میں سویا ہو جنازہ کے ساتھ نہ چلے تین مرتبہ حضرتؐ نے یہ بات فرمائی لیکن عثمان واپس نہ ہوئے تو چوتھی بار فرمایا کہ وُہ شخص چلا جائے ورنہ میں اس کا اور اُس کے باپ کا نام بتا دوں گا اور اُس کو لوگوں میں رُسوا کر دوں گا۔ جب یہ سُنا تو عثمان ڈرے کہ اب حضرتؐ اُن کے کفر و نفاق کو ظاہر فرما دیں گے تو غلام کا سہارا لے کر اپنے شکم پر ہاتھ رکھا اور حضرتؐ کے پاس آکر عرض کی یا رسُولؐ اللہ میری کسی رگ میں درد ہو رہا ہے مجھے اجازت دیجیئے کہ میں واپس جاؤں۔ اور یہ بات اس لیئے کہی کہ رسوائی نہ ہو۔ پھر وُہ واپس چلے گئے۔ اور حضرت فاطمہؑ زہرا اور مہاجرین مومنین کی عورتوں نے اُس شہیدۂ مظلومہ کی میت پر نماز پڑھی اور واپس گئیں۔

کلینی نے بسندِ موثق روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اُنہی حضرت سے پُوچھا کہ کیا کوئی شخص فشارِ قبر سے بچتا بھی ہے۔ امام نے فرمایا کہ جب عثمان نے رقیہ کو شہید کیا اور وُہ دفن کی گئیں تو جناب رسُولِ خدا اُن کی قبر کے پاس کھڑے ہوئے اور سر آسمان کی جانب بلند کیا آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے پھر لوگوں سے فرمایا مجھے اس پر جو مظالم ہوئے یاد آگئے اسی لیئے بارگاہِ احدیت میں کھڑا ہوا ہوں کہ خدا سے دُعا کروں کہ خدا اس کو فشارِ قبر سے معاف کر دے۔ پھر حضرتؐ نے دُعا کی کہ خداوندا رقیہ کو فشارِ قبر سے میری خاطر سے محفوظ رکھ۔ اور خداوندِ عالم نے حضرتؐ کی خاطر سے بخش دیا۔

بسندِ معتبر اُنہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ جب رقیہ بنتِ رسُولؐ نے وفات پائی حضرتؐ نے اُن سے خطاب فرمایا کہ ہمارے گزرے ہوئے نیک لوگوں سے مِل جاؤ۔ عثمان بن مظعون اور اُن کے ہمراہی اور جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا قبر کے سرہانے بیٹھی ہوئی تھیں اور اُن کی آنکھوں سے آنسو قبر پر ٹپک رہے تھے اور سرورِ کائنات اپنی نُورِ عین کے آنسو اپنے کپڑے سے پاک کر رہے تھے اور قبر کے ایک کنارہ پر کھڑے ہوئے دُعا کر رہے تھے۔ پھر فرمایا کہ مجھے اُس کا ضعف و ناتوانی معلوم تھی میں نے حق تعالٰی سے دُعا کی کہ اس کو فشارِ قبر سے امان دے۔

ابن ادریس نے بسندِ صحیح امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولؐ خدا نے بیٹی دو منافقوں کو دی اُن میں ایک ابوالعاص بن ربیع تھا دُوسرے عثمان۔ لیکن حضرتؐ نے تقیہ کی وجہ سے اُن کے نام نہ لیئے

عیاشی نے روایت کی ہے کہ لوگوں نے حضرت صادقؑ سے دریافت کیا کہ جنابِ رسولؐ خدا نے اپنی بیٹی عثمان کو دی حضرتؑ نے فرمایا ہاں۔ راوی نے پُوچھا کہ جب انہوں نے حضرتؐ کی بیٹی کو شہید کر دیا تو دُوسری بیٹی بھی ان کو دی فرمایا ہاں؛ اور حق تعالیٰ نے اس واقعہ کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوٓا اَنَّمَا نُمْلِىْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ۭ اِنَّمَا نُمْلِىْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ (آیت ۱۷۸ سورۃ آلعمران پ ۴) یعنی جو لوگ کافر ہوگئے ہیں وُہ یہ نہ سمجھیں کہ ہم نے ان کو جو مہلت دے دی ہے وُہ ان کے لیئے بہتر ہے ہم ان کو مہلت نہیں دیتے مگر اس لیئے کہ وُہ اپنے گناہوں کو خوب بڑھالیں اور اُن کے لیئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے"۔

فصل

مخصوص حضرت ابراہیم کے اور اُن کی والدہ کے بعض حالات کا تذکرہ:۔

عامہ وخاصہ کا اتفاق ہے کہ مادرِ ابراہیم ماریہ قبطیہ تھیں اور مشہور یہ ہے کہ جناب ابراہیمؑ کی ولادت ۸؁ھ میں مدینہ میں ہوئی اور جب ان کی وفات ہوئی تو ان کی عمر ایک سال دو مہینے اور آٹھ روز تھی اور دوسری روایت کے مطابق ایک سال چھ مہینے اور چند روز کی تھی۔ اور زیادہ مشہور یہ ہے کہ ماریہ کو بادشاہِ اسکندریہ مقوقس نے حضرتؐ کے لیئے بھیجا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ نجاشی نے بھیجا تھا۔

ابن بابویہ نے بسندِ معتبر روایت کی ہے کہ لوگوں نے حضرت صادقؑ سے پُوچھا کہ کس سبب سے جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی پسر حضرتؐ کے بعد باقی نہ رہا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ چونکہ خداوندِ عالم نے آنحضرتؐ کو پیغمبر خلق فرمایا تھا اور جناب امیرؑ کو ان کی وصایت کے لیئے پیدا کیا تھا۔ اگر کوئی لڑکا حضرتؐ کا باقی رہتا تو وُہ لوگوں کے نزدیک امیرؑ المومنین سے زیادہ مستحق ہوتا کہ حضرتؐ کا وصی ہو لہٰذا امیرالمومنینؑ کی وصایت ثابت نہ ہوتی۔

ابن شہر آشوب نے ابنِ عباس سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسُولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بائیں زانو پر اپنے صاحبزادے جناب ابراہیمؑ کو اور داہنے زانو پر امام حسینؑ کو بٹھائے ہوئے تھے اور ایک مرتبہ ان کو پیار کرتے اور ایک مرتبہ اُن کو۔ اسی اثناء میں حالتِ وحی طاری ہوئی۔ جب وُہ حالت برطرف ہوئی تو فرمایا کہ جبریلؑ ابھی خدا کی جانب سے پیغام لائے کہ خداوندِ عالم آپ کو سلام فرماتا ہے، اور کہتا ہے کہ ان دونوں بچوں کو آپ کے پاس جمع نہ کروں گا۔ ان میں سے ایک کو دوسرے پر فدا کر دیجیے پھر حضرتؐ نے ابراہیمؑ کو دیکھا اور روئے پھر امام حسینؑ کو دیکھا اور روئے۔ پھر فرمایا کہ ابراہیمؑ میرا بیٹا ہے اگر ابراہیم کی وفات ہوگی تو سوائے میرے کسی کو اُن کا صدمہ نہ ہوگا۔ اور حسینؑ کی ماں فاطمہؑ اور باپ علیؑ ہیں جو میرے پسرِ عم اور میری جان، گوشت اور خون ہیں۔ اگر حسینؑ کی رحلت ہوگی تو میری بیٹی فاطمہؑ اور میرا بھائی علیؑ دونوں اندوہناک ہوں گے۔ اور مجھے بھی صدمہ ہوگا لہٰذا میں صرف اپنا صدمہ اُن کے اندوہ پر اختیار کرتا ہوں۔ اے جبریلؑ میں نے حسینؑ پر ابراہیمؑ کو فدا کر دیا اور اُس کی وفات پر راضی ہوں۔ آخر تین روز کے بعد جناب ابراہیمؑ کا انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد جب آنحضرتؐ امام حسینؑ کو دیکھتے تھے ان کو اپنے سینہ سے لپٹا لیتے اور اُن کے لبوں کو چُومتے اور فرماتے میں تجھ پر فدا ہوں اے وُہ ذات جس پر میں نے اپنے فرزند ابراہیم کو قربان کر دیا۔

کلینی اور برقی نے بسند معتبر حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت کی ہے کہ جب ابراہیمؑ فرزندِ رسُولؐ خدا نے دُنیا سے رحلت کی اُن کی وفات پر تین عجیب باتیں ظاہر ہوئیں۔ اوّل یہ کہ اُس روز آفتاب کو گہن لگا تو لوگوں نے کہا کہ ابراہیم فوت ہوئے اس لیئے آفتاب کو گہن لگ گیا۔ جب آنحضرتؐ نے یہ سُنا، تو منبر پر تشریف لے گئے اور خدا کی حمد وثنا بجا لائے اور فرمایا لوگو آفتاب وماہتاب خدا کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جو اُس کے حکم سے حرکت کرتے ہیں اور اُس کے فرمانبردار ہیں۔ کسی کے مرنے سے اُن میں گہن نہیں لگتے اور نہ کسی کے زندہ ہونے سے۔ تو جب یہ دونوں یا اُن میں سے کسی ایک کو گہن لگے تو نماز بجا لاؤ۔ یہ فرما کر منبر سے اُتر آئے؛ اور لوگوں کے ساتھ نمازِ گہن ادا فرمائی۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا اے علیؑ میرے فرزند کے دفن وکفن کا انتظام کرو۔ جناب امیرؑ اُٹھے اور حضرت ابراہیمؑ کو غسل دیا، حنوط کیا، کفن پہنایا اور قبرستان لے چلے۔ آنحضرتؐ بھی جنازہ کے ساتھ ساتھ ان کی قبر کے نزدیک پہنچے تو لوگوں نے کہا رسُولؐ اللہ اپنے فرزند کے غم کی شدت سے اُن پر نمازِ جنازہ پڑھنا بھُول گئے۔ پھر حضرتؐ اُٹھے اور فرمایا کہ جبریلؑ نے مجھے اطلاع دی جو کچھ تم نے کہا۔ ایسا نہیں ہے جیسا کہ تم نے گمان کیا، لیکن خداوند لطیف وخبیر نے تم پر پانچ وقت کی نمازیں واجب کی ہیں اور تمہارے مُردوں کے لیئے ہر نماز کے عوض ایک تکبیر اختیار کی ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ اُس پر نماز نہ پڑھوں مگر اُس پر[1] جس نے نماز پڑھی ہے پھر فرمایا کہ اے علیؑ قبر میں پائنتی سے اُترو اور میرے فرزند کو لحد میں اُتارو۔ امیرؑ المومنین قبر میں داخل ہوئے اور اُس طائر قدسی کو آشیانِ لحد میں رکھا۔ لوگوں نے کہا کہ مناسب نہیں ہے کہ کوئی شخص اپنے فرزند کو لحد میں اُتارے اور اُس کی قبر میں داخل ہو کیونکہ جناب رسُولِ خدا اپنے فرزند کی قبر میں نہیں اُترے۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے فرمایا یہ تم پر حرام نہیں ہے۔ تم اپنے فرزندوں کی قبروں میں اُترو لیکن میں مطمئن نہیں ہوں اس سے کہ اگر تم میں سے کوئی اپنے فرزند کی قبر میں داخل ہو اور اُس کے کفن کے بند کھولے اور اُس پر شیطان مسلط ہو جائے اور اُس سے ایسی فریاد کرا دے جو اُس کے اجر وثواب کو ضائع کر دینے کا باعث ہو۔ یہ فرما کر قبر کے پاس سے واپس آئے۔

کلینی نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ اپنے فرزند ابراہیمؑ کی قبر کے پاس تشریف لاتے قبر پر قبلہ کی جانب بیٹھے اور فرمایا کہ ابراہیم کا سر قبر کے اندر پہلے رکھیں اور قبر کو بلند کر دیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جب جناب ابراہیمؑ نے دُنیا سے رحلت کی جناب رسُولِ خدا کے آنسو جاری ہوئے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ آنکھیں روتی ہیں اور دِل اندوہناک ہیں۔ لیکن ہم کوئی ایسی بات نہیں

---

[1] اس ارشاد سے غالباً یہ مطلب ہے کہ نمازِ میت نابالغوں پر ضروری نہیں کیونکہ ان پر نماز پنجگانہ واجب نہیں ہوتی۔ ۱۲ (مترجم)

کہتے جو خدا کی ناراضی اور غضب کا باعث ہو۔ پھر جناب ابراہیمؑ سے خطاب فرمایا کہ ہم تمہارے غم میں اندوہناک ہیں۔ پھر حضرتؐ نے ایک سوراخ قبر میں مشاہدہ کیا اور اپنے دستِ مبارک سے اُس کو بند کر دیا اور فرمایا کہ تم میں سے جو شخص بھی کوئی کام کرے اُس کو چاہیئے کہ مکمل کام کرے۔ پھر فرمایا کہ اے ابراہیمؑ اپنے سلف صالح عثمان بن مظعون سے ملحق ہو جاؤ۔ اور دُوسری روایت میں ہے کہ جب آنحضرتؐ ابراہیمؑ پر اندوہناک ہوئے صحابہ نے آنحضرتؐ سے کہا یا حضرت آپ بھی روتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ گریہ شکایت کے طور پر نہیں بلکہ دِل کی رقت و رحمت کے سبب سے ہے۔ جو شخص رحم نہیں کرتا اُس پر دُوسرے لوگ بھی رحم نہیں کرتے۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی قبر کے پاس خدا کی قدرت سے خرما کا ایک درخت اُگ آیا تھا تاکہ اُس قبرِ مطہر پر سایہ ہو جائے۔ اور جس جس طرف سُورج گھومتا تھا آنحضرتؐ کے اعجاز سے وُہ درخت بھی گشت کرتا تھا تاکہ قبر پر دُھوپ نہ پڑے یہانتک کہ وُہ درخت خشک ہو گیا اور قبر معدوم ہو گئی۔ پھر کسی کو معلوم نہ ہُوا کہ وُہ کہاں ہے۔

بسندِ معتبر اُنہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے اپنے صحابی سے فرمایا کہ جب تم مدینہ جاؤ تو مادرِ ابراہیم کے بالاخانہ کی طرف بھی جانا کیونکہ وُہ جناب رسُولِ خدا کا مسکن اور حضرت کی نماز کی جگہ ہے۔

علی بن ابراہیم اور ابن بابویہ نے موثق سندوں کے ساتھ حضرت امیرالمومنین اور امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ بن رسالت مآبؐ نے رحلت کی تو سرورِ عالم زیادہ محزون و مغموم ہوئے۔ عائشہ نے آنحضرتؐ سے کہا کہ آپ اس پر اس قدر مغموم کیوں ہوتے ہیں وُہ تو بس جریح قبطی کا ایک لڑکا تھا جو ہر روز ماریہ کے پاس آتا جاتا تھا۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ بہت غضبناک ہوئے اور امیرالمومنین کو بُلایا اور فرمایا کہ جریح کا سر اُتار لاؤ۔ جناب امیرؑ نے شمشیر لے لی اور عرض کی کہ میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں یا رسُولؐ اللہ آپ جس کام کے لیئے مجھے بھیج رہے ہیں اس کو فوراً عمل میں لاؤں جیسے سُرخ کی ہوئی سیخ اُونٹ کے بالوں میں جاتی ہے یا کچھ غور و فکر کر لوں تاکہ اس کی حقیقت مجھ پر ظاہر ہو جائے حضرتؐ نے فرمایا تامل کر لو اور اس امر میں جلدی مت کرو۔ جناب امیرؑ جریح کی طرف روانہ ہوئے۔ ایک روایت میں ہے کہ جریح ایک باغ میں تھا۔ جناب امیرؑ نے باغ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ جریح قریب آیا تاکہ دروازہ کھول دے۔ اُس کے سوراخ میں سے دیکھا کہ حضرتؑ کے چہرے سے آثارِ غضب ظاہر ہیں اور برہنہ تلوار ہاتھ میں لیئے ہیں تو ڈرا اور دروازہ نہیں کھولا۔ جناب امیرؑ باغ کی دیوار پر چڑھ گئے۔ جریح وہاں سے بھاگا حضرتؑ بھی اُس کے پیچھے دَوڑے۔ جب اُس نے دیکھا کہ حضرتؑ قریب پہنچا چاہتے ہیں تو ایک درخت خرما پر چڑھ گیا جب حضرتؑ اُس کے نزدیک پہنچے تو وُہ درخت سے گر گیا۔ اور جب وُہ زمین پر گرا تو اس کی شرمگاہ کھُل گئی۔ جناب امیرؑ کی نظر بے اختیار اُس پر پڑی، دیکھا کہ نہ مرد ہے نہ عورت۔ دونوں میں کسی کی علامت نہیں ہے۔ دُوسری روایت کے مطابق وُہ جناب ابراہیمؑ کے مکان کی طرف گیا۔ اور کھڑکی سے بالاخانہ پر چڑھ گیا۔ جب اُس کی نظر جناب امیرؑ پر پڑی بھاگا اور نیچے کُود گیا۔ اور پھر خرما کے ایک درخت پر چڑھ گیا جب

حضرتؑ درخت کے نیچے پہنچے فرمایا کہ نیچے آ۔ جریح نے کہا یا علیؑ خدا سے ڈریئے اور مجھ پر گمان بد مت کیجیئے کیونکہ میرے آلۂ مردمی قطعی کاٹ ڈالے گئے ہیں۔ پھر اپنی شرمگاہ کھول دی اور حضرت کی نگاہ اُس پر پڑی۔ غرض حضرتؑ اُس کو پکڑ کر جناب رسُولِ خدا کے پاس لائے۔ حضرتؐ نے اُس سے فرمایا کہ اپنا حال بیان کر کہ کیوں تو ایسا ہو گیا ہے اُس نے کہا یا رسُولؐ اللہ قبطیوں کا یہ قاعدہ ہے کہ خدمت گاروں میں سے جو شخص بھی اُن کے گھروں میں جاتا آتا ہے اُس کو خواجہ سرا بنا دیتے ہیں۔ اور چونکہ قبطی غیر قبطی کو پسند نہیں کرتے، ماریہ کے باپ نے مجھ کو اُس کی خدمت کے لیئے آپ کے پاس بھیجا تھا تاکہ اُس کی خدمت کروں اور اُس کا مونس و ہمدم رہوں۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں شکر کرتا ہوں اُس خدا کا جو ہم اہلبیتؑ سے ہمیشہ بُرائیوں کو دُور رکھتا ہے۔ اور جھُوٹ بولنے والوں پر اُن کا جھُوٹ و افترا ظاہر کر دیتا ہے۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ (آیت ۶ سورۃ الحجرات پ۲۶) جس کا ترجمہ سابقاً مذکور ہو چکا۔ تو خداوندِ عالم نے آیات قذف نازل کیں جن کو اہلِ سنّت کہتے ہیں کہ عائشہ کے حق میں نازل ہوئی وُہ عائشہ کے کفر و نفاق کے اظہار کے لیئے خدا نے بھیجی ہے۔

علی بن ابراہیم نے بسندِ معتبر دیگر روایت کی ہے کہ عبداللہ بن بکیر نے جناب امام جعفر صادقؑ سے پُوچھا کہ آپ پر فدا ہوں کیا جناب رسُولِ خدا نے کسی وقت فرمایا تھا کہ جریح کو قتل کر دیں کیا حضرتؐ جانتے تھے کہ یہ اُس کی نسبت افترا ہے یا نہیں جانتے تھے۔ اور خداوندِ عالم نے محض ثابت کرنے کے لیئے جناب امیرؑ کے ہاتھ سے اُس قبطی کے قتل کو دفع فرما دیا۔ حضرتؑ نے فرمایا رسُولؐ اللہ جانتے تھے کہ یہ بات افترا ہے لیکن مصلحتاً وُہ حکم دیا اگر آنحضرتؐ نے تاکیداً وہ حکم دیا ہوتا تو جناب امیرؑ بغیر اُس کو قتل کیئے واپس نہ آتے۔ لیکن حضرتؐ نے صرف اس لیئے یہ حکم دیا تھا کہ شاید عائشہ جب یہ سُنیں گی کہ اُن کے کہنے سے ایک شخص ناحق قتل کیا جا رہا ہے تو اپنے گناہ سے توبہ کر لیں گی۔ لیکن وُہ اپنے قول سے نہ پھریں اور اُن کو ایک مسلمان کا ناحق قتل ہونا ناگوار نہ ہوا۔

باونواں[۵۲] باب

آنحضرتؐ کی ازواج کی تعداد اور اُن کے مختصر حالات

ابن بابویہ نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا نے پندرہ[۱۵] عورتوں سے تزویج فرمایا اور تیرہ[۱۳] عورتوں سے مقاربت کی۔ جب دارِ آخرت کی جانب رحلت فرمائی تو نو[۹] عورتیں آپؐ کی

زوجیت میں تھیں اور وُہ دو عورتیں جن سے حضرتؐ نے مقاربت نہیں کی ایک عمرہ اور دُوسری شناوان تھیں
بقیہ تیرہ عورتیں یہ ہیں :۔ جناب خدیجہؓ بنت خویلد، سودہؓ دختر زمعہ، ام سلمہؓ جن کا نام ہند تھا وُہ ابی امیہ
کی بیٹی تھیں، عائشہؓ بنت ابوبکر جن کی کنیت اُم عبداللہ تھی، حفصہؓ دختر عمرؓ، زینبؓ دختر خزیمہ الحارث
جن کو ام المساکین کہتے تھے، زینبؓ دختر جحش، رملہؓ دختر ابوسفیان جن کی کنیت اُم حبیبہ تھی میمونہؓ
دختر حارث، زینبؓ دختر عمیس، جویریہؓ دختر حارث، صفیہؓ دختر حیی بن اخطب اور سلمیٰؓ دختر حکیم جس نے
اپنا نفس آنحضرتؐ کو ہبہ کر دیا تھا۔ اور دو خاصہ (کنیزیں) تھیں جن کے لیے اُسی طرح راتیں معین تھیں
جس طرح اور بیویوں کے درمیان راتیں تقسیم کی تھیں ان میں ایک ماریہؓ تھیں اور دُوسری ریحانہؓ خندفیہ
اور وُہ نو عورتیں جو بعد وفات آنحضرتؐ موجود تھیں۔ وُہ ہیں عائشہؓ، حفصہؓ، ام سلمہؓ، زینبؓ بنت جحش،
میمونہؓ دختر حارث، اُم حبیبہؓ دختر ابوسفیان، صفیہؓ بنت حی اخطب، جویریہؓ دختر حارث، سودہؓ دختر زمعہ۔
تمام بیویوں میں سب سے بہتر جناب خدیجہؓ بنت خویلد تھیں اُن کے بعد اُم سلمہؓ۔

بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ خدا رحمت فرمائے خواہران اہل بہشت
پر۔ پھر امام نے اُن کے نام اس طرح گنوائے :۔ اسماءؓ دختر عمیس خثعمیہؓ کہ پہلے جناب جعفرؑ کے نکاح میں تھیں،
سلمیٰؓ دختر عمیس جو اسما کی بہن تھیں جو پہلے جناب حمزہؑ کی بیوی تھیں، اور پانچ عورتیں قبیلۂ بنی ہلال کی تھیں
جن میں سے ایک میمونہؓ دختر حارث جو آنحضرتؐ کی زوجہ تھیں۔ دُوسری ام الفضل جو جناب عباسؓ کی
زوجہ تھیں اُن کا نام ہند تھا۔ تیسری عیصاؓ خالد بن ولید کی ماں۔ چوتھی غرہؓ جو قبیلہ ثقیف میں سے حجاز بن
علاظ کی زوجہ تھیں۔ پانچویں حمیدہؓ ہیں جن کے کوئی اولاد نہ تھی۔

کلینی نے بسند معتبر جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں کی تعداد اور اُن کی صفتوں کے
بارے میں روایت کی ہے کہ حضرتؐ کی وفات کے وقت نو بیویاں موجود تھیں۔ عائشہؓ، حفصہؓ، ام حبیبہؓ
دختر ابوسفیان، زینبؓ دختر جحش، سودہؓ دختر زمعہ، میمونہؓ دختر حارث، صفیہؓ دختر حی بن اخطب،
ام سلمہؓ دختر ابی امیہ، جویریہؓ دختر حارث۔ عائشہؓ بنی تمیم سے تھیں، حفصہؓ بنی عدی سے، ام سلمہؓ بنی مخزوم
سے، سودہؓ بنی اسد بن عبدالعزیٰ سے، زینبؓ دختر جحش بھی بنی اسد سے تھیں ان کو بنی اُمیہ میں سے شمار
کرتے تھے ام حبیبہؓ دختر ابوسفیان بنی امیہ سے، میمونہؓ بنی ہلال سے اور صفیہؓ بنی اسرائیل سے تھیں۔ ان
کے علاوہ چند دوسری عورتوں سے نکاح کیا تھا۔ ایک نے اپنا نفس حضرتؐ کو بخشدیا تھا، دُوسری جناب
خدیجہؓ بنت خویلد تھیں جو آنحضرتؐ کی اولاد کی ماں تھیں۔ تیسری زینبؓ دختر جحش تھیں جن کو لوگوں نے زغلایا
اور حضرتؐ کے ساتھ معاشرت سے محروم کر دیا تھا۔ چوتھی کندیہؓ خاتون تھیں۔

شیخ طبرسی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ سب سے پہلے جس بیوی سے حضرتؐ نے نکاح کیا وُہ
جناب خدیجہؓ تھیں۔ اُس وقت حضرتؐ کی عمر مبارک پچیس سال کی تھی۔ حضرتؐ سے پہلے وُہ عتیق بن عائذ
مخزومی کی زوجیت میں تھیں۔ اُس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ عتیق کے بعد ابوہالہؓ اسدی نے اُن سے
تزویج کیا۔ اُس سے ہند ابن ابوہالہ پیدا ہوا۔ پھر اُن سے جناب رسُولؐ خدا نے نکاح کیا اور اُن کے بیٹے

ہند کی پرورش فرمائی۔

سید مرتضیٰ اور شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے جناب خدیجہؓ سے تزویج فرمائی
وُہ باکرہ تھیں اور آنحضرتؐ سے پہلے کسی دُوسرے شخص کے عقد میں نہیں آئی تھیں۔ لیکن قول اوّل زیادہ
مشہور ہے۔ اور جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی موجودگی میں کسی دوسری عورت سے
نکاح نہ کیا یہاں تک کہ وُہ دُنیا سے رخصت ہوئیں۔ اور چوبیس سال ایک مہینہ حضرتؐ کے ساتھ رہیں۔
ان کا مہر ساڑھے بارہ اوقیہ تھا جو اس زمانہ کے حساب سے پندرہ سو دینار ہوئے۔ آنحضرتؐ کی تمام بیویوں
کے مہر کی یہی تعداد تھی۔ اور سب سے پہلے جو فرزند اُن سے پیدا ہوا عبداللہ تھے جن کا لقب طیب و طاہر
تھا۔ اُن کے بعد قاسم پیدا ہوئے، اور بعض نے کہا ہے کہ قاسم عبداللہ سے بڑے تھے۔ اور چار بیٹیاں پیدا
ہوئیں زینب، رقیہ، ام کلثوم، اور جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا۔ آنحضرتؐ کی دوسری زوجہ سودہ دختر
زمعہ تھیں۔ وُہ حضرتؐ سے پہلے سکران بن عمر کی زوجہ تھیں۔ سکران مُسلمان ہوئے اور حبشہ میں رحمتِ الٰہی
سے واصل ہوئے۔ تیسری عائشہ دختر ابوبکر تھیں۔ حضرتؐ نے اُن سے مکہ میں نکاح کیا جبکہ وُہ سات برس
کی تھیں۔ اُن کے سوا کسی باکرہ عورت سے آپ نے نکاح نہیں کیا۔ مدینہ میں ہجرت کر کے آنے کے سات
مہینہ بعد ان سے حضرتؐ نے زفاف کیا۔ وُہ اُس وقت نو سال کی تھیں اور معاویہ کی خلافت کے زمانہ
تک زندہ رہیں۔ اور اُن کی عمر ستر سال کے قریب تک پہنچی۔ چوتھی بیوی ام شریک تھیں جنہوں نے اپنا نفس
جناب رسُول خدا کو ہبہ کر دیا تھا۔ اُن کا نام عزیہ دختر دوران بن عوف بن عابر تھا۔ وُہ آنحضرتؐ سے پہلے
ابوالعسکر بن سمی الازدی کی زوجہ تھیں اُن سے شریک پیدا ہوا۔ پانچویں حفصہ بنت عمر بن الخطاب تھیں۔ ان کے
شوہر خنیس بن عبداللہ کی وفات کے بعد حضرتؐ نے نکاح کیا۔ حضرتؐ نے خنیس کو بادشاہِ عجم کی حجامت
کے لیے بھیجا تھا وُہ اُسی سفر میں مر گئے۔ کوئی اولاد ان کی نہ ہوئی تھی۔ حفصہ مدینہ ہی میں خلافت عثمان کے زمانہ
تک رہیں اور ابن شہر آشوب نے کہا ہے کہ امیر المومنین کے آخر زمانہ خلافت تک رہیں۔ چھٹی بیوی ام حبیبہ دختر ابوسفیان
تھیں اُن کا نام رملہ تھا۔ آنحضرتؐ سے قبل وُہ عبداللہ بن جحش کی زوجہ تھیں۔ عبداللہ ان کو اپنے ساتھ حبشہ
ہجرت کر کے لے گیا تھا۔ وہاں عیسائی ہوا اور جہنم واصل ہوا۔ پھر آنحضرتؐ نے اُن سے عقد کر لیا۔ حضرتؐ کا
وکیل عمرو بن اُمیہ تھا۔ ساتویں اُم سلمہ تھیں ان کی ماں عاتکہ خواہر ابوطالب تھیں جو آنحضرتؐ کی پھوپھی تھیں اور
بعضوں نے کہا ہے کہ عاتکہ دختر عامر بن ربیعہ تھیں ان کا نام دختر ابوامیہ تھا۔ وُہ ابوجہل کے چچا کی بیٹی تھیں۔

روایت ہے کہ رسُولؐ خدا نے ام سلمہ کے پاس پیغام بھیجا کہ اپنے لڑکے کو حکم دیں کہ تم کو میرے ساتھ
تزویج کر دے تو ام سلمہ نے اپنے بیٹے کو وکیل کیا۔ اور اُس نے جناب ام سلمہ کو حضرتؐ کے ساتھ تزویج کیا۔ نجاشی
بادشاہِ حبشہ نے عقد کے وقت چار سو اشرفی مہر کے لیے ان کے پاس بھیجے۔ بعض کہتے ہیں کہ نجاشی نے
اُم حبیبہ کے مہر کے لئے اشرفیاں بھیجی تھیں۔ ام سلمہؓ آنحضرتؐ کی تمام بیویوں کے بعد رحمتِ الٰہی سے
واصل ہوئیں۔ وُہ آنحضرتؐ سے پہلے ابی سلمہ بن عبدالاسد کی زوجیت میں تھیں۔ ابوسلمہ کی والدہ عبدالمطلب
کی بیٹی برہ تھیں۔ ابوسلمہ سے ام سلمہ کے ایک لڑکی زینب اور ایک لڑکا عمر پیدا ہوئے۔ عمر جنگ جمل میں

جناب امیرؑ کی خدمت میں تھے۔ حضرتؐ نے ان کو بحرین کا حاکم مقرر فرمایا۔ آٹھویں بیوی زینب بنت جحش تھیں جو قبیلۂ بنی اسد سے تھیں ان کی والدہ جناب عبدالمطلب کی بیٹی میمونہ تھیں جو آنحضرتؐ کی پھوپھی تھیں۔ ابن شہر آشوب نے امیمہ کو دختر عبدالمطلب کہا ہے۔ آنحضرتؐ کی بیویوں میں سب سے پہلے انہی کی وفات خلافت عمر کے زمانہ میں ہوئی۔ وُہ آنحضرتؐ سے پہلے زید ابن حارثہ کے نکاح میں تھیں جن کا قصہ اس کے بعد بیان کیا جائے گا۔ نویں بیوی زینب دختر خزیمۂ ہلالیہ تھیں وُہ آنحضرتؐ سے پہلے عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب کی زوجہ تھیں۔ بعضوں نے کہا ہے کہ وُہ طفیل بن الحارث کے بھائی کے لڑکے کی زوجہ تھیں اور ان کو اُمّ المساکین کہتے تھے ان کی وفات آنحضرتؐ کی حیات ہی میں ہوگئی تھی۔ دسویں بیوی میمونہ دختر حارث تھیں اُن سے مدینہ میں حضرتؐ نے نکاح کیا اور مقام سرف میں جو مکّہ معظمہ سے تین۳ فرسخ کے فاصلہ پر ہے عمرہ سے واپسی میں زفاف فرمایا۔ اُن کی وفات بھی اُسی مقام پر ۳۶ھ میں ہوئی اور وُہ وہیں مدفون بھی ہوئیں۔ وُہ آنحضرتؐ سے پہلے ابوسیرہ بن ابودہم عامر کی زوجہ تھیں۔ گیارھویں بیوی جویریہ دختر حارث ہیں جو قبیلۂ بنی المصطلق سے تھیں۔ اُسی جنگ میں حضرتؐ کے پاس اسیر ہوکر آئیں حضرتؐ نے ان کو آزاد کیا اور اپنے عقد میں لائے ان کی وفات ۵۶ھ میں ہوئی۔ بارھویں بیوی صفیہ دختر حیی بن اخطب تھیں جن کو جنگ خیبر کی غنیمت میں سے حضرتؐ نے اپنے لیے اختیار فرمایا اور ان کو آزاد کیا اور آزادی ہی کو ان کا مہر قرار دیا۔ ۳۶ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ حضرتؐ نے ان سب بارہ عورتوں سے مقاربت فرمائی۔ ان میں سے گیارہ عورتوں کے ساتھ حضرتؐ نے نکاح کیا تھا اور ایک بیوی نے اپنا نفس حضرتؐ کو ہبہ کر دیا تھا۔ اور وُہ عورتیں جن سے حضرتؐ نے ملاپ نہیں کیا تھا یہ ہیں :- اوّل عالیہ دختر ظبیان، جب وُہ حضرتؐ کی خدمت میں لائی گئی قبل مقاربت حضرتؐ نے اس کو طلاق دے دی۔ دوسری قبیلہ اشعث بن قیس کی بہن جن کی قبل مقاربت وفات ہوگئی بعض کا قول ہے کہ حضرتؐ نے ان کو قبل مقاربت طلاق دے دی تھی۔ بیان کرتے ہیں کہ حضرتؐ کے بعد عکرمہ پسر ابوجہل لعین نے ان کی خواستگاری کی۔ تیسری فاطمہ دختر ضحاک ہے جس کی بہن زینب کی وفات کے بعد حضرتؐ نے اُس سے عقد کیا۔ اور جب آیۂ تخییر نازل ہوئی اور حضرتؐ نے اپنی بیویوں کو اختیار دیا کہ مجھے پسند کریں یا دُنیا کو پسند کریں تو اُس بدبخت عورت نے دُنیا کی خواہش کی اور حضرتؐ سے جُدا ہوگئی۔ اُس کے بعد فقر و فاقہ میں ایسی مبتلا ہوئی کہ مدینہ کی گلیوں میں اُونٹوں کی مینگنیوں کے کنڈے بناتی اور اُس کے ذریعہ اپنے اوقات بسر کرتی تھی اور کہتی تھی کہ میں بدبخت وُہ ہوں جس نے دُنیا کو اختیار کیا تھا۔ چوتھی شنباء بنت صلت ہیں جن سے حضرتؐ نے تزویج فرمایا اور قبل اس کے کہ وُہ حضورؐ کی خدمت میں لائی جائیں دار فانی سے رحلت کرگئی تھیں۔ پانچویں اسماء دختر نعمان بن شرجیل ہیں جب حضرتؐ نے اُن سے تزویج فرمایا تو عائشہ و حفصہ نے اُن سے حسد کیا اور اُن کو فریب دیا کہ جب آنحضرتؐ تمہارے پاس آئیں تو فوراً اُن کو اپنے اُوپر قابو مت دے دینا۔ اس طرح وُہ تم کو زیادہ دوست رکھیں گے۔ وُہ بدنصیب اُن دونوں کے فریب میں آگئی۔ اور جب آنحضرتؐ اُس کے پاس تشریف لائے تو اُس نے کہا میں آپ سے خدا کی پناہ چاہتی ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا تُو نے بڑی مضبوط پناہ اختیار کی۔

میں نے تجھ کو پناہ دی، جا اپنے گھر چلی جا۔ پھر حضرتؐ نے اس کو طلاق دے دی چھٹی ملیکۂ لیثیہ تھی۔ روایت ہے کہ جب اُس کو آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔ حضرتؐ نے فرمایا تُو اپنا نفس مجھ کو بخش دے اُس نے کہا کیا بادشاہ زادی اپنے تئیں ایک بازاری کو بخش سکتی ہے۔ جب حضرتؐ اُس کے پاس آئے تو اُس نے کہا میں آپ سے خدا کی پناہ چاہتی ہوں، تو حضرتؐ نے اُس کو طلاق دے دی اور کچھ مال دے کر رخصت کر دیا۔ ساتویں عمرہ دختر یزید ہے جب وُہ حضرتؐ کی خدمت میں لائی گئی تو آپؐ نے اس کے جسم پر سفید داغ مشاہدہ فرمایا اور مقاربت نہ کی پھر طلاق دے دی۔ آٹھویں لیلےٰ بنت خطیم انصاریہ ہے۔ جب وُہ حضرتؐ کے پاس لائی گئی تو اُس نے کراہت ظاہر کی تو حضرتؐ نے اس کو بھی رخصت کر دیا۔ ابن شہر آشوب کا بیان ہے کہ اس کو بھیڑیئے نے پھاڑ ڈالا۔ نویں ایک عورت بنی حمزہ کی خواستگاری فرمائی۔ اُس کے باپ نے پسند نہ کیا اور بہانہ کیا کہ اُس کو سفید داغ ہیں۔ وُہ اپنے گھر گیا تو دیکھا کہ آنحضرتؐ کے اعجاز سے اُس کے سفید داغ نمایاں ہیں۔ دسویں روایت ہے کہ ایک عورت عمرہ نامی تھی اُس کا باپ اُس کے اوصاف حمیدہ بیان کیا کرتا تھا منجملہ اُن کے یہ کہ وُہ کبھی بیمار نہیں ہوئی جب حضرتؐ نے سُنا تو فرمایا ایسی عورت کی خدا کے نزدیک کوئی بھلائی نہیں ہے' اور اُس سے تزویج نہیں فرمایا۔ بعض کا قول ہے کہ حضرتؐ نے اُس سے تزویج فرمایا تھا لیکن جب یہ سُنا تو اُس کو طلاق دے دی۔ غرض اس روایت کی بناء پر حضرتؐ نے بیس عورتوں سے تزویج فرمایا۔ شیخ طوسی فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے اٹھارہ عورتوں سے تزویج فرمایا اور بعضوں نے پندرہ عورتیں بیان کی ہیں جیسا کہ روایت میں گزر چکا۔

شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کی دو کنیزیں تھیں جن سے حضرتؐ مقاربت فرمایا کرتے تھے۔ اور جس طرح اپنی بیویوں کے لیے راتیں مقرر کی تھیں اسی طرح ان کنیزوں کے لیے بھی ایک رات مقرر فرمائی تھی۔ ان میں سے ایک ماریہؓ دختر شمعون قبطیہ تھیں اور دُوسری ریحانہؓ دختر زید قرضیہ۔ ان دونوں کو بادشاہِ سکندریہ مقوقس نے حضرتؐ کے لیے بھیجا تھا۔ بعض کا قول ہے کہ حضرتؐ نے ریحانہؓ کو آزاد کر کے اُن سے نکاح کر لیا تھا۔ ماریہؓ نے آنحضرتؐ کی وفات کے پانچ برس بعد دُنیا سے رحلت کی۔ بعض نے روایت کی ہے کہ آنجنابؐ نے کنیزوں میں ایک کنیز بنی قریظہ کی اختیار فرمائی تھی جن کا نام تکانہ تھا۔ وُہ حضرتؐ کی ملکیت میں تھیں یہاں تک کہ دُنیا سے رحلت کی۔ اور حضرتؐ کے بعد عباس نے اُن سے تزویج کی۔ [ع]

کلینی نے بسند حسن امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ ایک انصاریہ عورت آنحضرتؐ کی خدمت میں آئی۔ اپنے تئیں نہایت آراستہ کیے تھی اور نفیس لباس پہنے ہوئے تھی۔ اُس وقت آنحضرتؐ حفصہ کے حجرہ میں تھے۔ اُس عورت نے کہا کہ عورت کے لیے مناسب نہیں ہے کہ شوہر کی خواستگاری کرے لیکن ایک زمانہ گزر گیا کہ میرے شوہر نہیں ہے اور نہ کوئی فرزند ہے۔ اگر آپؐ چاہیں تو میں اپنا نفس آپؐ کو بخشتی ہوں حضرتؐ

ع ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کنیز کو زوجیت میں نہ لیا ہو صرف خدمت کرنے پر مامور رہی ہو ورنہ عباس اُس سے نکاح نہ کرتے کیونکہ بموجب حکم قرآن وُہ امہات المومنین میں داخل ہو جاتی اور وُہ اُمّت کے ہر فرد پر حرام ہو جاتی۔ ۱۲ (مترجم)

نے اُس کو دُعائے خیر دی اور فرمایا کہ اے انصاریہ خاتون خدا تم کو رسُولؐ کی جانب سے جزائے خیر دے بیشک تمہارے مَردوں نے میری مدد کی اور تمہاری عورتوں نے میری جانب رغبت کی لیکن حفصہ نے اس عورت کو ملامت کرنا شروع کی اور کہا تُو کس قدر بے حیا ہے اور مَردوں کی کتنی خواہش ہے کہ ایسی جرأت کے ساتھ اظہار کرتی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے حفصہ خاموش رہ۔ وُہ تجھ سے بہتر ہے کیونکہ وُہ خدا کے رسُولؐ کی جانب رغبت رکھتی ہے اور تو اُس کو ملامت کرتی ہے اور اُس میں عیب نکالتی ہے۔ پھر اُس عورت سے خطاب فرمایا کہ جا خدا تجھ پر رحمت کرے بیشک خدا نے تجھ پر بہشت واجب قرار دے دیا ہے اس سبب سے کہ تُو نے میری جانب رغبت کی اور میری محبت و خوشی کو پسند کیا اور میرا وسیلہ تجھ کو حاصل ہوجائے گا انشاء اللہ۔ اُس وقت خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی:۔ وَامْرَاَۃً مُّؤْمِنَۃً اِنْ وَّہَبَتْ نَفْسَہَا لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْکِحَہَا خَالِصَۃً لَّکَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ (آیت ۵۰ سورۃ احزاب پ۲۲) یعنی میں نے اے رسُولؐ تمہارے لیئے زن مومنہ کو حلال کر دیا اگر وُہ اپنا نفس پیغمبرؐ کو بغیر کسی مہر کے بخش دے اگر پیغمبرؐ چاہیں تو اُس سے نکاح کرلیں۔ اور یہ حکم صرف تم سے مخصوص ہے۔ تمام مومنین کے لیئے نہیں ہے"۔ امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ خدا نے عورت کے لیئے اپنا نفس رسُولِ خداؐ کو بخش دینا حلال کر دیا اور آنحضرتؐ کے علاوہ کسی اور کے لیئے حلال نہیں ہے۔ علی بن ابراہیم نے بھی یہ حدیث بیان کی ہے لیکن حفصہ کے بجائے عائشہ کا ذکر کیا ہے۔

کلینی وغیرہ نے بسندہائے معتبر روایت کی ہے کہ عورت کا اپنے نفس کو ہبہ کر دینا صرف رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخصوص ہے اور دُوسروں کے لیئے بغیر مہر کے عورت سے نکاح جائز نہیں۔ اور علمائے خاصہ و عامہ کا اتفاق ہے کہ لفظ "ہبہ" سے نکاح جناب رسُولؐ خدا کے خصوصیات سے ہے۔

کلینی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ قبیلۂ بنی عامر بن صعصعہ کی عورت سناۃ نامی سے آنحضرتؐ نے نکاح کیا جو اپنے زمانہ کی حسین ترین عورت تھی۔ جب عائشہ و حفصہ نے اس کو دیکھا تو کہا کہ یہ ہم پر غالب ہوجائے گی کیونکہ حُسن و جمال میں ہم سے زیادہ ہے اور رسُولؐ اللہ کو ہمارے ہاتھ سے لے لے تو مکر و فریب سے کام لیا اور اُس کو بہکایا کہ تجھ کو چاہیئے کہ رسُولؐ اللہ پر اپنی طرف سے محبت کا اظہار نہ ہونے دینا۔ جب جناب رسُولؐ خدا اُس کے پاس تشریف لائے تو اُس بدنصیب فریب خوردہ عورت نے کہا میں آپ سے خدا کی پناہ چاہتی ہوں تو حضرتؐ نے اُس کو طلاق دے کر اُس کے عزیزوں کے پاس بھیج دیا۔ پھر حضرتؐ نے قبیلۂ کندہ کی ایک عورت بنت ابی الجون سے نکاح کیا۔ جب آپؐ کے فرزند ابراہیم نے باغ جنّت کی جانب رحلت فرمائی تو اُس عورت نے کہا کہ یہ پیغمبر ہوتے تو ان کا بیٹا نہ مرتا۔ تو حضرتؐ نے اُس کو قبل اس کے کہ مقاربت فرمائیں طلاق دے دیا اور اُس کے گھر والوں کے پاس بھیج دیا۔ جب آنحضرتؐ نے دُنیا سے رحلت فرمائی اُن عامریہ اور کندیہ دونوں عورتوں نے ابوبکر کے پاس آ کر کہا کہ لوگ مجھ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں آپ کی کیا رائے ہے؟ ابوبکر و عمر نے مشورہ کیا اور اس سے

کہا کہ اگر تُو چاہے اپنے گھر میں بیٹھ اور اگر چاہے شوہر اختیار کرلے۔ اُن دونوں بدنصیب عورتوں نے نکاح کرلیا۔ آخر آنحضرتؐ کے اعجاز سے اُن دو مردوں میں سے ایک جذام میں مبتلا ہوا اور دُوسرا دیوانہ ہوگیا۔ عمر بن اذینہ نے جو اس حدیث کا راوی ہے کہا کہ جب اس حدیث کو زرارہ اور فضیل سے میں نے بیان کیا انہوں نے جناب امام محمد باقرؑ سے بیان کیا۔ اُن حضرتؑ نے فرمایا کہ خدا نے کسی امر سے منع نہیں کیا مگر یہ کہ لوگوں نے ضرور اُس کو کیا اور خدا کی نافرمانی کی۔ یہاں تک کہ رسُولؐ خدا کی بیویوں سے اُن کے بعد نکاح کیا۔ پھر حضرتؑ نے عامریہ اور کندیہ عورتوں کا قصّہ بیان کیا۔ اور فرمایا کہ اگر علمائے عامہ سے پُوچھو کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور بغیر مقاربت کے اُس کو طلاق دے دے تو کیا وُہ عورت اُس مرد کے لڑکے پر حلال ہوسکتی ہے تو کہیں گے نہیں۔ تو رسُولؐ خدا کی حرمت تو لوگوں کے باپوں سے زیادہ ہے [1]

برقی نے بسندِ صحیح اور کلینی نے بسند معتبر امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ جب نجاشی نے حبشہ میں آمنہ دختر ابوسفیان کا نکاح (جن کو ام حبیبہ کہتے تھے) آنحضرتؐ سے کیا تو ولیمہ کیا اور لوگوں کو کھانا کھلایا اور کہا تزویج کے وقت کھانا کھلانا پیغمبروں کی سُنّت ہے۔ اور انہی دونوں حضرات نے بسند صحیح و معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولؐ خدا نے جب میمونہ دختر حارث سے

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ ابن ادریس وغیرہ نے معتبر سندوں سے اس حدیث کی روایت کی ہے اور علمائے خاصہ و عامہ کے درمیان اس میں اختلاف نہیں ہے کہ جس عورت سے آنحضرتؐ نے مقاربت فرمائی ہو وُہ اپنی وفات کے وقت تک حضرتؐ کے حبالۂ نکاح میں ہے۔ کسی کو جائز نہیں ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد اُس سے تزویج کرے۔ اور جس عورت کو آنحضرتؐ نے اپنی حیات میں طلاق دے دی ہو یا اُس سے مقاربت نہ کی ہو دُوسرے لوگوں پر اُس کے حرام ہونے میں علمائے خاصہ و عامہ کے درمیان اختلاف ہے اکثر علمائے عامہ کا اعتقاد یہ ہے کہ وُہ دُوسروں کے لیئے جائز ہے لیکن علمائے شیعہ کے درمیان زیادہ مشہور اور زیادہ قوی اُس کی حرمت ہے۔ اور جبکہ خلفائے جور نے اس بارے میں آنحضرتؐ کی مخالفت کی اور جس عورت سے حضرتؐ نے مقاربت نہیں فرمائی تھی اس کو دوسروں سے تزویج کر دیا تو اس سے آنحضرتؐ کے لیئے کوئی نقص و عیب ثابت نہیں ہوتا اور عائشہ کا اونٹ پر سوار ہوکر ہزاروں کافروں اور منافقوں کے ساتھ امیرالمومنین سے جنگ کے لیئے جانا اور جگر گوشۂ جناب رسُولؐ خدا کو ظلم سے شہید کرنا اس سے کہیں بدتر ہے لہٰذا محض استبعاد کے سبب سے ان احادیث کا رد کر دینا جائز نہیں۔ اور علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب خداوند عالم نے فرمایا وَاَزْوَاجُہٗۤ اُمَّہٰتُہُمْ یعنی آنحضرتؐ کی بیویاں مومنین کی مائیں ہیں اور خدا نے اُن پر اُن سے نکاح کرنا حرام کر دیا ہے تو طلحہ کو بہت غصّہ آیا اور کہنے لگا کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی عورتوں کو ہم پر حرام قرار دیتے ہیں اور خود ہماری عورتوں سے تزویج کرتے ہیں۔ اگر محمدؐ کا (باقی بر صفحہ ۸۸۶)

تزویج کی تو دعوتِ ولیمہ کی اور لوگوں کو خرما، روغن اور دلیا کھلایا۔

کلینی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جب جناب رسولِ خدا کسی عورت کی خواستگاری فرماتے تھے تو کسی عورت کو اُسے دیکھنے کے لیئے بھیجتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس کی گردن کو سُونگھے۔ اگر خوشبُودار ہے تو اُس کا تمام بدن خوشبودار ہوگا۔ اور پنڈلی پر غور کرے اگر وُہ گوشت سے بھری ہوئی ہے تو اُس کا تمام بدن پُرگوشت ہوگا۔

شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ جنگِ حنین میں صفیہ زوجۂ جناب رسولِ خدا آئیں اور کہا یا رسولؐ اللہ میں دُوسری عورتوں کے مانند ہوں۔ حضورؐ کی خاطر سے اپنے باپ، چچا اور بھائیوں کے قتل کو گوارا کیا تو اگر حضورؐ پر کوئی حادثہ واقع ہوجائے تو خلافت وامامت کس سے متعلق ہوگی؟ حضرتؐ نے جناب امیرؑ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ امامت اور تمہارا اور تمام اُمّت کا معاملہ اُس سے متعلق ہوگا۔ نیز بسند معتبر روایت ہے کہ سفیر بن شجرہؓ عامری مدینہ میں جناب میمونہؓ دخترِ حارث زوجۂ رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اجازت لے کر داخلِ خانہ ہوئے۔ میمونہؓ نے پُوچھا کہاں سے آرہے ہو؟ عرض کی کُوفہ سے۔ پُوچھا کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟ کہا بنی عامر سے۔ فرمایا تمہارا آنا باعثِ مسرت ہے کس کام کے لیئے آئے ہو؟ سفیر نے کہا اے اُمّ المومنین جب لوگوں کے درمیان اختلاف ہُوا تو مجھے خوف ہوا کہ کہیں فتنہ میں گرفتار نہ ہوجاؤں اس لیئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ معظمہؓ نے پُوچھا آیا علیؑ سے بیعت کی ہے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا واپس جاؤ اور علیؑ کے لشکر سے جُدا نہ ہو۔ خدا کی قسم نہ وُہ گمراہ ہوتے ہیں اور نہ اُن کے سبب سے کوئی اور گمراہ ہوسکتا ہے۔ سفیر نے کہا اے مومنین کی مادرِ گرامی کیا علیؑ کے بارے میں کوئی حدیث مجھ سے بیان فرمائیں گی جو آپ نے رسُولِ خدا سے سُنی ہے۔ فرمایا ہاں سُنو! جناب سرورِ کائنات نے فرمایا ہے کہ علیؑ حق کی علامت اور نشانی ہے اور ہدایت کا عَلَم اور نشان ہے۔ علیؑ خدا کی شمشیر ہے خدا اُس کو کافروں اور منافقوں کے لیئے نیام سے نکالتا ہے۔ لہٰذا جو شخص اُس کو دوست رکھے میری محبت کے سبب سے دوست رکھے گا اور جس نے اُس کو دشمن رکھا اُس نے مجھ سے دُشمنی کی ہے۔ بیشک جو شخص مجھ کو دشمن رکھتا ہے وُہ علیؑ کو دشمن رکھتا ہے۔ جب وُہ خدا سے قیامت کے روز ملاقات کرے گا تو اُس کے پاس دلیل وحجت نہ ہوگی۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ عائشہ اور حفصہ صفیہ کو اذیت پہنچاتیں، گالیاں دیتیں

(بقیہ از صـ ۸۸۵) انتقال ہوجائے گا تو ہم بھی اُن کی عورتوں سے وہی کریں گے جیسا وُہ ہماری عورتوں سے کرتے ہیں۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی :- وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا (آیت ۵۳ سورۃ احزاب پ ۲۲) یعنی تم کو سزاوار نہیں ہے کہ ان کی عورتوں کے بارے میں ان کو ایذا دو اور ان کی بیویوں سے اُن کے بعد کبھی نکاح نہ کرنا کیونکہ یہ خدا کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔"

اور کہتی تھیں تو دخترِ یہودیہ ہے۔ صفیہؓ نے آنحضرتؐ سے شکایت کی۔ حضرتؐ نے فرمایا تم نے جواب کیوں نہیں دیا۔ عرض کی یا رسُولؐ اللہ کیا جواب دوں۔ فرمایا جواب دینا کہ میرے باپ ہارونؑ خدا کے پیغمبر اور میرے چچا جناب موسیٰؑ کلیم خدا اور میرے شوہر محمدؐ خدا کے رسُولؐ ہیں۔ تو تم دونوں کس بات سے انکار کرتی ہو اور بُرا سمجھتی ہو۔ جناب صفیہؓ نے جب اس طرح ان کو جواب دیا تو اُن دونوں نے کہا یہ تمہارا کلام نہیں بلکہ رسُولؐ اللہ نے تم کو سکھایا ہے۔ اُس وقت خدا نے یہ آیتیں ان کی مذمّت میں نازل فرمائیں: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ ۖ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ ۚ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (آیت ۱۱ سورۃ حجرات پ ۲۶) یعنی اے مومنو تم میں سے کوئی گروہ کسی گروہ کا مذاق نہ اُڑائے۔ شاید وُہ اُن سے بہتر ہوں۔ اور نہ کوئی عورت کسی عورت کا مذاق اُڑائے ممکن ہے کہ وُہ عورتیں اس سے بہتر ہوں۔ اور اپنوں میں عیب مت نکالو یعنی اپنے دین کے ماننے والوں میں۔ اور لوگوں کے بُرے ناموں سے مت پکارو۔ کسی کو فسق کے ساتھ یاد کرنا یعنی ایمان لانے کے بعد کسی کو یہود و ترسا کہنا یا یہ کہ ایمان لانے کے بعد فسق کے نام سے پکارنا بُرا ہے اور جو توبہ نہ کرے وُہ بُرا ہے۔" شیخ طبرسی نے اس آیت کے نزول کا سبب یہ ذکر کیا ہے کہ ایک روز اُمّ سلمہؓ سفید کپڑا اپنی کمر سے باندھے ہوئے اُس کے دونوں سرے پیچھے لٹکائے ہوئے تھیں اور کپڑے زمین پر لٹک رہے تھے۔ یہ دیکھ کر عائشہ نے حفصہ سے کہا دیکھو وُہ اپنے پیچھے کیا لٹکائے آرہی ہے۔ تم سمجھو کہ کُتّے کی زبان ہے۔ بعض کا قول ہے کہ عائشہ نے ان کو پستہ قد ہونے پر طعنہ دیا اور ہاتھ سے کوتاہئ قد کو بتایا۔

حمیری اور کلینی وغیرہ نے بسندہائے صحیح ومعتبر بسیار امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولؐ خدا نے اپنی کسی بیٹی کا یا اپنی بیویوں میں سے کسی کا مہر پانچ سو درم سے زیادہ قرار نہیں دیا۔

کلینی نے بسند صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ اُن حضرت سے لوگوں نے اس آیت کی تفسیر دریافت کی :- يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۗ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا (آیت ۵۰ سورۃ احزاب پ ۲۲) یعنی اے پیغمبر بزرگ مرتبہ بیشک ہم نے تمہارے لیئے تمہاری ان بیویوں کو حلال کردیا ہے جن کا مہر تم نے دے دیا ہے اور تمہاری ان لونڈیوں کو بھی جو خدا نے تم کو مالِ غنیمت میں عطا کی ہیں اور تمہارے چچا کی بیٹیاں یعنی زنانِ قریش اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تمہارے

ماموؤں اور خالاؤں کی بیٹیاں یعنی زنانِ بنی زہرہ جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی ہے حلال کردی ہیں۔ اور ہر مومنہ عورت بھی اگر وُہ اپنا نفس پیغمبرؐ کو بغیر مہر ہبہ کر دے اگر پیغمبرؐ اُس کے ساتھ نکاح کرنا چاہیں۔ مگر اے رسُولؐ یہ حکم صرف تمہارے ساتھ مخصوص ہے اور مومنین کے لیئے نہیں۔ بیشک ہم جانتے ہیں جو کچھ ہم نے مومنوں پر اُن کی عورتوں اور کنیزوں کے بارے میں واجب قرار دیا ہے اور اے رسُولؐ یہ رعایت تمہارے واسطے اس وجہ سے ہے تاکہ تم کو دقت و پریشانی نہ ہو۔ اور خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔" راوی نے حضرت صادقؑ سے پُوچھا کہ جناب رسُولؐ خدا کے لیئے کتنی عورتیں حلال تھیں؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ آنحضرتؐ جس قدر چاہتے۔ راوی نے پُوچھا کہ جو خدا نے یہ فرمایا ہے اس کے کیا معنی ہیں کہ :- لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَاۤ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَ ؕ (آیت ۵۲ سورۃ احزاب پ۲۲) یعنی اے رسُولؐ ان کے بعد اور عورتیں تمہارے واسطے حلال نہیں اور نہ یہ جائز ہے کہ ان میں سے کسی کو چھوڑ کر اور بیویاں اختیار کرو اگرچہ تم کو اُن کا حُسن کتنا ہی اچھا معلوم ہو مگر تمہاری لونڈیاں ان کے علاوہ بھی حلال ہیں"، حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ پیغمبرؐ خدا کے لیئے جائز تھا کہ اپنے چچا اور پھوپھیوں، ماموؤں اور خالاؤں کی بیٹیوں سے اور اُن عورتوں سے نکاح کریں جو حضرتؐ کے ساتھ ہجرت کرکے آئی تھیں اور حلال تھا کہ مومنہ عورتوں سے بے مہر کے حضرتؐ نکاح کریں اور یہ صورت ہبہ اور بخشش کی ہے اور کسی عورت کا اپنا نفس سوائے رسُولؐ کے کسی کو بخش دینا حلال نہیں ہے۔ لیکن آنحضرتؐ کے سوا کسی کے لیئے بغیر مہر کے نکاح جائز نہیں ہے جیسا کہ خداوندعالم نے قرآن میں فرمایا ہے۔ پھر راوی نے پوچھا کہ پھر اس آیت کے معنی کیا ہیں جو خدا نے فرمایا ہے کہ تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِیْۤ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ (آیت ۵۱ سورۃ احزاب پ۲۲) ان میں سے جس کو جب چاہو الگ کردو اور جس کو جب تک چاہو اپنے پاس رکھو"، امامؑ نے فرمایا کہ اس سے مُراد یہ ہے کہ جس عورت سے چاہو نکاح کرو اور جس سے نہ چاہو نہ کرو۔ اور خدا نے جو یہ فرمایا کہ تمہاری عورتوں کے لیئے اس کے بعد جائز نہیں ہے اس سے مُراد وُہ عورتیں ہیں جن کو خدا نے دوسری آیت میں ہر شخص پر حرام کردیا ہے یعنی مائیں، بیٹیاں بہنیں، اور تمام محرمہ عورتیں مومنوں پر حرام کردی ہیں۔ اور اگر آیت کے معنی وُہ ہوتے ہیں جو اہلسنّت بیان کرتے ہیں کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آنحضرتؐ کے لیئے عورت کی خواستگاری حرام ہو گئی تھی اور جو عورتیں حضرتؐ کے نکاح میں تھیں اُن کا بدلنا حضرتؐ پر حرام تھا تو یقیناً خدا نے تم پر وُہ عورتیں حلال کی ہوں گی جو آنحضرتؐ پر حلال نہیں کی تھیں۔ کیونکہ تم کو بوڑھی عورت کا بدل دینے کا اختیار ہے اور ہر عورت کی خواستگاری کا جس کو تم چاہو۔[1]

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ اس مضمون کی بہت سی حدیثیں ہیں۔ اور بعض مفسّروں کا قول اس آیت کی تفسیر میں یہی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اُس کے بعد جبکہ آنحضرتؐ نے اپنی بیویوں کو اختیار دیا کہ وُہ (باقی بر صفحہ ۸۸۹)

کلینی نے بسندِ معتبر امام رضا علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چالیس مردوں کی قوت جماع رکھتے تھے اور آپ کی نو بیویاں تھیں اور ہر شبانہ روز حضرتؐ اُن سے ملاقات کرتے تھے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ خیبر سے مراجعت فرمائی اور ابی الحقیق کی اولاد کا خزانہ حضرتؐ کے ہاتھ آیا تو حضرتؐ کی بیویوں نے کہا کہ اس خزانے کو ہم پر تقسیم کر دیجیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ وُہ سب میں نے مسلمانوں پر تقسیم کر دیا۔ یہ سُنکر اُن بیویوں کو غصّہ آیا اور کہا کہ شاید آپ سمجھتے ہیں کہ اگر آپ ہم کو طلاق دے دیں گے تو ہم کو ہمارا کفو قوم میں نہ ملے گا۔ تو حق تعالیٰ کو اُن کی یہ بات پسند نہ آئی اور اُس نے آنحضرتؐ کو حکم دیا کہ اُن عورتوں سے کنارہ کش ہوجائیں اور مادرِ ابراہیمؑ کے گھر میں قیام کریں۔ حضرتؐ نے اُن عورتوں سے علیحدگی اختیار فرمائی اور مادرِ ابراہیمؑ کے بالاخانہ میں قیام پذیر ہوگئے جو مسجد کے نزدیک تھا۔ یہاں تک کہ وُہ عورتیں حائض ہوئیں۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت تخییر نازل فرمائی کہ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا ○ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ○ (آیت ۲۸ و ۲۹ سورۃ احزاب پ۲۱) اے رسُولؐ اپنی عورتوں سے کہہ دو کہ اگر تم دُنیا کی زندگی اور اُس کی زینتیں چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو اُس سے بہرہ ور کردوں اور مال و دولت دے کر تم کو آزاد کردوں جو مناسب طریقہ ہے۔ اور اگر خدا و رسُولؐ کو چاہتی اور آخرت کو پسند کرتی ہو تو خدا نے تم میں سے نیک کردار عورتوں کے لیئے اجرِ عظیم مہیا کر رکھا ہے"، جب آنحضرتؐ نے یہ آیت ان کو سُنائی تو سب سے پہلے جناب ام سلمہؓ کھڑی ہوگئیں اور کہا میں نے دُنیا پر خدا اور رسُول کو اختیار کیا اُن کے بعد سب عورتوں نے حضرتؐ کے گلے میں باہیں ڈال کر وہی بات کہی۔ اُس وقت خدا نے آیۃ ترجی من تشاء منهن و تؤی الیك من تشاء نازل فرمایا یعنی اے رسُولؐ ان میں سے جس کو چاہو علیحدہ کردو اور طلاق دے دو اور جس کو چاہو پناہ دو اور نکاح پر باقی رکھو۔ پھر خدا نے آنحضرتؐ کی بیویوں سے خطاب فرمایا یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ یُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَیْنِ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا ○ وَمَنْ یَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَاۤ اَجْرَهَا مَرَّتَیْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا

(بقیہ از صفحہ ۸۸۸) آنحضرتؐ کو اختیار کریں یا دُنیا کو اختیار کریں اور اُنہوں نے آنحضرتؐ کو اختیار کیا تو خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حرام کر دیا کہ ان کے بعد دُوسری عورتیں اختیار کریں یا ان کو تبدیل کریں۔ بعض کا قول ہے کہ اس حکم کی ابتداء میں یہ مقرر ہؤا اُس کے بعد منسُوخ ہوگیا۔ اور جو کچھ احادیث میں وارد ہؤا ہے قابلِ اعتماد ہے اور دُوسرے اقوال اہلسنّت کے موافق ہیں۔ ۱۲۔